U 13011 1-12-09

Title - Daftar Bemisaal

Creator - Abdul Ghafoor Khan Nisaakh.

Publisher - Nawal Kishore (Lucknow).

Date - 1874

Pages - 180

Subjects - Dawaween; Nisaakh; Abdul Ghafoor Khan.

هو الغفور الرحیم
ان من البیان لسحرا
دیوان بلاغت عنوان خزینہ کمال موسوم بہ
دفتر بے مثال
جناب مولوی عبد الغفور خان بہادر متخلص بہ نساخ
بحسن تصحیح و زیب تسطیر در ایام عشرت فرجام
مطبع منشی نولکشور مین طبع ہوا
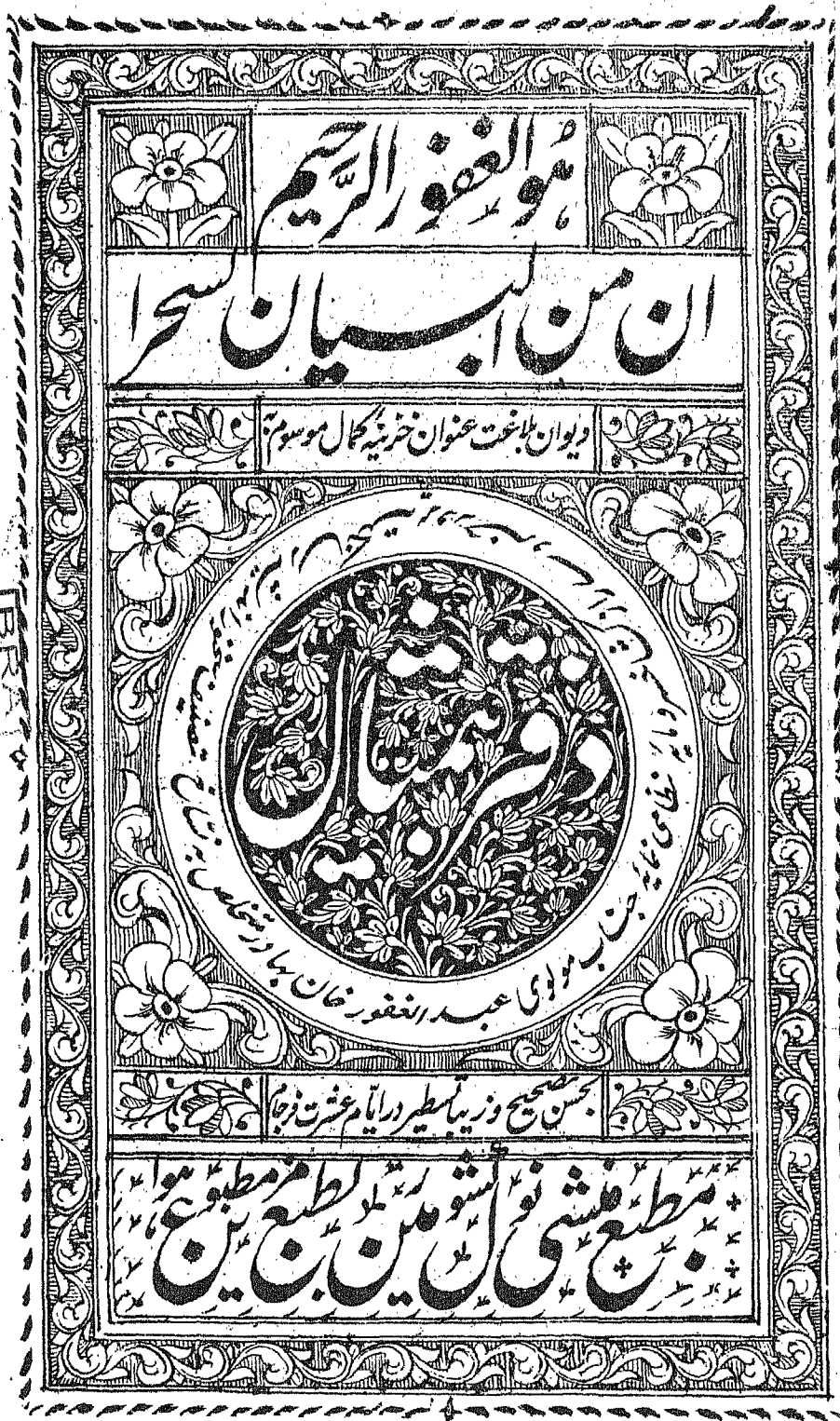
بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقل نامہ کہ میرزا اسد اللہ خان غالب در رسید دفتر بے مثال بمصنف رقم نمود

نامہ

جناب مولوی صاحب قبلہ - یہ درویش گوشہ نشین جو موسوم بہ اسد اللہ اور متخلص بغالب ہے کرست حال کا شاکر اور آیندہ افزایش عنایت کا طالب ہے دفتر بیمثال کو عطیۂ کبریٰ اور موہبت عظمیٰ سمجھکر یاد آوری کا احسان مانا + پہلے اس قدر افزائی کا شکر ادا کرتا ہون کہ خصر اس ہیچمدان کو قابل خطاب اور لائق کتاب جانا - مین دروغگو نہین - خوشامد میری خو نہین دیوان فیض عنوان اسم بامسمی ہے - دفتر بے مثال اسکا نام بجا ہے الفاظ متین معانی بلند مضمون عمدہ بندش دلپسند ہم فقیر لوگ اعلان کلمۃ الحق مین بیباک و گستاخ ہین شیخ امام بخش طرز جدید کے موجد اور پرانے ناہموار روشون کے ناسخ تھے آپ اونسے بڑھکر بصیغہ مبالغہ بے مبالغہ ناسخ ہین تم دانائے رموز اردو زبان ہو سرمایۂ نازش قلمرو ہندوستان ہو خاکسار نے ابتدای سن تمیز مین اردو زبان ہو مین سخن سرائی کی ہے پھر اوسط عمر مین بادشاہ دہلی کا نوکر ہوکر چند روز اوسی روش پر خامہ فرسائی کی ہے نظم و نثر فارسی کا عاشق اور مائل ہون

۱۰|۱۰|۳۱

ہندوستان میں رہتا ہوں مگر تیغ اصفہانی کا گھائل ہوں جہاں تک زور چل سکا فارسی-
زبان میں بہت کچھ بکا - آپ نہ فارسی کی فکر نہ اردو کا ذکر نہ دنیا میں توقع نہ عقبی کی امید
میں ہوں اور اندوہ ناکامی جاوید جیسا کہ خود ایک قصیدہ نعت کی تشبیب میں کہتا ہوں بیت
؎ چشم کشودہ اند بکردار ہاے من * از آیندہ ناامیدم واز رفتہ شرمسارم * ایک عالم [illegible]
دنیا میں رہا اب اور کہاں تک رہوں گا ایک اردو کا دیوان ہزار بارہ سو بیت
کا ایک فارسی کا دیوان دس ہزار کئی سو بیت کا تین رسالے نثر کے
یہ پانچ نسخے مرتب ہو گئے اب اور کیا کہوں گا مدح کا صلا نہ ملا غزل کی داد نہ پائی ہرزہ گوئی
میں ساری عمر گنوائی بقول طالب آملی علیہ الرحمہ ؎ لب از گفتن چنان بستم کہ گوئی *
دہن بر چہرہ زخمی بود بہ شد * سچ تو یوں ہے کہ قوت ناطقہ پر وہ تصرف اور قلم میں وہ زور نہ رہا
طبیعت میں وہ مزا سر میں وہ شور نہ رہا پچاس پچپن برس کی مشق کا ملکہ کچھ باقی رہ گیا ہے
اوسی سبب سے فن کلام میں گفتگو کر لیتا ہوں - حواس کا بھی بقیہ اسی قدر ہے کہ بعرض گفتار
میں موافق سوال جواب بنتا ہوں روز شب یہ فکر رہتی ہے کہ دیکھیے وہاں کیا پیش آتا ہے - اور
یہ بال بال گنہگار بندہ کیونکر بخشا جاتا ہے حضرت سے یہ التماس ہے کہ آپ جو ادراکی یادی
اور مجھکو ارسال نامہ کی سبیل کے ہادی ہوئے ہیں جبتک میں جیتا ہوں نامہ و پیام سے شاد -
اور بعد میرے مرنے کے دعاے مغفرت سے یاد فرماتے رہیے گا - والسلام بالوف الاحترام

نقل قطعہ کہ فخر سخندانان زمان زبدۂ نکتہ سنجان دوران مولوی نصیر الدین حیدر متخلص بساحی منصف درجہ اول ضلع سلہٹ رسید دفتر بمثال تحریر نمودہ

قطعہ

مژدہ اے طبع تنک جوش سخن ناآشنا
مرحبائے دل بہار دیدہ کام جان رسید

پہن خوان گستر طبع میزبان نکتہ سنج
زلہ خواران سخن را نعمت الوان رسید

جلوہ گر شد مہر عالمتاب گردون سخن
لمعۂ از پرتوش در کلبۂ احزان رسید

بسر زمین شعر عیسیٰ معجزہ آمد فرود
کز دم پاکش من دل مردہ را او ربان رسید

از نسیم فکرتے بحر محیطے موج زن — تا من ساحل نشین هم گوهرے غلطان رسید

گلشن معنی ز رشح خامه سر سبز شد — بینوا مرغ قفس را هم گلے خندان رسید

پرده دیگر زمزم از رحمه بر ساز مراد — خوش نوے آید صدای این رسید آن رسید

آسمان یعنی بکام مستمندان چرخ زد — تازه دیوانے بمن از صاحب دیوان رسید

گلشن آمال من چون روضه رضوان شگفت — تارک اقبال من تا قبه کیوان رسید

وه چه دیوان گزره اعجاز نظم پاک او — گر نبودے کفرے گفتم دگر قرآن رسید

وه چه دیوان جوشش طبع مست صهبای ازل — آنکه نتواند باوج فکرتش سحبان رسید

حضرت نساخ گوهر خیز دریاے سخن — هر چه از طبعش رسد گوئی که از عمان رسید

فکر رنگین را ازین خوشتر چه می باشد اثر — گرد حنا هم بشیر نظمت بهندستان رسید

گر سخن سنجی چو تو خیزد علی فرض المحال
در سخن سنجی تواند کے باین ساماں رسید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خاص است بہر آن خلاق
لیک پاک از تعین و محدود
عقل در کنہ اوست نادانی
ہمہ پست و بلند قدرت اوست
کرد موجود ذات احمد را
آن ہمہ خاص مصطفےٰ را داد
صلواۃ الٰہ بر جانش

کہ پی او مسلم است اطلاق
بدو عالم عیان و پنہان است
فکر در ذات اوست حیرانی
عزم فرمود جلوہ فرماید
پس از ان کرد این و آن پیدا
ما ہمہ پرتو جمال او
بلکہ بر جان آل و یارانش

بدو کون ہست ذات او موجود
فی المثل گو بیا کہ او جان ہست
ہمہ نقش و نگار صنعت اوست
خواست تا سطح گیتی آراید
ہر چہ از وصف انبیا را داد
نرسد در بیان کمال او
سپس این حرف ناسازگار

سامعہ روزگار و نقش نازیبا سے کارگاہ اعتبار عبد الغفور خالدی متخلص بہ نساخ کہ پیشتر مہجور تخلص داشت برسخنے ازخیلے و مختصرے از طویلے یادگار خود حوالۂ کلک عجز نگار میکند تبیینش آنکہ از قرایاے بنگالہ من مضافات بلدۂ جہان گیرنگر مشہور بہ ڈہاکہ از صناویدِ ہند یادگاریست دہی راجہ پور نام از متعلقات ضلع فریدپور مولد و ماوای آبائی داستان گزارست اما مسقط الراس نیازمند سرزمین کلکتہ و سال ولادت الف و مائتین تسع و اربعین ہجری قدسی رو

عید الفطر از والد بزرگوار خود یاد دارم پدرم جنت آرامگاه صاحب تالیف نسخهٔ جامع التواریخ
که اسم شریفش قاضی فقیر محمد بود غفر الله له خدمت وکالت داوریگاه عالیه صدر کلکته داشت
هنوز سال دوم از عمر راقم به پایان نرسیده بود که گردش لیل و نهار کاسهٔ حیات ولی نعمت راقم را از پیمانهٔ
فنا لبریز ساخت داغ بی پدری بر دلم زد و غبار یتیمی بر چهرم مالید معین برادرم جناب مولوی عبد اللطیف
خان بهادر ممبر کونسل جناب معلی القاب لفٹنٹ گورنر بهادر بنگاله و ممبر بورد آف اگزامنرز
و ممبر سنٹ یونیورسٹی و ممبر بورد کمشنران انکم ٹکس شهر و حوالی شهر کلکته و ڈپٹی مجسٹریٹ و ڈپٹی
کلکٹر درجهٔ اول ضلع ۲۴ پرگنه و جسٹس آف دی پیس صوبجات بنگاله و بهار و اڑیسه دام برکاتهم
و افاضاتهم بجاے پدر بزرگوار مغفور ظل عاطفت بر سرم گسترد و در دامن عطوفتش پرورد و حرف
سوگ پدر از دلم زدود و اشک حسرت از دیده ام پاک نمود توجه بفرط تحسین تعلیم و تربیت علومم
بگماشت و بمدرس گاه تعلیمیه سرکار کمپنی بهادر فرستاد تا اینکه از رطب و یابس آنچه در لوح
جبین نوشته بودند از کتب متعارفهٔ عربی و فارسی و بنگله و انگریزی و اردو و هندی حرف
آشنا گشته دست طلب معاش دراز کردم لیکن بجائی نرسید چندی بے شغلی بار خاطر ماند
دران اوان بهر دلبستگی اکثر دواوین اساتذه پیش نظر می داشتم رفته رفته لذتے از کلام موزون
و معانی بند دست داد و شوق مطالعه اشعار بیشتر گرفت و باین رسید که از فیض سخن هواے شعر گفتن
در سرم پیچید بخدمت سر آمد رموز دانان زمین نثار بادهٔ سخن جناب مولانا حافظ رشید النبی
مرحوم که رحمت خداوند بر تربتش باد پیوسته بحضرت وی فقط تلمذ دادم و زانوے ادب ته کردم
به مزید التفات چشم اصلاح بر آورد هاے طبع افسرده میگماشت هنوز مشق تازه بود که جناب
وی وساده آراے عهدهٔ افتاے بندر هوگلی گردید و عقیدت مند نیز بحکم ضرورت نقل و حرکت
به سمت جهان گیر نگر کرد و در مشق سخن هرج بسیار راه یافت و چون از سفر معاودت اختیار افتاد آهنگ
ناخوش واقعهٔ ناگزیر استاد مغفور گوش ربا گردید و به ماتمش نشاند بارے نعم البدل نصیب روزگار مرحوم
شد یعنی خدمت جناب حافظ اکرام احمد صاحب متخلص به ضیغم که درین زمان جناب وی بشهر ڈھاکه
رایت سخن بلند دارد بشرف ملازمت خود مرا عزت افزود علاوه مشق سخن عروض و قوافی و صنایع
و بدایع که محاسن فن شاعریست تعلیم فرمود الحاصل روزے چند با شاهد معانی دل خوش می ساختم

وجه پیچ در پیچ سخن را با شانهٔ فکر سے آراستم از اوائل فکر التزام کردم که الفاظ ثقیل
وسامعه خراش که هنوز در کلام موزون ارباب دهلی و لکهنؤ یافته می شوند از اشعارم هیچ
مضمون بیگانه باشد چنانچه لفظ "تلک" بجاے "تک" و لفظ "مت" بمعنی "نه" و لفظ
جون بمعنے مثل و امثال آنها که با سامعه نازک پسند گرانیها دارند قلم انداز
نمودم و بسیار غزلهاے مدلل که از عمده طرز سخن انشا و ساختم الغرض
گفته گفته تا چهار ده هزار شعر به شمار آمد اکثر اوقات ایمای
هوا خواهان مربوط به ترتیب دیوان پیش پیش از ان هم ترقی کرده محرک
سلسلهٔ چاپ شدند انگشت قبول به چشم میگذاشتم و عذر قلت
فرصت را عرضه میدادم هرگاه گیرائی اوشان از حد گذشت و
دیدم که حرفهاے عذرم تجاوز شان میکند مجبور به
به انتظامش در ساختم و به ترتیبش پرداختم
از تمامی اشعار قریب سه هزار چند شعر منتخب
کرده در سنه ۱۳۱۲ هجری دیوانی ترتیب داده
و به دفتر بیمثال نامیدم التماس از
حضرات ناظرین سرشت [illegible]
سخن آنست که هنگام مطالعه
این نظمهای تازه اگر
خطائی به نظر افتد از ان
در گذشته به تصحیح آن
ملتفت شوند
و خدا با صفا او
ما که پیدا
نگاه
فرمایند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صفت مہر نبوت کی ہے مطلع میرے دیوان کا
ہوا ہے زرد جس سے رنگ مہر درخشاں کا

شہید ناز ہوں میں دیدۂ آئینہ رویاں کا
گماں کیونکر نہو زخموں پہ میرے چشم حیراں کا

ہے سودا جو خط پشت لب رنگین جاناں کا
گلے میں طوق ہو میرے رگ لعل بدخشاں کا

تری آنکھوں کے ڈورے لعل جو ہیں منعکس خبر
بڑھا ہے جدول شنجرف سے حسن اور قرآں کا

خیال زلف پیچاں میں مجھے خواب پریشاں ہے
نظارہ گر کرے دن فردوس کے بھی سنبلستاں کا

نکالے پاؤں پھر جوش جنوں میں وحشت و خستگی نے
رہا ثابت نہ پھر اک تار تک اپنے گریباں کا

ہوا پر اوڑتے اوڑتے ہو گیا برباد اب ایسا
نشاں ملتا نہیں ای ہمنشیں تخت سلیماں کا

سیاہی زلف مہرویاں کی گر دیکھے تو خجلت سے
سفیدی سے مبدل رنگ ہوا شبہای ہجراں کا

نصیب اپنے پھریں داخل کہیں ہو دیں شہید و مشہور
تصور اس لیے ہمکو ہے اوس برگشتہ مژگاں کا

خموشی صنم نے اسے برہمن چپ کیا ایسا
کہ گویا دل مرا ساکن ہوا شہر خموشاں کا

تپ غم سے جو سوزاں استخواں ہیں کنج مرقد میں
گماں اونپر ہوا شمع شب تاریک ہجراں کا

تصور یہ رہا کرتا ہے ہماری ہجراں میں
کہ خال چشم عاشق تخم ہے سیب زنخداں کا

ہے اپنی ہر بن مو چشم عاشق انتظاری مین
گمان کیونکر نہو تن پہ ہمارے نرگستان کا

نہو مسلک کیون جام و مے و معشوق کا طالب
چمن سرسبز ہے آتش کدہ ہے ابر باران کا

جو پردہ اوٹھگیا ہے آتشین رخسار جانان کا
اوڑا ہے نور شبنم کی طرح مہر درخشان کا

کرون موزون اگر مضمون خط رخسار جانان کا
رگ گل سے بندھا ہے شیرازہ پہر اجزای دیوان کا

ضرورت رہنما کی کسکو ہے وادی وحشت مین
خیال سبزہ خط خضر ہے اپنے بیابان کا

ہوئے کیف مے گلفام سے وہ سرخ ایسا تھے
ہے شک آنکھون کے ڈورون پر رگ لعل بدخشان کا

تری چشم شکار افگن کو غصہ مین اگر دیکھے
برنگ شیر قالی حال ہو شیر نیستان کا

چورائی ہے سیاہی جو سینہ بختی عاشق سے
کہین منہ بھی ہو کالا یا خدا اشبہای ہجران کا

وحوش و طیر و جن و انس تیرا کلمہ پڑھتے ہین
عقیق لب پہ شک ہے ای پری مہر سلیمان کا

کیا ہے نفس امارہ نے گمرہ دل کو ای زاہد
ہوا ہے غول خضر رہ اسیر اپنے بیابان کا

دم بسمل تماشا خنجر قاتل نے دکھلایا
کیا جو چاک سینہ کھل گیا در باغ رضوان کا

ہجوم قمریان افشان سے چلنے ہو پاتے ہیں
گمان ہے تاک پر اوس رشک گلکی سرو بستان کا

کیا تاک دل عشاق کو غارت اشارون سے
ہے تیرا دیدۂ سفاک افسر فوج مژگان کا

کسیکی عفت و عصمت کا دیوانہ ہون عالم مین
ہے چاک دامن یوسف ہر اک در میری زندان کا

نہو کیون ٹکڑے ٹکڑے پردہ چشم تماشائی
مصفا صورت الماس ہے ہر عضو جانان کا

روان ہے لے پریرو وحش صرصر پر غبار اپنا
ملا ہے بعد بربادی ہمین رتبہ سلیمان کا

کسی مہرو کی فرقت مین ہوئین جو موجزن آنکھین
بنا ہے کشتی طوفان ہلال اپنے گریبان کا

سراپا زخم ہون تیغ زبان یار سے لیکن
نہین کھلتا ہے مثل ذات حق منہ زخم پنہان کا

نہووے بد گہر کے دلکو حاصل نور ایمان کا
جو بد مذہب ہے حافظ ہو نہین سکتا ہی قرآن کا

کبھی صدمہ نہ پہونچے صاف دل سے اہل عالم کو
کہ اوٹھنا غیر ممکن آب گوہر سے ہے طوفان کا

ہوا دو ٹکڑے دل چشم کحیل خوش نگاہان سے
کہ ہے مشہور عالم کاٹ شمشیر صفاہان کا

کہلے کیونکر دہان یار کا عقدہ کسی صورت
کہ پنہان چشم عالم سے ہے چشمہ آب حیوان کا

بھر ورا اوکو کبھی حاصل نہو جو داغ بر دل ہین
کبھی مے سے نہو مملو پیالہ ماہ تابان کا

کہان مانع ہے خط اوس مہر کو دل کے جلانے سے
نہو وے ابر سے موقوف ہنسنا برق خندان کا

جو ظالم ہین رہا کرتے ہین وہ گردش مین روز و شب
نہین کچھ کام غیر دور ہرگز چرخ گردان کا

نہین دیتی ہے بجھنے آگ کو تشبیہہ خاکستر
نگہبان خط نہو کیونکر فروغ حسن جانان کا

فروغ شمع رویان کم نہووے خط کے آنے سے
بہت دشوار ہے بجھنا چراغ زیر دامان کا

ہوئے ناسخ کے شعرون کو پڑھا کر بہرہ ور عالم
کہ روشن ہے جہان مین فیض خورشید درخشان کا

مرغ دل ہوگا نشانہ ہر جوان و پیر کا
تاک ہے اوس طفل کی تیر اور بھون پر تیر کا

زار اسے مانی غم ہجران نے ایسا کر دیا
ہے نہان نظرون سے کاغذ بھی مری تصویر کا

گردشون سے آسیا ہے آسمان پیر کی
پس گیا گندم کی صورت دل جوان و پیر کا

محو حیرت قید مین ہون یاد روے صاف ہے
دیدہ حیران ہے ہر حلقہ مری زنجیر کا

ہو گئی زندانیون کی نیند تا کب خواب و خیال
غل ہوا وہ قید خانے مین مری زنجیر کا

دودھیا واسطے چھٹی کا کوہکن آغاز مین
بسکہ کار سخت ہے انجام جوے شیر کا

آنکھون مین پھرتا ہے جو بالے کی مچھلی کا خیال
ہے گمان تار نگہ پر دام ماہی گیر کا

دن کو دیکھا موجون تھا اک سنہری جائے کوہ
کیا اثر عار و شکن ہے نالہ شبگیر کا

یاد مین اوسکے سنہرے رنگ کی روتی ہین ہم
اشک پر اپنے ہے عالم روغن اکسیر کا

گل ہزارون شمع کے لیتا ہی منہ مین بے خطر
ہے دہان مرغ آتش خوار سینہ گلگیر کا

سر دھری گیسون مین سنگدل بت نے یہ کی
ناک مین دم آگیا ہے عاشق دلگیر کا

کیف مے سے چشم مست یار مین دورے جو ہین
مجکو وہ ہوکا دے رہے ہین دام آہو گیر کا

پہلو سے میزان مین ہو جاتے ترازو کیا عجب
ناوک نالہ جو گذرے چھیدنے سینہ تیر کا

اون ہتھیلی چھتیون سے ہو گیا سینہ فگار
کیا شبیہ وصال کے پھولون مین نوک تیر کا

زار اے ناسخ عشق مصحف چھین جو ہون
عکس شبیہہ بنا کاغذ مرے تصویر کا

کان ہے مشتاق مدت سے تری تقریر کا
دیدۂ نساخ ہے مشتاق تری تحریر کا

چاند سے رخسار کا زندان مین رہتا ہے خیال
ماہ کا ہالہ ہے حلقہ دیدۂ زنجیر کا

مہ عیان ہین ہر روز و شب اوس طفل کا روئے صبیح
چشم پرنم سے روان ہوتا ہے دریا شیر کا

بنتے باندھے ہین پریرویون کی مضمون سیکڑون
شعر جو میرا ہے گویا نقش ہے تسخیر کا

ورد ہے صبح و مسا یان شعلہ رخسارونکا وصف
صاف ہے میری زبان مین ڈھنگ آتشگیر کا

ہے دل بیتاب اپنا مضطرب مچھلی کی شکل
سینۂ صد چاک ہے یا دام ماہی گیر کا

ندیان اشکون کی پہونچین ٹپکے شاخ گاؤزبان
اب خدا حافظ ہے اس چرخ کہن تعمیر کا

ہے صریر کلک گویا خندۂ کبک درے
وصف لکھتا ہون جو مین اوس چاند سی تصویر کا

جلوہ گر ہر دم غزال دیدۂ سفاک ہے
تیغ کے جوہر پہ شک ہے دام آہو گیر کا

خط جو کترا اور حسن شعر و چمکا دو چند
ہے گمان حجام کی مقراض پہ کفگیر کا

پشت دلبر دیکھکر بندہ جو دیوانہ ہوا
بند پرچم کے مجھکو شک ہوا زنجیر کا

خانۂ زندان مین اوس سرو روان کا ہے خیال
طوق قمری ہوگیا حلقہ مرے زنجیر کا

جنبش ابرو سے اوسکے لوٹتا ہے مرغ دل
کام وہ میا لیتا ہے کمان سے تیر کا

دم صرانیکا گمان کیونکر نہووے خلق کو
کشتہ ہے نساخ اوسکے مکر کا تزویر کا

شعلہ رو کے وصف مین نساخ تا تیغ کی طرح
کام کرتا ہے ہمارا خامہ آتش گیر کا

زخم ہے جنبش جو منہ پہ لیتے ہین شمشیر کا
اب گمان ہے عاشقو پر شکر تصویر کا

لعل میگون ہو اگر یہ تو فگن تو شرم سے
جام مے ہو دست ساقی مین پیالہ شیر کا

جیسے زندان خانۂ تن مین مقید ہو گئے
ہے یقین تار نفس پر جان کو زنجیر کا

گنجفہ بازی مین کاٹے دیکے چکمے تونے سر
کیون نہ حکم نادری اکا کہے شمشیر کا

کرتے ہین سینہ سپر ہے ہم جگر دارونکا کام
سامنا کب ہو عدو سے یار کی شمشیر کا

معرکے مین سرخرو رہتی ہے اسے سفاک خلق
خون عاشق جیسے جوہر ہے تری شمشیر کا

وان سنواری مانگ اوسکی دل ہوا دو ٹکڑے یہان
دانت کنگھی کا ہر اک دندانہ ہے شمشیر کا

صفاف صف کی صف ہوئی اک ہاتہ مین صل علے
جی مین ہے ہم چوم لین قبضہ تری شمشیر کا

وہ وہ چار آٹھون پہر رہتا ہے دیکھا لاکھ بار
جوہر آئینہ ہے جوہر ہر اک شمشیر کا

مین ہوا وہ دیکھکر رخسار روشن کی صفا
آئینہ نے خاصہ پیدا کیا شمشیر کا

جن و انس و وحش و طیر آکر کٹاتے ہین گلے
ہے سلیمان کا نگین جوہر تری شمشیر کا

حضرت نساخ فکر وصل کرتے ہو عبث
ہجر ہی قسمت مین ہے لکھا ہوا تقدیر کا

انکھون مین رہنا ہے لازم سرمہ کی تحریر کا
کام جوہر سے ہے نکلے تیغ زن شمشیر کا

کہب گیا دل کی رگون مین قامت بالا ترا
چرخ پر بھی سنبلہ خانہ ہے ای جان تیر کا

گردش گردون سے کیا نقصان آہن دل کا ہو
آسیا سے کیا ضرر ہو دانۂ زنجیر کا

کب جبین کرتا ہے کوئی عاشق حیران کی فکر
عطر کب عطار کھنچواتے ہے گل تصویر کا

دیکھنی چین جبین تحریر پیشانی کی ہے
کوئی مٹتا ہے نوشتہ کاتب تقدیر کا

خامۂ رنگین رقم کو وصف کرنا سہل ہے
پیش مانی کھینچنا مشکل نہین تصویر کا

اہل جوہر کو نہین ہے غیر کے احسان سے کام
ابر کا محتاج سبزہ کب ہوا شمشیر کا

انقلاب دہر سے کب اہل حیرت کو ہی خوف
آر دی و دی مین ہے اک عالم گل تصویر کا

زیب دیتی ہے کجی ابرو کی اے شمشیر زن
خم نہو شمشیر مین تو عیب ہے شمشیر کا

کون جانے قدر میرے شعر کی جز نکتہ سنج
کیمیاگر جانتے ہین مرتبہ اکسیر کا

کیون جوانان جہان مرتے ہین پیری پر تمام
صاف روشن دہر مین قصہ ہے جوئے شیر کا

عاشق حیران کی چشم دل ہے روئے یار پر
غیر جانب پھر نہین سکتا ہے منہ تصویر کا

موم دل جو ہے ستاتا ہے اوسے ہر سنگدل
شمع کا سر کاٹنا اک کہیل ہے گلگیر کا

راست گو نساخ کی باتون مین کیا ہو وے کجی
ناوک افگن خم نہو شل کمان قد تیر کا

دب گیا شانہ کے نیچے رات گیسوئے یار کا
ہاتھ آیا عالم رویا مین مضمون مار کا

سن لیا جو ماجرا طوفان چشم زار کا
پانی پانی ہو گیا دل ابر دریا بار کا

لکھتے ہین تہ دار مضمون ابروے خمدار کا
شعر جو اپنا ہے گویا میان ہے تلوار کا

ظاہر و باطن ہے اپنا صاف مثل آئینہ
کیون ہمیشہ ہو نہ جلوہ یار کے دیدار کا

دلبران برق وش کو کرتے ہین چشمک مدام
طور ہین ہی کیا برق ہین بہی آہ آتشبار کا

چشم بلبل ہین کھٹکتا ہے بہارون ہین مدام
چاہیے فصل خزان ہین خشک ہونا خار کا

ہوگیا نظرون سے گر موے کمر تیرا نہان
دیکھنا ممکن نہوگا میرے جسم زار کا

ندیان اشکون کی جاری ہین فراق یار مین
دامن تر پر ہے عالم ابر دریا بار کا

شاخ شبو کے قلم ہو غنچہ گل ہو دوات
وصف لکھتا ہے مجھے اوس گل کی بانہی ہار کا

اوس بت یکتا کی فرقت نے جلایا اس قدر
عرش پر پہونچا ہے شعلہ آہ آتش بار کا

مانگ کو تشبیہ کامل افعی ابیض سے ہے
ٹیکا ماتھے کا ترے ظالم ہے مہرہ مار کا

ناتوان ایسا غم ہجر بتان مین ہوگیا
ہر رگ تن پر مرے دہوکا ہوا زنار کا

نقد جان دے دے کے اس سے پار اوترے تیغزن
بحر الفت کا کنارہ گھاٹ ہے تلوار کا

کھربلے کے سبحہ سے کیا کم ہے تار اشک چشم
ہیمان جو وقت بکا ہے سبزہ رخسار کا

وصل کی شب سرخ جو چہرہ لبشاشت سی ہوا
برگ گل گویا ہے پردہ دیدۂ بیدار کا

خون رولاتا ہے جو مجھکو وہ لب یاقوت فام
لعل ہے قطرہ سرشک دیدۂ خونبار کا

وصف ای شاخ نزک تیغزن کا گر لکھون
کاف کا مرکز بہی مصل ہو جائے کا تلوار کا

سر کو سودا ہوگیا موے میان یار کا
رشتہ جان بنگیا ہے پیچ تہا دستار کا

وصف جو لکھتا ہون اپنے آنسوؤن کے تار کا
آب گوہر مین سفینہ غرق ہے اشعار کا

جل مجھے پروانہ سان اے شمع و خورشید حشر
شعلہ اوڑتا دیکھ لے گر آہ آتش بار کا

اشک صاف و چشم خون آلود عاشق سے مدام
کوے دلبر پر گمان ہے جوہری بازار کا

ہے دل پر داغ روشن جلوۂ کاکل مین نہان
مہر تابان ہوگیا ہے خال چشم یار کا

وصف سلک گوہر دندان جانان ہو رقم
تاکہ سطرون پر ہو عالم موتیون کے ہار کا

جلوہ دین مجھ سے وہ ہے حیرت زدہ
کہنے مین جو بیت ہے گویا نقش ہے دیوار کا

یاد رخ مین لوٹتا ہون رات بھر بستر پہ مین
پھول سے ہوتا ہے صدمہ میرے دلکو خار کا

افعی کاکل کی پھنکارین بلا پر زہر ہین
ڈر کے مارے آب ہوجاتا ہے زہرہ مار کا

وصف جو لکھے بتان سنگدل کے یکقلم
تال خامہ پر گمان ہے رشتۂ زنار کا

دیو کے ہاتھ اونکو سے لے اوڑے دیوانگی
اسے پری سایہ پڑے ہے جن پہ تری دیوار کا

وصل کی شب چڑہ گئے قابو پہ جب وہ سو گئے
دیدۂ خفتہ ہے یار اوس دیدۂ بیدار کا

استخوان تیرہ بختان محبت گر اوٹھائے
ہو ہما کی چونچ پر شک زاغ کی منقار کا

آسمان پر آفتابستان کا ہووے گا گمان
گر فلک تک شعلہ پہونچا آہ آتش بار کا

ٹوٹ جائے رشتۂ جان اوسکا آنا ہو جو
آمد و رفت نفس ہے آنا جانا یار کا

حشر مین نار جہنم سے مین پاؤنگا نجات
نقش ہے دلپر مرے نام احمد مختار کا

کم نمکدان سے نہین زخم جگر نساخ کے
ہاں بیان جو رکھتا ہے رخسار ملیح یار کا

سمجھے گا ہر دیدہ ور مضمون مرے اشعار کا
جوہری پہچانے رتبہ گوہر شہوار کا

حسن عالم سوز سے کیون خرمن دل جل نجائے
روکنا ممکن نہین ہے برق آتشبار کا

پرورش تقصیر سے ہے سادہ بھاگین کس لیے
خاک نامردون سے ہووے سامنا تلوار کا

راست گو کی جان کے پیچھے ہی کجرفتار چرخ
حرف حق کہکر ہوا منصور شایان دار کا

نشۂ دیدار سے واقف ہین ان آنکھونکو مست
جانتا ہے مے کی کیفیت کو دل مےخوار کا

عشق خال روئے دلبر مین کسے ڈر زلف سے
خاک افیونی کو ہووے خوف زہر مار کا

کان کی بجلی کلک لکھے وصف یہ امکان نہین
کلک سے ہو کام کب منقار موسیقار کا

دل مین ہے موئے میان یار کا ہر دم مقام
جانتے ہین برہمن رتبہ بڑا زنار کا

کیون دل صد چاک سے نالے نہ کھینچون ہمدم
نغمہ سنجی کام ہے منقار موسیقار کا

ہین ترے عشاق قید کفر و ایمان سے رہا
کب ہوا پابند مجنون سبحہ اور زنار کا

موذیون کی پابوسی مین ضرر ہے گزند
پاؤن کے نیچے ہی آجانا برا ہے خار کا

دیدۂ نساخ سے کیونکر نہو آنسو روان

دور بین رہنا ہے ثابت اختر سیار کا

زخم بھرتا ہے میں تیغ نگہ کے چور کا — چاندنی کا سا اثر ہے مرہم کافور کا
ہاتھ آجاسے جو خامہ شاخ نخل طور کا — تب رقم ہو وصف اوسکے عارض پرنور کا
دوربین کہکشان سے قلعۂ گردون پہ کون — دیکھتا ہے چشم کوکب سے تماشا دور کا
ستے ہین زندے تمام اور مردے زندہ ہوتے ہین — میرے نالون مین اثر پیدا ہے بانگ صور کا
کالے کوسون اوڑگئے بخت سیہ کو دیکھکر — ایسا منہ کالا ہوا صحرو شب دیجور کا
گر مجوشی ہوگئی تیرے خریدارون کے سرد — سرد مشکین خط سے ہے بازار کیا کافور کا
جوش زن ہین ضبط سے ازبسکہ اشک چشم زار — کیا عجب پھر ہو بپا طوفان اگر تنور کا
کیون نہو شور قیامت تیرے چالو نسے بپا — ہے ترے قلخال کی آواز نالہ صور کا
عالم جی صاف دکھلایا عرق نے سا قیا — ہے گمان تیرے ذقن پر ساغر بلور کا
نوش شادی اس سے کب حاصل ہوا جز نیش غم — چرخ پر اختر ہی گویا خانہ ہے زنبور کا
گر مقابل ہو سیہ بختی نساخ حزین — رنگ اوڑ جاتے گا اے مہرو شب دیجور کا

ہر زمان ورد زبان نساخ ہو مصراع ذوق
دل نہ آ سکا سے کہین اللہ سے مقدور کا

شعلہ اوڑتا دیکھنے لگ زخم کے ناسور کا — ہو اثر کا فور فوراً مرہم کافور کا
قبل محشر کھل گیا راز دل پرشور اگر — ہے یقین دم بند ہو جائیگا بانگ صور کا
عرش کے پایون کو دی تشبیہ شمع ساق سے — ہاتھ اسے خورشید رو آیا ہے مضمون دور کا
ہے عیان حال دل سنگین صفا کے جوش سے — کیا نہان سنگ دل کا سینہ ہے بلور کا
وصف لکھتا ہون جو اوس مست شراب حسن کے — ہے دوات زار حرفون پہ گمان انگور کا
مجکو سنگ طور سے کرتے ہین لڑکے سنگسار — ہون مین دیوانہ کسی کے عارض پرنور کا
تاک چشم مست جانان کے جو رہتی ہے مدام — دل ہمارا بنگیا ساغر مے انگور کا
یکقلم لکھتا ہے اوسکے زلف کے باریکا حال — اب سیاہی مین ہو وہ دہ روغن کافور کا
وصل مین پوچھا مہ نے جو حال ہجر — رنگ دیکھا زرد روشن مین شب دیجور کا

بزم مے مین حق حق مینا کا مین مجروح ہون
میرے زخمون پر ہو پھاہا پنبۂ منصور کا

کہکشان کو کیون نہ مین تشبیہ شاخ تاک سے
ہر ستارے پر گمان ہے دانۂ انگور کا

اپنا جسم زار شاخ تاک ہے امید تار
زخم مین عالم نظر آتا ہے جو انگور کا

چوم کر قاتل نے جو پھیرا ہے میری حلق پر
آب خنجر مین مزا ہے شیرۂ انگور کا

باغ ہستی مین ہوگا کوئی مجھسا وردو دوست
میرے زخمون نے نہ دیکھا منہ کبھی انگور کا

کیون نہ لکھے ناسخ و آتش کے غزلون کا جواب
ہند تک مشہور ہے فکر صائب مہجور کا

ہو نہ مین شعر مین وصف اوس سراپا نور کا
ہے کتاب آسمانی مین بھی مضمون حور کا

فکر روشن سے بند ہے مضمون چشم حور کا
دور بین و کہلاتی ہے نزدیک انسان دور کا

خط تمہارے عارض پر نور پر کب ہو عیان
آتش بے دود کی صورت ہے شعلہ طور کا

گریۂ بے اختیار اے ابر تھم سکتا نہین
ہے بہت دشوار بہنا بند ہونا سور کا

ظلم ہی ہے خانہ بربادی ظالم کا سبب
پھونکتے ہین آگ سے مظلوم گھر زنبور کا

صاحب گفتار حق کیونکر ہو مشہور خلق
حرف حق باعث ہوا ہے شہرۂ منصور کا

خاک پا سے روشن جانان ہوئے کحل البصر
نور آنکھون کا بڑہا دیتا ہے سرمہ طور کا

موذیون کے ہاتھ مین دولت رہے یہ ہے محال
لوٹتی ہے خلق بہر شہد گھر زنبور کا

پوچھو نہ حال گرمی حسن شباب کا
ہے دوپہر کو گرم مزاج آفتاب کا

طوفان جو دیکھ لے مری چشم پر آب کا
دل آب آب شرم سے ہووے سحاب کا

ہو دیکھا زرد شرم سے منہ آفتاب کا
گوشہ اولٹ گیا اگر اوسکے نقاب کا

اوس برق وشکو شوق جو ہے سیر آب کا
گویا سبب ہے مچھلیون کے اضطراب کا

نکلے نہ اپنے گھر سے وہ مہرو بغیر شام
اندر اندھیرے یار مین ہو ماہتاب کا

گنتا ہون تارے شام سے تا صبح ہجر مین
اکشب نہین خیال ان آنکھونکو خواب کا

پھیلا ہے میرے دیدۂ گریان کا یہ اثر
شک ہے حباب بحر پہ چشم پر آب کا

شیطان کے طرح غیر گریزندہ سن کے ہو
نالون مین میرے طور ہے تیر شہاب کا

ہر دم جو یار عہد شکن کا خیال ہے
دل پر مرے گمان ہے قصر خراب کا

اوس مست حسن کی جو پڑی آنکھ نشہ مین
لبریز کیون شیشے سے ہو ساغر حباب کا

بے یار میکدے پہ گمان غمکدہ کا ہے
ہر جام مے مین طور ہے چشم پر آب کا

ہے روے ماہ پاون جو اوس شہسوار کا
ہالہ پہ ہے گمان مجھے اوسکے رکاب کا

سونے دیا نہ حسرت دیدار یار نے
آیا خیال وصل کی شبکو جو خواب کا

ہے جلوہ گر وہ رخ دل بیتاب مین مرے
از روزن حوت مین ہے گذر آفتاب کا

لکھون غزل اک اور کہ ہر صاحب سخن
مشتاق ہے مرے سخن لاجواب کا

کپڑا مرے کفن مین ہو اوسکی نقاب کا
مارا ہوا ہون یار کے شرم و حجاب کا

ہوتا ہے آسمان پہ دہوکا حباب کا
اونی سا یہ شگوفہ ہے چشم پر آب کا

اوس رخ سے سینہ داغ ہوا ماہتاب کا
واغ جگر سے جل گیا دل آفتاب کا

رکھ لیوے منہ پہ شرم سے دامن سحاب کا
دیکھے جو برق حال مرے اضطراب کا

ہے شوق نوریون کو بھی شاید شراب کا
ساغر ہے دور مین جو مہ و آفتاب کا

لکھتا ہے حال اس دل سوزان کا سر بسر
میرے قلم مین طور ہے سیخ کباب کا

دریا ہے چرخ کا کہکشان صورت نہنگ
ہوتا ہے ہر ستارے پہ دہوکا حباب کا

اوس ترک تیر زن کا جو ہے عہد ہم صفیر
جوہر کے مول بکنے لگا پر عقاب کا

اوس مست کی نگاہ جو پڑتی ہے ہر گھڑی
میرے بغل مین دل ہے کہ ساغر شراب کا

مستون پہ آشکار ہے کیفیت جہان
جمشید کا ہے جام پیالہ شراب کا

گھوڑے پہ اوسکو دیکھکے ہاتھ آتی ہے یہ بات
مردم ہے پاون یار کا چشم رکاب کا

مہرہ دہان مار مین آتا ہے یہ نظیر
جوڑے مین اوسکے پھول نہین ہے گلاب کا

منہ اوسکا اوس طرف ہو جدہر ہو وہ مہرو
سورج مکھی سے کم نہین پھول آفتاب کا

نساخ جز مسیلمہ کذاب دہر مین

یارا کسے ہے میری غزل کے جواب کا

رہنا بجا ہے دور میں جام شراب کا
گردش میں چرخ پر ہے قدح آفتاب کا

مژگان سے کچھ ضرر نہیں چشم پر آب کو
بے خوف خار سے ہے پھپھولا حباب کا

روشن دلون کو تیرہ درون سے غرض نہین
محتاج آفتاب نہین ماہتاب کا

رو رو کے مین ہنساؤنگا اوس مست حسن کو
میکش کو خوش کرے گا برسنا سحاب کا

خط نے گھٹا دیا رخ پرنور کا فروغ
ہوتا ہے وقت شام زوال آفتاب کا

ہووے صفای قلب سے معذور تنگ ظرف
دیکھا ہے خالی نور سے دیدا حباب کا

نکلے نہ گھر سے رات کو وہ مہروش کبھی
روشن نہووے شب کو چراغ آفتاب کا

ہے دامن کریم مین روشن دلون کی جا
مسکن بنا ہے برق کا دامن سحاب کا

کیا تنگ ظرف تاب رخ یار لائے گا
مملو نہ ہو شراب سے شیشہ حباب کا

روشن دلون سے تیرہ درون ہو جگر فگار
ہے چاک تیغ برق سے سینہ سحاب کا

خالی نہین ہین عشق سے سکان چرخ بھی
دل مین ہے ماہتاب کے داغ آفتاب کا

نار سقر سے صاحب رحمت کو ڈر نہین
جلتا نہین ہے برق سے دامن سحاب کا

سبزے سے کام یار کے رخسار کو نہین
محتاج خط نہین ہے ورق آفتاب کا

زینت پسند حسن خداداد کب ہوا
محتاج موے حور نہین ہے خضاب کا

طفلی سے مہر خون کا صرفے دلمین داغ ہی
ہوتا ہے وقت صبح طلوع آفتاب کا

نساخ کی غزل پہ غزل کون کہہ سکے
کیونکہ جواب ہو سخن لاجواب کا

وصف لکھتا ہون جو مین تیرے خرام ناز کا
ہے صریر کلک پر شک صور کی آواز کا

رشک سے زہرہ وہ اچھلا تری آواز کا
پردہ گوش فلک پردہ بنا ہے ساز کا

ہے اگر خانہ مین وارستہ بت طناز کا
کبک بھی پامال ہے اوسکے خرام ناز کا

سیکڑون آہوے مضمون کو جو کرتا ہی شکار
میرے خامہ پر گمان ہوتا ہے تیر انداز کا

اے مسیحا خیر ہے کرتا ہے کیا خاموش ہو
نام اوسکے آنکھون کے آگے لے اعجاز کا

داغہائے جسم سمجھتے ہین شرر افشان مدام
سمجھین عالم کیون منو طاوس آتشباز کا

پر لگائے ہین مرے آہِ دلِ بیتاب نے
ہجر مین سب ہے قصد مرغِ روح کو پرواز کا

نوکِ پیکان سے نہین کم خارِ زنجیر ای پری
ہین جو دیوانہ ہوا تیرے نگاہ ناز کا

عقدہ سربستہ حل ہوتا نہین مثل دہن
حال عالم پہ ہے پنہان میرے دل کے راز کا

ایک گردش مین دکھائین سیکڑون نیرنگیان
کیا کہون مین حال چرخ شعبدہ پرداز کا

جان جانے کی مری ہجران مین یہ کہتی ہے عقل
موت ہے انجام عشق یار کے آغاز کا

اب وہ دلسے کی نہ لی صیاد گلرو نے خبر
روح بلبل کو قفس سے قصد ہے پرواز کا

زمزمہ سنجی اگر ناسخ کی سن لے کبھی
ہو گرہ نغمہ گلے مین بلبل شیراز کا

کام ہے تیر افگنی اوسکے نگاہ ناز کا
مرغ دل ہوگا نشانہ عاشق جانباز کا

اے مسیحا زور کیا اوس پہ چلے اعجاز کا
جو کہ کشتہ ہووے اوس چشم فسون پرداز کا

ہے تصور روز و شب تیرے نگاہ ناز کا
دل مرا کشتہ ہوا شیشہ خانہ ساز کا

حرف سارے سمجھتے ہین مقطوع از خود شعر مین
حال جو لکھتا ہون چرخ تفرقہ انداز کا

رشک سے داغ دل سوزان کے جلتا ہے مدام
رنگ ہے خورشید مین مہتاب آتشباز کا

شومی طالع وہ ہے جاوُن اگر گلشن مین مین
نغمہ بلبل پہ شک ہو جغد کے آواز کا

اون شکار افگن نگاہون سے جو لکھتا ہون صفت
وا ہے ہر حرف کے عالم ہے چشم باز کا

مہر تسکین اب نہ بجے میرے لحد پہ جلد تک
کشتہ ہون زہرہ جبین کے شعلہ آواز کا

کسکو علم اس بات کا ہے غیر علام الغیوب
کس پہ حل عقدہ ہوا تیرے دہن کے راز کا

اک بت نازک بدن کے عشق مین کافر ہوا
رشتہ زنار ہو رشتہ نگاہ ناز کا

خط مین حال نالہ ہے پر شرر لکھون اگر
ہو کبوتر پہ گمان طاوس آتشباز کا

غم مین اوس طفل مغنی کے ہون سرگرم فغان
میرے نالون پر ہے شک وا آو کی آواز کا

ہائے گرمی سے کف جانان مین رہ سکتا نہین
طائر رنگ حنا کو قصد ہے پرواز کا

چشم مشکین سے کرے عشاق کے دلکو شکار
کام وہ صیاد لے آہو سے تیر انداز کا

حضرت نساخ پڑھیے شعر اپنے ٹھاٹھ کے
کوئی تو ہو گا سمجھنے والا اس انداز کا

دل ہمارا ہے ہدف تیرے نگاہ ناز کا
کب نشانہ تیر چوکا ہے قدر انداز کا

کیوں نہو مشتاق عالم چشم کا آواز کا
میکدے میں دل کو خوش کرتا ہے نغمہ ساز کا

چشم تر نے اشک سے ظاہر کیا ہے عشق کو
کام ہے افشائے راز ای جان جان غماز کا

اہل حیرت کو کبھی ہوتا نہیں شوق عروج
بلبل تصویر کو کب قصد ہو پرواز کا

ہمسرے ادنی سے اعلی کی کسی صورت نہو
رنگ اوڑے پیش قمر مہتاب آتشباز کا

صاف باطن سے نہیں افتادونکو بھی خوف وبیم
خس کو کچھ خطرہ نہیں ہے شعلہ آواز کا

چھیڑتی ہے بلبلے کو راز دل افشا کرے
گل جو کمظرف سے ممکن ہے چھپانا راز کا

بات پر ہرگز رقیب یاوہ گو کے تو نہ جا
قول کب ہوتا ہے ای جان معتبر غماز کا

شمع روشن حال پروانہ سے کب ہو مطلع
کب سنیں وہ ذکر اپنے عاشق جانباز کا

ہوتے ہیں نبیوں کے منکر جو ہیں گمراہ ازل
کب کوئی حاسد ہوا قائل مرے اعجاز کا

آگے کیا نساخ کے آئے رقیب تیرہ رو
زاغ سے ممکن نہیں ہے سامنا شہباز کا

تصور باندھ ہوں روتے ہیں اگر بالائے دلجو کا
گمان ہو نخل طوبے پر ابھی سرو لب جو کا

اشارہ جیسے دیکھا ہے ترے چشم سخن گو کو
قسم چشم فسونگر کی بنا پتلا ہیں جادو کا

رقم ہم نے کیا ہے وصف جو اس حور گلرو کا
زمین شعر دکھلاتی ہے جلوہ باغ مینو کا

اگر مسجد کی جانب ہو کے نکلے وہ بت کافر
یقین ہو شیخ کی تسبیح پر زنار ہندو کا

ترے بیمار کی نبض ای مسیحا کیوں نہو دوڑے
خیال اسکو رہا کرتا ہے اکثر خط و گیسو کا

ہزاروں موشگافی شاعری کرتے ہو تم لیکن
بہت دشوار ہے معنی سمجھنا بیت ابرو کا

ابھی آئینہ دکھلانے کے قابل حال ہو غافل
تماشا تجھکو بھی دکھلائیے گر آئینہ زانو کا

چلے ہے پھول سے ہو نشوں ہیں لیکن تو بھی جو حقہ
ترے پستاں ای گل بن گئے ہیں غنچہ خوشبو کا

کریں گھر سینہ پر وا کیوں زلفوں کا مطلب ہے
یہ خطرہ ہے کہ ماروں کو ہوا ہے قصد آہو کا

اشارہ ہے کہ چھپکر آئیو شبہائے تیرہ میں
نہیں ناسخ دکھلانا مجھے بیوجہ گیسو کا

شبیہ بے اجل ہوں میں حیلے سرو دلجو کا
ہویدا قامت طوبے سے عالم ہے تجالو کا

اثر دیکھا نہیں ناسخ نے کچھ شاخ آہو کا
طبیبو مرتے دم تک عشق ابرو میں لہو تھو کا

خیال آیا جو بزم مہوشاں میں اوسکے ابرو کا
ہوئی ہر موج مے اسے مے پرستو نیش بچھو کا

تصور باندھکر رویا جو تیرے خال ہندو کا
پریرو مشکدانہ بن گیا ہر قطرہ آنسو کا

تری آنکھوں کے دیوانے کی زنداں میں یوسف کی
گمان ہر حلقۂ زنجیر پر ہے چشم آہو کا

بشارت کاشت کیتی کو دیجاتا ہے باران کی
چمک اوٹھنا تمہاری آستین سے نور بازو کا

کٹے جاتے ہیں سنکر غیر اثر سیفی کا پیدا ہے
غزل میں سینہ باندھا ہے جو مضمون تیغ ابرو کا

تہ و بالا نظر آئے جہان روز قیامت ہو
پنجہ صورت گردون ہے یہ اپنے تکاپو کا

ہارو نیک جہان کو دیکھتے ہے تول لیتا ہے
بنا ہے دیدۂ بینا مرا پلہ ترازو کا

گئے موزون جو مضمون ہیں اون آنکھوں کو دو رو کے
گمان ہر شعر پہ ہوتا ہے مجھکو بار جادو کا

کھڑے جب رقص پر ہوتے ہیں کرتے ہیں بپا محشر
اوٹھاتا ہے فلک کو سر پہ ہر اک دانہ گھنگرو کا

کریگا روشنی میں تمہارے سایۂ شانہ
دکھا دیویگا عکس آئینہ آئینہ زانو کا

کلام روکش جوزا مرا ناسخ سن پایا
کہ روح ابن وایل کہتے ہے اتا مجتبو کا

ہے فنا سے بے خطر سیب زنخدان یار گلرو کا
خزاں کے جور سے ایمن ہے میوہ باغ مینو کا

لئے حسن خداداد اوسے منت احسان غیروں کا
ہوا محتاج کب سیماب کا آئینہ زانو کا

کوئی رکھتا ہے پرورد و نے بھی چشم امید لیکن
کہ نافہ بیشتر ہوتا ہے باعث مرگ آہو کا

بڑھایا حسن قد یار اشک چشم گریان نے
کہ دونا حسن ہوتا ہے ہر اک سرو لب جو کا

سبک مضمون کی گردن خم نہیں ہوتی کسی صورت
کوئی جھکتا ہے گر سنگین نہو پلہ ترازو کا

خیال چشم فتان سے حذر کیا آہ عاشق کو
چلے لشکر ہاں ہم سے پر نہ ہرگز زور جادو کا

نمایان ہو سکے جانان پر تو خط سیہ کیونکر
گزر ممکن نہیں ہے زاہدو کعبہ میں ہندو کا

نمایاں خط ہوا رخ پر گئی شوخی ان آنکھوں کے
نہیں چلتا کبھی قرآن کے آگے زور جادو کا

مقابل آہ ہو سکتی نہیں ہے داغ سینہ کے
نہ ہو نساخ ہرگز سامنا افعی سے آہو کا

خانۂ زنداں سے زاید ہجر میں گھر ہو گیا
حلقۂ زنجیر مجھکو حلقۂ در ہو گیا

منعکس جب گیسوی پر پیچ دلبر ہو گیا
بحر میں موجہ ہر اک قطروں میں اژدر ہو گیا

فصل گل میں ہے جو ہر دم آتش افشاں کا خیال
سینۂ داغ جنوں مثل سمندر ہو گیا

اشک رنگیں کا شگوفہ ہے یہ اے گل پیرہن
ہجر کی شب رشک گلشن اپنا بستر ہو گیا

یاد میں ہے چہرۂ آتش نشاں وقت بکا
اشک کا ہر قطرہ مانند سمندر ہو گیا

حال جو اوسکی شرارت کا رقم میں نے کیا
میرے خامہ سے جو نکلا حرف اخگر ہو گیا

فصل گل میں تیرے دیوانے کو صحرا تخت ہے
داغ سودا اسے پری وش سر پہ افسر ہو گیا

روز و شب جو دیکھتے تھے ناچ اوس پتلی کی
ٹھوکروں سے چور اونکا کاسۂ سر ہو گیا

شعر کی بحر و زمیں پر ہو گیا قبضہ مرا
آج زیر چرخ نیلے میں سکندر ہو گیا

فصل گل میں اے پری زنجیر کے غل کی روش
قید خانے سے دل دیوانہ باہر ہو گیا

بیقراری کا جو لکھا حال خط میں یار کو
خامۂ مشکیں مرا لوٹن کبوتر ہو گیا

تیرے دیوانے کا جو دیکھا ہے داغ آتشیں
مردم چشم پری بھی جلکے اخگر ہو گیا

کیوں نہ مشہور اب جہاں پر وہ طرف نساخ سے
وصف بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ ہو گیا

پرتو افگن جب ترا روے منور ہو گیا
دیدۂ مہ میں حباب بحر اختر ہو گیا

روے آتشناک کا زنداں میں جو آیا خیال
دانۂ زنجیر بھی آنکھوں میں اخگر ہو گیا

سامنے ماعذوں کے جو لکھی ہے صفت اے ماہرو
دائرہ ہر حرف کا خورشید انور ہو گیا

پھرتے ہیں اطفال کیوں دامن کو اپنے سنگ سے
داغ سودا ہے ہمارے سر کو پتھر ہو گیا

وہ بیاں رہ رہ کر جو آتا ہے لب گلرنگ کا
اشک آنکھوں میں سے ورد مکرر ہو گیا

ہجر میں تیرے سنہری رنگ کی وہ زر میں
قد خم گشتہ ہمارا حلقۂ زر ہو گیا

وصل کی شب حدت تیز جگر دوز اے صنم
مرغ دل کو نالہ اللہ اکبر ہو گیا

کاٹے کھاتے ہیں در و دیوار یار و زلف میں
کام اژدر سے سوا ہر حلقۂ در ہو گیا

وہ سراپا نور ہے جلوہ افزا بام پر
رہروں کو مہر عالمتاب اختر ہو گیا

یاد میں اوس بحر خوبی کے جو میں رونے لگا
دامن دریا بار اشکوں سے تر ہو گیا

کر دیا موے میان یار نے ایسا نزار
نقش پاے مور سینے کو مرے گوہر ہو گیا

پر تو افگن ہیں جو اپنے داغہاے آتشیں
بحر میں ہر مردم آبی سمندر ہو گیا

خط میں مرغ ہوش کے پرواز کا لکھا جو حال
اوڑنے کو طیار مانند کبوتر ہو گیا

جیسے دیوانہ ہی اوس طفل پری رخسار کا
وقف سنگ کودکان نساخ کا سر ہو گیا

جلوہ فرما رات جو وہ حور پیکر ہو گیا
رشک فردوس بریں نساخ کا گھر ہو گیا

بوسے پر تکرار کرنے کا جو لکھا میں نے حال
حرف ہر اک کوزۂ قند مکرر ہو گیا

شور سے پر شور ہے نالہ دل بیتاب کا
آسمان پر گوش اسرافیل بھی کر ہو گیا

میل تیور پر نہ آیا کہتے ہیں جرأت اسے
تیغ قاتل کو نمایاں اپنا جوہر ہو گیا

حال جسم زار و رنگ زرد دیوان میں لکھا
مثل شاخ زعفران ہر نقش مسطر ہو گیا

چاندنی کی سیر کو نکلا جو میرا لالہ رو
پردۂ چشم قمر برگ گل تر ہو گیا

ہے اگر شور قیامت تیرے چال و فتنہ پا
نقش پا بھی آفتاب روز محشر ہو گیا

آتش غم نے جلایا ہے جو مجھ بیتاب کو
دل مجھے پارے سے کشتہ کے برابر ہو گیا

یاد میں دانتوں کے جو نکلا تو میری آنکھ میں
دیدۂ غول بیابان چشم اختر ہو گیا

خط کے اندر حالت بیتابی دل جو لکھے
کاغذ خط سے تڑپ کر حرف باہر ہو گیا

جب گیا وہ نونہال حسن سیر باغ کو
صدقے میں آزاد ہر سرو و صنوبر ہو گیا

یہ بھی ہے قسمت کی خوبی لے گیا جو شوق تھا
صید شہباز اجل اپنا کبوتر ہو گیا

سے گذر ہر دم رقیب کا جو اپنی رشک حور
گھر تو اجنبت تنہا پر وہ رخ سے بدتر ہو گیا

پڑ گئی جو آفتاب روی دلبر پر نگاہ

دیدۂ نساخ اشک صاف سے تر ہو گیا

دیکھکر جو زرد خورشید منور ہو گیا — ہاتھ کا کل دست بیضا کے برابر ہو گیا
دشت گردی میں خیال عارض پر نور سے — اپنا ہر نقش قدم مہر منور ہو گیا
حلقۂ زلف عرق آلودہ کا جو دھیان ہے — چشمۂ خورشید اپنا دیدۂ تر ہو گیا
آفتاب حشر کے مانند ہے جسکے داغ دل — روز ہجران پر گمان روز محشر ہو گیا
ہر بن مو ہجر میں اسے گل دہان زخم ہے — تن پہ ہر اک رونگٹا مانند خنجر ہو گیا
الفت بینی جانان نے کیا ایسا نزار — غیرت عکس مثلث جسم لاغر ہو گیا
جلوہ گر ہیں داغ سودا کیطرح خورشید و ماہ — گنبد گردون مگر دیوانے کا سر ہو گیا
سیہ جنون میں اپنے رنگ زرد کا پھیلا اثر — حلقۂ زنجیر مثل خاتم زر ہو گیا
سیر گلشن میں خیال زلف عنبر فام سے — موجۂ باد بہاری مثل اژدر ہو گیا
داغ دل ہو یا نسیم کوچہ کاکل سے ہے — بوے سنبل سے دماغ گل معطر ہو گیا
عکس داغ تن میں مہر و ماہ تارے اشک چشم — غیرت چرخ برین ہجران میں بستر ہو گیا
میری شمع زندگی سقف بزم مے میں بجھ گئی — باد صرصر سے زیادہ دور ساغر ہو گیا
اوس شہ خوبی کی محفل میں ہوی جو باریاب — تاج زرین سے مزین شمع کا سر ہو گیا
زار جو یاد خط پشت لب رنگین میں ہوں — پان رگ گل سے زیادہ جسم لاغر ہو گیا
کاشتہ سر کردیے لاکھوں کی ظالم نے جدا — چاک سے زاید یہ دور چرخ اخضر ہو گیا
آسے پری تیرے سنہرے رنگ کی تاثیر سے — پورون پر حنا بجا چھلا خاتم زر ہو گیا

جب لگایا سرمہ یاد چشم جانان کے لیے
سرمہ کا دنبالہ ای نساخ شہپر ہو گیا

اڑ گیا نور جبین جو خط نمایان ہو گیا — مور سے پامال یہ ملک سلیمان ہو گیا
منعکس دریا میں جو رخسار جانان ہو گیا — عکس ماہی بحر میں خورشید تابان ہو گیا
یاد جب سرمہ و در چشم سیہ جانان ہو گیا — گرد شین کیا کیا سیہ دل چرخ گردان ہو گیا
چار چشمی کا نشہ آنکھوں کو کیا اشتیاق — دم صنم انسان میں و میں انسان ہو گیا

یاد مین آب دھان ناپدید یار کے
آب اشک چشم رشک آب حیوان ہو گیا

آنکھ جسکی پڑتی ہے جلکر وہ ہو جاتا ہے خاک
برق سے دانۂ انار روے خندان ہو گیا

یاد جو اوس شعلہ رو کی آئی ہنگام بکا
اشک کا ہر قطرہ خورشید درخشان ہو گیا

روے خوے افشان نگاریون کے جو مضمون لکھے
صفحۂ قرطاس دیوان شبستان ہو گیا

وصل مین دانتون کے نیچے آئے وہ یاقوت لب
دانۂ لعل بدخشان اپنا دندان ہو گیا

اے پری شانے نے جب او لجھین تجھ سی زلفین وہان
اپنا یہان مجموعۂ خاطر پریشان ہو گیا

ہے دل پر داغ مین ابروے جانان کا خیال
مثل مار اس گنج کا بچھو نگہبان ہو گیا

فصل گل مین جو گرفتاری ہوئے مد نظر
دام کا حلقہ مجھے چشم غزالان ہو گیا

ظلمت زلف سیاہ و نور روے صاف سے
اہل ایمان کافر اور کافر مسلمان ہو گیا

اک غزل اب اور پڑھ نساخ بزم شعر مین
خوش ترے شعرون کو سنکر ہر سخندان ہو گیا

ٹکڑے ٹکڑے جوش جنون مین اپنا دامان ہو گیا
ہنس کر ہاتھون مین پھر تار گریبان ہو گیا

جب دو چار ابرو کمان سے کوئی انسان ہو گیا
زخمی تیر نگاہ چشم فتان ہو گیا

عندلیب کلک کی جو نغمہ پردازی سے
بند گلشن مین دم مرغ خوش الحان ہو گیا

پنجۂ مہر و ید بیضا نہ پہونچین سکے کبھی
مثل شمع طور روشن داغ ہجران ہو گیا

ہے یہ حیران قاتل آئینہ رو کو دیکھکر
چشم عاشق جوہر تیغ صفاہان ہو گیا

رات وہ شمع تجلے جلوہ فرما جو ہوا
وادی ایمن سے روشن تر گلستان ہو گیا

وہ تن رنگین طفل برہمن کا ہے اثر
رشتۂ زنار مثل شاخ مرجان ہو گیا

پنجۂ خورشید داغ آتشین سے مار رو
ٹکڑے ٹکڑے صبح محشر کا گریبان ہو گیا

کی دم گلگشت جو اوس آئینہ رو نے نظر
دیدۂ نرگس برنگ چشم حیران ہو گیا

شور قاتل کی ملاحت کا ہوا ہنگام قتل
زخم جو اپنے بدن پر تھا نمکدان ہو گیا

ہو گیا ہے آہ سے راز دل پرخون عیان
غنچۂ گل باد صرصر سے پریشان ہو گیا

وسمہ دم بستی ہین آنکھین اوس بت سفاک کی
تیغ کا سبزہ چراگاہ غزالان ہوگیا

ذرۂ افشان سے چمکا ہے ترا چاہ ذقن
حسن یوسف سے منور چاہ کنعان ہوگیا

سر بسجدہ گوشۂ محراب ابرو مین جو ہے
ہندوے خال صنم شاید مسلمان ہوگیا

روز و شب لکھتا ہے جو مضمون جسم داغدار
خامہ ناسخ اب سراپا افغان ہوگیا

جل رہا ہے جو کلیجہ عالمتاب کا
پڑ گیا سایہ مگر داغ دل بیتاب کا

حال لکھتا ہون جو مین اپنے دل بیتاب کا
قاصدا خط پر گمان ہے معدن سیماب کا

وصف لکھتا ہون جو تیرے روے عالمتاب کا
دائرہ حرفون کا اے مہ ہالہ ہے مہتاب کا

مین گریہ مین جو یاد آئے وہ چشم مست ناز
اشک خونی پر ہوا عالم شراب ناب کا

وصف جو اوس گوہر دریاے خوبی کا لکھا
دامن ہر حرف پر عالم ہوا گرداب کا

یاد ہے اوس گوہر یکتاے بحر حسن کی
ابر کا جھالا ہے پردہ دیدۂ بے خواب کا

گوش کر ہوجائین گے کروبیون کے چرخ پر
اس قدر پر شور ہے نالہ دل بیتاب کا

مے اوڑا آتے ہی اوس مے کش کے میخانے کا رنگ
بن گیا پانی کا مٹکا خم شراب ناب کا

حالت شبہاے ہجران تاکہ ہوجاے عیان
خط مین رکھکر یار کو بھیجون گا پر سرخاب کا

پھر ہر اک پیر و جوان کا کیون نہ اتفاق جھکے
ہے خم شمشیر مین عالم خم محراب کا

دیکھ لے داغ دل روشن جو اے خورشید رو
ہو گمان عالم کو مہ پر کرمک شبتاب کا

دل ہوا خون دیکھکر دست حنائی مین ترے
پشت خار اے شوخ پنجہ بنگیا قصاب کا

چار رکن اعظم ہین رسول حق مین یہہ
بندہ کیون دل سے نہو ناسخ چار اصحاب کا

کیا قلق ہوتا ہے کیا کہیے دل ناسخ کو
دھیان آتا ہے جو ناسخ فرقت احباب کا

سامنا خوبون سے کب ہو داغ عالمتاب کا
رنگ پیش مہر اوڑتا ہے سدا مہتاب کا

پھل نہین پاتا بغیر سنگ نخل باردار
جمع کرتا ہے زمانے مین مضر اسباب کا

انتظاری مین ہوئی خواب خیال آنکھون مین نیند
چشم اختر مین گذر ہوتا نہین ہے خواب کا

جو کہ اعلیٰ ہیں اُنہیں اسفل سے کیا پوچھے ضرر
دامنِ صرصر چھوے مقدور کیا سیلاب کا

جو ہیں روشن دل گوارا کب کریں احسان غیر
مہر کا آئینہ کب محتاج ہو سیماب کا

رنگ راحت صفحۂ ہستی پہ جمتا ہے نہیں
دیدۂ مینحورا کو کیا شوق ہووے خواب کا

بہرہ ور روشن دلوں سے ہوتے ہیں کل نیک و بد
فیض ظلمت میں ہے جاری مہر عالمتاب کا

کیوں نہ ہو صافی دلوں کو گرم خوبوں سے گریز
صحبت آتش سے ہوتا ہے ضرر سیماب کا

گوشہ گیری کے سبب یکتا ہوا انسان دہر میں
ہو صدف میں گوہر نایاب قطرہ آب کا

حاسدوں سے بےخطر نساخ ہیں عالی دماغ
خوف اہل آسمان کو کب ہوا سیلاب کا

قید ہستی سے چھٹا رتبہ ملا آزاد کا
کیوں نہ ہوں نساخ ممنون دشنۂ جلاد کا

کچھ اثر ہوتا نہیں ہے نالہ و فریاد کا
اے برہمن ان بتوں کا دل ہے کیا فولاد کا

شعر سنکر ٹکڑے ٹکڑے دل ہوا حساد کا
ہے گمان میری زبان پر خنجر فولاد کا

بے سروپائی کے جھگڑے ہیں مضمون یکقلم
اپنی بیتوں میں ہے عالم خانۂ برباد کا

سیر کو نکلا جو گلشن کی طرف وہ سرو قد
نخل ماتم بن گیا جو نخل تھا شمشاد کا

کیجیے موزون اگر اوس غیرت شیرین کو وصف
دائرہ ہر حرف کا کوزہ بنے قناد کا

کھود ڈالے کیسی ہی ہووے زمین سنگلاخ
کلک میں اپنی ہے عالم تیشۂ فرہاد کا

خاک کے پتلے کو بخشا کیا شرف اللہ نے
سب سے زاید خلق میں رتبہ ہے آدم زاد کا

صورت اپنی ہوتی صفا اوس میں آتی ہے نظر
خنجر قاتل عجب آئینہ ہے فولاد کا

میٹھی ہوتی گر چلے تیرا فرس اے شہسوار
نقش سم پر ہووے عالم کوزۂ قناد کا

مدتوں تک شعر کوئی جیسے ہو جاتی ہے ترک
نظم جو ہو جاتا ہے لاحق حضرت استاد کا

سنیے اے نساخ جو لکھا ہے ناسخ کا جواب
کیوں نہ پھر منصف مزاجوں سے ہو حق ایجاد کا

گھر نہیں ملتا ہے مجھکو اوس ستم ایجاد کا
کب پتا پایا کسی نے گلشن شداد کا

گوشہ گیری سے بچے انسان فریب دہر سے
خوف عنقا کو نہیں ہوتا کبھی صیاد کا

قیدی بند علایق جو نہین آتہ ادھسین
رعد کب موقوف کرسکتا ہے بجلی کی تڑپ
تکرا ہل دہر سے ایمن رہین عالے دماغ
عاشقون کی جان شیرین تلخ ہجران نے لی
خاکساری سے نہین بہتر جہان مین کوئی شی
خوش قدون کے عشق مین ثمرہ نہووینگا نصیب

حال ہے اکسان ہمیشہ عور مادرزاد کا
ضبط نالے سے نہو آہ دل ناشاد کا
کچھ ہما کو غم نہین ہوتا کبھی صیاد کا
ساری دنیا مین عیان ہے ماجرا فرہاد کا
خلق مین سب سے بڑا رتبہ ہے آدم زاد کا
کسنے باغ دہر مین دیکھا ہے پھل شمشاد کا

بیخطر قشتاق دشمن ہی مین جنکا دل ہے خون
طائر رنگ حنا کو غم نہین صیاد کا

کیا ہے بیگنہ مقتل مین مجھکو مبتلا غم کا
بنا مسکن ہمارا خانۂ دل ہجر کے غم کا
سر شوریدۂ عاشق پہ دیکھے داغ سودا کو
نگین لعل ہے زندان مین اشک دیدۂ پرخون
جو وہ رنگ طلائی خاک چھنواتا ہے گلیون کے
مسیحا کا ہے عالم گر لب جان بخش پر تیرے
تصور وصل دلبر کا یہ کیفیت دکھاتا ہے
ہے آہوے حرم چشم سیہ رخسار ہے کعبہ
صفائی کے سبب جلوہ نما ساری خدائی ہے
ہلال عید اضحی لاکھ جان سے ہوگیا قربان
فقط مشتاق ہون دیدار جانان کا قیامت مین
لگایا منہ سب سے خوبون نے اوسکو جانسے مارا

گمان شمشیر قاتل پر ہوا ماہ محرم کا
بدا ہر چاند پر دہوکا ہمین ماہ محرم کا
کسی نے پھول گر دیکھا نہین ہے نخل ماتم کا
مری زنجیر کا حلقہ ہر اک حلقہ ہے خاتم کا
مری خاک قدم مین ہے اثر اکسیر اعظم کا
گمان ہے خط پشت لب پہ عکس ابن مریم کا
کہ ہوتا ہی نہین ہے خانہ دل مین گذر غم کا
نہین چاہ زنخدان صنم چشمہ ہے زمزم کا
رگ دل مین مرے عالم ہے خط ساغر جم کا
جو نعل پاے اسپ برق دم خورشید سا چمکا
خوشی ہے مجھکو جنت کی نہ مجھکو غم جہنم کا
لب جان بخش نے طرفہ اثر پیدا کیا سم کا

کسی پر [illegible] نشین کے پالکدانیکا کشتہ ہون
اوسے لگا گور پر لانے کے بدلے پنجۂ مریم کا

گدائون کو ترے کچھ غم نہین شاہی عالم کا
کہ مشہور جہان قصہ ہے ابراہیم ادہم کا

نہو مانوس ہرگز گنبد ہی رنگوں سے تو اے دل
عیان ہے عرش سے تا فرش سب پر حال آدم کا

ضرر کب ہو عدو کی دشمنی سے پاک دامان کو
ملوث کب گناہوں سے ہوا دامان مریم کا

عجب کیا گر چھپائین حضرت انسان سے نہ بہ بیان
فرشتون کو کنوئین جھکوا سے حسن لالہ آدم کا

نہین رہتی ہے دولت موذیون کی ہاتھہ مین ہرگز
کوئی ممکن ہے رہنا دیو کے ہاتھون نگین خاتم کا

اگر شہرت کی خواہش ہو صفائی قلب حاصلکر
ہوا ہے جام کے باعث سے شہرہ دہر مین جمکا

نہو کیون لعل خندان کا تصور میرے آنکھونکو
نگینہ سے دو بالا حسن ہو جاتا ہے خاتم کا

کہ غم ہجر کا ہووے گی شادی وصلکی حاصل
کہ رنگ یکسان نہین رہتا سدا گلزار عالم کا

عداوت بد گہر کو ہے ہمیشہ پاک طینت سے
یہودی کب ہو قائل پاک دامانی مریم کا

وفور جوش گریہ سے نہووے داغ دل زائل
کبھی دہونے سے مٹتا ہے نہین ہے نقش خاتم کا

نہوگا دور ہرگز پیچ جسم مار پیچان سے
نہ نکلے گا کبھی شانے سے بل گیسوئے پرخم کا

تواضع جسکا شیوہ ہے پہونچتا ہے بلندی کو
کہ چشم مہر کا مردم ہے جو قطرہ ہے شبنم کا

نہین نساخ کو شاہی کی خواہش صورت ناسخ
یہہ تاج و تخت ہے رد کردہ ابراہیم ادہم کا

دکھلایا جلوہ سبزے نے اوس گلعذار کا
شام خزان مین طور ہے صبح بہار کا

دلکو خیال ہے لب رنگین یار کا
ہے لعل شب چراغ چراغ اوس دیار کا

کشتہ ہوا عدو سخن آبدار کا
ہمسر ہے خامہ دو زبان ذوالفقار کا

ایسا جلا رہا ہے مجھے ہجر یار کا
خورشید ہے نمونہ دل داغدار کا

مقتل پہ جو گمان ہوا لالہ زار کا
ہے شک دم حسام پہ باد بہار کا

بھولا ہے میرے دل سے مزا وصل یار کا
صدمہ ہوا لحد مین جو مجھکو فشار کا

مارا ہوا ہون گردش چشمان یار کا
ہے آسیا یقین ہے پتھر مزار کا

شاید اثر ہے مجہہ جگر داغدار کا
طاوس کا جو پر ہوا سبزہ مزار کا

مارے ہوئے ہین سرخی دندان یار کے
ہونے لگا لعل سنگ ہمارے مزار کا

پہونچی ہم جو بام پہ وہ ماہ جلوہ گر
خورشید پہ گمان ہوا آئینہ دار کا

نکلے جو آہ سخت جگر کو لیے ہوئے — عالم دکھا دیا ہے مجھے منصور بر دار کا
موئے کمر کی یاد میں ایسا نزار ہوں — ملتا نہیں نشان مرے جسم زار کا
دل میں ہمارے شمع تجلی کی یاد ہے — ہے رنگ کحل طور سواد اس دیار کا
سونے کے مول بکتی ہے زنجیر اپنی — آیا ہے اے پری جو یہ موسم بہار کا
ہوں اوس چراغ طور کے جلوے کا سوختہ — ہر ذرہ آفتاب ہے میرے غبار کا
دندان یار موتی ہے جوڑا دہان مار — زلفوں کے حلقے پہ ہے گمان چشم مار کا
برسات میں ہے گریہ کنان روز و شب سحاب — پھیلا ہے یہ اثر مرے چشمان زار کا
مومن وہی ہے جو کہ ہوا پنجتن کا دوست — کافر ہے وہ عدو جو ہوا چار یار کا

جوش جنون میں زار جو فساحت ہو گیا
طوق گلو بنا ہے گریبان کے تار کا

زخمی نہ سانس لے کبھی ابروے یار کا — پانی نہ مانگے مارا ہوا ذوالفقار کا
اوس نے سوار کو نہیں آرایشوں سے کام — ممنون کبھی نہ سرو ہو فصل بہار کا
اشکوں نے قد یار کا رتبہ بڑھا دیا — دونا ہے حسن سرو لب جوے یار کا
جو دل جلے ہیں سنگدلوں کو بھی ہیں عزیز — ہوتا ہے قلب سنگ میں مسکن شرار کا

انسان کو پہونچی جو ہر اک سے بھی گزند
فساحت زہر دشمن جانی ہے مار کا

کیا منہ جو کرے وصف کوئی اوسکے دہان کا — کھلتا نہیں عقدہ کبھی اس راز نہان کا
حاصل ہے اشاروں میں مزا لطف بیان کا — لیتے ہیں وہ نوک مژہ سے کام زبان کا
بوسہ مجھے ملجاے جو اوس غنچہ دہان کا — بیشک ہو مداوا مرے اس درد نہان کا
اوس چاند سے رخسار کی تعریف جو لکھوں — عالم ہو ابھی صفحہ دیوان پہ کتان کا
ہے دل کو مرے اوس رخ روشن کا تصور — خورشید درخشان ہے چراغ اپنے مکان کا
پژمردہ ہے بے یار مرا غنچہ خاطر — ہے باد بہاری میں اثر باد خزان کا
بلبل کبھی نالان ہے تو گل ہے کبھی خندان — دیکھا ہے سدا رنگ نیا باغ جہان کا

لگ جائے کی اس خیمۂ افلاک مین آتش
شعلہ کوئی او ٹھا جو مرے سوز نہان کا

ہے جمع شب وصل دم نزع سے زاید
ہے سورۂ یسین سے سوا شور اذان کا

پتھرا گئے ناسخ یہان آنکھون کے ڈھیلے
وہ بت نہ کبھی روزن دیوار سے جھانکا

کیا بوسے پہ پتا مجھکو کوئی اوسکے دہان کا
کب عرش پہ ہے دخل فرشتون کے گمان کا

اک بوسے پہ لیتا نہین دل کو کوئی محبوب
دنیا مین خریدار نہین جنس گران کا

کب دل شکنی صاف دلون کو ہو گوارا +
دل چاک ہو مہر کے جلوے سے کتان کا

جو راست ہین کجباز سے ہٹتے ہین بہت دور
رشتا ہی نہین ربط کبھی تیر و کمان کا

ایک حال پہ ہین داغ دل عاشق حیران
کیا گلشن تصویر کو کھٹکا ہو خزان کا

کب بے سر و پا کو ہوئی پروا سے مرلی
سرزار نہین قافلۂ ریگ روان کا

ناسخ ہر اک سر مین ہے اوس بت پتے کا سودا
کس دل کو نہین شوق گلستان جنان کا

ہے نمایان زلفون سے نور اوس رخ دلخواہ کا
سنبلہ سے یا عیان ہوتا ہے جلوہ ماہ کا

غنچۂ گل اوس دہان تنگ کو کہتی ہے خلق
اعتبار اے دل نہین ہوتا کبھی افواہ کا

صورت پروانہ جلتے ہین فرشتے چرخ پہ
شعلہ وہ بھڑکا ہوا ہے میری شمع آہ کا

خود بخود کعبہ سے سوے دیر کھنچ جاتا ہے دل
دہیان آتا ہے جو مجھکو اوس بت گمراہ کا

بوے عطر فتنہ آتی ہے ہماری آہ سے
عشق ہے اوس طفل سے جو قامت کوتاہ کا

مہر و مہ نے تیرے نقش پا کا جو دھوکا دیا
آسمان پر شک ہوا ہے تیرے بازی گاہ کا

جمع جو ہوتے ہین آکر ہر طرف سے اوس مین لوگ
ہے گمان سے خانہ پر ناسخ بیت اللہ کا

کیا ضرر آتش مزاجون سے ہو عالی جاہ کا
برق سے اے شعلہ رو ایمن ہے خرمن ماہ کا

راست بازون کو نہو صدمہ بلا سے دہر سے
باد صرصر سے نہو نقصان شمع آہ کا

جل گیا ہے اپنا جسم زار سوز ہجر سے
برق سے جلتا نہین ہے زور ہرگز کاہ کا

عاشقون کے سر بلا تا ہے ساقی پیکے جام
پہر عالم ہے قران منحوس مہر و ماہ کا

دلکا رتبہ بڑہگیا ہے اوس صنم کے عشق سے
ہر مکان سے مرتبہ زاید ہے بیت اللہ کا

گر مین بوسہ تو وے دشنام ہے ای بت تجہے
خالی کب سائل پہرا اللہ کے درگاہ کا

ٹہوکرین کہاتا ہے اوس کوچے مین اپنا جسم زار
پایمالی ہے نوشتہ بخت غبار راہ کا

پردۂ دل روی روشن سے ہوا ہے چاک چاک
دل کتان کا چاک کر دیتا ہے جلوہ ماہ کا

انکہون سے بہتے ہین اشک سرد سوز ہجر مین
گرمیون مین سرد ہو جاتا ہے پانی چاہ کا

تیرے کوچے مین برابر ہین فقیر و مالدار
مرتبہ ہے عشق مین یکسان گدا و شاہ کا

وان امیری نار ہے عجز فقیری ہے یہان
رابطہ رہتا نہین ہرگز گدا و شاہ کا

عکس داغ دل سے ہوتا ہے فروغ آئینہ
نور سے خورشید کے بڑہتا ہے جلوہ ماہ کا

تنگ دل پر حوصلہ ہرگز نہین ہوتا کبہی
موج زن کب مثل دریا ہووے پانی چاہ کا

جوش سن لے جو دیدۂ تر کا
پانی ہووے جگر سمندر کا

خوف دل کو ہی چشم دلبر کا
باز سے ہوش اوڑے کبوتر کا

ہے جنون شمار سے باہر
نہین مجنون کو خوف محشر کا

ظلم اخوان اوٹہائے یوسف نے
ہے برادر کو ڈر برادر کا

نکہہ یار صاعقہ ہے اگر
ابر پردہ ہے دیدۂ تر کا

انتظاری ہے آئنہ رو کی
حلقۂ چشم حلقہ ہے در کا

خط مین لکہوں جو حال داغ جگر
نامہ بر سینکے پر سمندر کا

گردش چشم کا جو ہے سودا
پہیرے سر کو ہے دور ساغر کا

میرے نالون کا کچہہ اثر ہی نہین
اے برہمن وہ بت ہے پتہر کا

ہجر ساقی مین ہو گیا ہے خون
دل پہ عالم ہے مے کے ساغر کا

خط مین لکہتا ہون حال شورش دل
کیون نہ جل جائے پر کبوتر کا

اوسکی غفلت کا حال لکہتا ہے
ہے رگ خواب تار مسطر کا

بات وہ کرتے نہین اور نالے کرتا ہے یہ دل
بتکی خاموشی کے باعث شور ہے ناقوس کا

ہے وہ دل بیکار جس دل مین نہووے سوز عشق
گر نہووے شمع تو کیا کام ہے فانوس کا

سینے کے چاکون کے باعث دل یہ تنگ آنے لگا
رخنۂ زندان سے دلگیر دل محبوس کا

آتشین دیوان سے ای نسّاخ ناسخ کی طرح
کھل گیا ہے پیرہن مین جسم مجھ مایوس کا

کام خون ریزی ہے ہر دم اوسکے تیغ تیز کا
نام پھر اوس ترک نے زندہ کیا چنگیز کا

اک جہان کشتہ ہے ترک دیدۂ خون ریز کا
حال عالم مین عیان ناسخ ہے چنگیز کا

کم نہین ہے سان کی گردش سے دور چشم مست
شک تری آنکھون کے ڈورون پہ ہے تیغ تیز کا

قطرہاے اشک سے ای گوہر بحر جمال
دامن مژگان پہ شک ہے ابر گوہر ریز کا

نالۂ دل نے کیا ہنگامۂ محشر بپا
ہے شب ہجران پہ عالم روز رستاخیز کا

گرم رفتاری روز وصل کا لکھتا ہے حال
توسن کلک روان پر ہے گمان شبدیز کا

بے طرح جو امڈے آتے ہین سرشک موجزن
چشم تر پر ہے گمان تنور طوفان خیز کا

اے بت شمشیر زن اپنے گریبان کا ہلال
کام روز ہجر مین کرتا ہے تیغ تیز کا

دود شمع بزم عاشق عنبر سارا بنا
وہ اثر پھیلا ہے تیرے زلف عنبر بیز کا

تیز رفتاری شب وصلت کی ہے مجھپر عیان
حال خسرو پر کھلا تھا خواب مین شبدیز کا

ہے خرام یار گلرو باغ مین حشر آفرین
نغمۂ بلبل ہے گویا شور رستاخیز کا

آنکھ اوس مست شراب حسن کی جو پڑ گئی
ہے حبابون پر بھی عالم ساغر لبریز کا

شامیانہ سیف کے سایہ کا ہووے گور پر
کشتہ ہون اک ترک کے جو قامت نوخیز کا

کیا عجب تیرے غم ہجران مین ای خورشید رو
مہر کو پھونکے شرارہ آہ آتش خیز کا

پر گھر سے خاک حاصل ہووے ایذا کے سوا
غیر خونریزی نہین کچھ کام تیغ تیز کا

کھولنا دشوار ہو جائے گا خط کا ہے یقین
نامہ پر لکھنا ہے مشکل حرف شوق انگیز کا

عشق کا دعوی ہے ثابت حاجت حجت نہین
کام ہر گل ناقہ کا کرتا ہے دستاویز کا

ظل دامان شفیع خلق سے امید ہے
خوف ہے ناسخ کسکو روز رستاخیز کا

مرثیے جس مین کہ مجنون اور فتاح خزین
ناسخ آوارہ ہے اوس صحرائے آفت خیز کا

سرکشی آپ کی ہے طرز جفا سے پیدا
بندگی میری ہے انداز وفا سے پیدا

وان لگی ہاتھون مین مہندی تو یہان صحرا مین
خون کے دریا ہوے اپنے کف پا سے پیدا

مین وہ ہون سوختہ خاک سے میرے جو اوگے
برگ کی جا ہون شرر نخل حنا سے پیدا

ہون بسر مجھے جنت کے مزے دنیا مین
ربط کرون جو کسی حور لقا سے پیدا

تو وہ شیرین ہے کہ وصف لب شیرین مین ترے
حرف کے بدلے ہون خامے سے بتاشے پیدا

مرغ بسمل کی طرح بزم مین لوٹے عاشق
وجد کا حال ہوا سجع غنا سے پیدا

ظلم سہنے کا ہوا عشق بتان مین مشتاق
جی مین ہے کیجیے اب ربط خدا سے پیدا

چشم جادو کے اگر کیجیے افسون موزون
سحر ہووے سخن ہوش ربا سے پیدا

باغ مین آئے وہ گلرو سے قیامت قامت
نالۂ صور ہو بلبل کے صدا سے پیدا

پڑ گئی لاکھ گرہ وہیان مین اوسکے دل پر
پیچ کیا کیا ہوے گیسوے دوتا سے پیدا

شعر کے بحر و زمین پر ہو سمندر کا گمان
ربط ترکیب مضامین بجا سے پیدا

مدد اے آبلہ پائے کہ وہ ہو وین سیراب
خار صحرا مین ہوئے ہین جو بپا سے پیدا

بار خون اوسنے جوانون کے لیے گردن پر
فلک پیر کی ہے پشت دوتا سے پیدا

آتی ہے زلف کے مارے کی لحد پر ہو کر
بوے کافور ہے دامان صبا سے پیدا

چوم کر اوس لب شیرین کو ہوا شادی مرگ
اثر زہر ہوا آب بقا سے پیدا

سر اوٹھانے لگین سن پائین جو مردے تسلیم
قم کی تاثیر ہے گھنگرو کی صدا سے پیدا

یاد گیسو سے تصور مین ہے جوڑا سانپ کا
دل ہے مثل شانۂ ضحاک جوڑا سانپ کا

کشتۂ کاکل کے مرقد کیطرف وہ شہسوار
ہاتھ مین اپنے لیے جاتا ہے کوڑا سانپ کا

منعکس کب ہو دل پر داغ پر زلف سیاہ
ای فسون گر بن گیا طاؤس گھوڑا سانپ کا

شانے رہتے ہین سدا زلفون مین اونکی بھی
بچھون نے عمر بھر سمجھا بچھونا سانپ کا

بنیے ہر مصرع میں باندھا ہی جو مضمون لف
شعر جو میرا ہے گویا ہے وہ جوڑا سانپ کا

وصف تیرے زلف کے بنیے کیے سو سو طرح
کوئی مضمون طبع نے میرے نچھوڑا سانپ کا

شاعری میری بلا ہے زلفوں کے مضمون سے
پیچ میں بندش کے آجاتا ہے جوڑا سانپ کا

ہے دل پہ داغ سے زلفوں کو تیرے یار پیچ
لڑتا ہے ایک نیولے سے یہ جوڑا سانپ کا

دیکھ کر سب مانگ کو تیرے کہا ہر سینہ
صاف مضمون فکر روشن نے یہ جوڑا سانپ کا

پاوں آتی ہی شام کو زلفیں ترے خورشید رو
صبح تک لوٹا کیا سینے پہ جوڑا سانپ کا

مر گیا ناسخ بھی کہہ کہہ کے تاریخ کیطرح
زہر گیسو کا بہت ہے اور تھوڑا سانپ کا

خون پاسے خار صحرا صورت گل ہو گیا
آبلہ شکل جگر افگار بلبل ہو گیا

جب رقم طومار وصف خط دکاکل ہو گیا
نال خامہ پر گمان تار سنبل ہو گیا

دام حرص و آز سے آزاد بالکل ہو گیا
جو کہ مست بادۂ جام توکل ہو گیا

جام دینے میں جو ساقی کو تغافل ہو گیا
شور قلقل حضرت ناسخ کا قل ہو گیا

جب نمایاں چشم کو وہ پیچ کاکل ہو گیا
رشتۂ تار نظر بھی تار سنبل ہو گیا

پاؤں کیا رکھا چڑھایا پھول اوسنے قبر پر
بلبل دل کے لیے گل کفش کا گل ہو گیا

کالے کے آگے کبھی روشن نہیں ہوتا چراغ
جب کھلی کاکل چراغ ہوش بت گل ہو گیا

یاد ساقی کی جو مجھکو آگئی گریا میں
قہقہہ ہر کباب کا آواز قلقل ہو گیا

گرم جولاں ہے جو وحشت شہسوار بانکپن
سبزہ براق خامہ اپنا رشک دلدل ہو گیا

آنکھ گلگشت چمن میں جو پڑی اوس مست کی
دیدۂ نرگس پئے ساغر مل ہو گیا

سلطنے کے قصہ قضیے کا نتیجہ ہے یہی
خوب ثابت تھا فنا دور تسلسل ہو گیا

سونے کی اینٹوں سے میری قبر کی تعمیر ہو
رحم ہو میں کشتۂ تیغ تغافل ہو گیا

عاشقوں کے قتل پر قاتل نے جب باندھی کمر
دیدۂ مرغ اوسکی کفش کا گل ہو گیا

عین گریے میں جو آیا یاد خال زیر زلف
قطرۂ ہر اشک مثل تخم سنبل ہو گیا

جب گیا وہ تو نہال حسن سیر باغ کو
پنجۂ بلبل سے ٹکڑے دامن گل ہو گیا

کشتگان ساقی عیسیٰ نفس زندہ ہوئے
مرتبہ مین قم سے بڑھکر شور قلقل ہو گیا

قامت و رخسار جانان کو چمن مین دیکھکر
ہمصفیر سرو و گل قمری و بلبل ہو گیا

کیون نہ اے ناسخ پاؤن ثمرۂ نخل مراد
عشق مین شیوہ مرا صبر و تحمل ہو گیا

یار جو روٹھکے نہ ملنے سے عجب غم ہو گیا
عید کا بھی چاند اب ماہ محرم ہو گیا

مندرج جیب جا جای چشم پر نم ہو گیا
شعر کے بحر و زمین پر عالم یم ہو گیا

اس قدر شعرون مین موزون قصہ غم ہو گیا
ہاتھ مین خامہ جو تھا اک نخل ماتم ہو گیا

کوی زلف نگر جان سے ہو کے جدا آئی نسیم
صورت غنچہ دل و نکہت برہم ہو گیا

حشر تک نام و نشان اپنا رہے گا عشق سے
داغ جو دل کو لگا وہ نقش خاتم ہو گیا

سیر گلگشت چمن آیا اگر وہ مہر وش
رنگ گل ای عندلیبو صاف شبنم ہو گیا

وہ صفائی حسن نے تیرے کیا حیرت زدہ
آئینہ مین عکس بھی ایجان مبہم ہو گیا

زخمی تیغ ہلالی ہون جو اے رشک قمر
چاندنی سے پر اثر زخمون کو مرہم ہو گیا

جلتے ہین عاشق ترے لیکن نہین [illegible]
سوز فرقت شعلہ رو نار جہنم ہو گیا

ڈالتا ہے مے کشان مردہ دل کے تن مین جان
شیشہ کا منہ بھی دہان ابن مریم ہو گیا

بل نکالے وصل کی شب مثل شانہ ہاتھ نے
مار زلف خم بخم رسی سے بھی کم ہو گیا

آنکھہ جیسے پتلی ہے مثل طلا ہوتا ہے زرد
سرمہ چشم بتان اکسیر اعظم ہو گیا

لائی قسمت مجھکو ہو گئی ہین جو دیکھہ پیچ تاب
سخن کا دفتر مثال زلف برہم ہو گیا

جب نظر مجھکو وہ ترک ستم ایجاد آیا
روح نکل آئی ہوئی لبون پہ جلاد آیا

باغ مین بلبل و قمری سے لڑائی ہو گی
گر مرا رشک گل و غیرت شمشاد آیا

زخم اوس گل کو کیا جو دل پر داغ کا حال
نامہ پہونچانے کو ہر مرغ چمن زاد آیا

فصل گل آئی ہے زنجیرین گڑہی جاتی ہین
سینو دیوانو کہ ہنگامہ فریاد آیا

ہاتھہ شوق لیے یہان سے کبوتر جو گیا
وان سے شمشیر لیے ہاتھ مین جلاد آیا

سبز بختی سے شہادت شوق کی مجکو نصیب
تیغ کھینچے ہوئے سو بار وہ جیلاد آیا

جانکنی مین بھی نہ آئی مجھے ہچکی ای وای
دم آخر بھی نہ دلدار کو مین یاد آیا

سجدا پھر گئی آنکھون کے تلے قدرت حق
نقش اے بت جو ترا حسن خداداد آیا

کون ہا بیت کو ہی بت پرفن سمجھا
شیخ سمجھا جو حرم دیر برہمن سمجھا

مندرج ہین جو مضامین کف رنگین کے
اپنے دیوان کو مین یاقوت کا معدن سمجھا

الفت لالہ رخان ہین یہہ گلون کا ہے ہجوم
دل پر داغ کو مین پھولون کا خرمن سمجھا

مسی لب کے تصور نے کیا یہہ اندھیر
چشم خورشید کو مین غنچہ سوسن سمجھا

آتش عشق حسینان مین مجھے جھونک دیا
دیدہ و دل کو نہ اسیری مین دشمن سمجھا

خار اور آبلہ پائی سے یہہ گل کاری کے
دامن دشت مغیلان کو مین گلشن سمجھا

مسی آلودہ لبون کا جو پڑا عکس ای گل
جوہر آئینہ کو غنچہ سوسن سمجھا

جلوہ فرما ہے جو اوس برق تجلی کا جمال
دل پر نور کو مین وادی ایمن سمجھا

وصف جو عارض پر نور بتان کا لکھا
اپنی ہر بیت کو مین خانہ روشن سمجھا

شوق بادیہ جو رہ کوچہ جانان مین ہوا
خضر بھی سامنے آیا تو مین رہزن سمجھا

سن کے حق حق کی صدا بادہ کشی مین ساقی
گردن شیشہ کو منصور کی گردن سمجھا

نیک و بد کی نہ رہی عشق مین اصلا تمییز
دوست کو دوست نہ دشمن کو مین دشمن سمجھا

جلوہ گر اوسمین ہے اک پردہ نشین کیصورت
دل صد چاک کو ناسخ نے چلمن سمجھا

زلف کے دھیان مین نساخ بقول ناسخ
لحد تیرہ کو مین خانہ روشن سمجھا

وہ بہار حسن اگر نا مہربان ہو جائیگا
حال اپنا صورت برگ خزان ہو جائیگا

گر لکھون رخسار انور کی صفت ای ماہرو
ہر ورق دیوان کا مثل کتان ہو جائیگا

راز سربستہ دہان ناپدید یار کا
وصل کی شب بوسے لینے مین عیان ہو جائیگا

توڑ دیگا پیر فلک ان نوجوانون کا غرور
تیر سا قد کوئی دن رشک کمان ہو جائیگا

زلفین تیرے لیوے اتشناک پر دیکھے اگر ... سنبلستان ارم ای جان ویران ہوجائیگا
وصف بالون کا ترے ای موکمر منظور ہے ... ہے یقین ہر رگ گلشن پہ خوبان ہوجائیگا
چاندنی کی سیر کو نکلا ہے جو وہ ماہرو ... پردہ چشم قمر مثل کتان ہوجائیگا
تیرہ بختان محبت چومتے ہین اسے صنم ... سنگ اسود بتر اسنگ استان ہوجائیگا

وصف سحر چشم جادو فن مین کہتا ہے وہ شوخ
کوئی دن ناسخ بہی جادو بیان ہوجائیگا

پرفسون وہ چشم جادو فن کا افسانہ ہوا ... سامری تک بھول کر اب سحر بیگانہ ہوا
وہ بت خورشید رو آکر جو ہمخانہ ہوا ... غیرت چرخ چہارم اپنا کاشانہ ہوا
دیکھکر خال رخ روشن جو دیوانہ ہوا ... مردم چشم قمر زنجیر کا دانہ ہوا
زاہدون کے دل کو عشق چشم مست یار ہے ... پیش ازین کعبہ جو تھا ازدرون میخانہ ہوا
آگیا صحرا نوردی مین جو زلفون کا خیال ... آبلہ پاؤن مین جو تھا مشک کا دانہ ہوا
وقت تزئین پرتو دست نگارین سے ترے ... پنجہ خورشید روشن شاخ کا شانہ ہوا
حسن گندم گون سے کیونکر خرمن دل جل نجائے ... آہ برق خرمن آدم یہی دانہ ہوا
آگیا چشم خمارین کا تصور ساقیا ... دیدہ پرنم مرا لبریز پیمانہ ہوا
عازم بتخانہ ہوگا شیخ کعبہ چھوڑکر ... ای صنم تیری جو یکتائی کا افسانہ ہوا
لے پریرو سکہ داغ جنون کے زور سے ... بادشاہ ہفت کشور تیرا دیوانہ ہوا
مانگ تیری جب نکالی اس صد چاک کو ... نیش عقرب سے سوا شانے کا دندانہ ہوا

سادہ لوحون کے قلم نے لکھے ہین اوصاف صاف
صاف ناسخ اپنا دیوان آئینہ خانہ ہوا

دن کو وہ مہ جو بے نقاب ہوا ... داغ مہتاب آفتاب ہوا
وصل مین بھی اوسے حجاب ہوا ... جان مضطر یہ کیا عذاب ہوا
مجھسے چھٹکر ملے وہ غیرون سے ... کیا زمانے مین انقلاب ہوا
مہر لب ہوگیا مرا اک نکتہ ... شعر اپنا وہ لاجواب ہوا

رخ روشن کی یاد مین اے چشم / قطرۂ اشک آفتاب ہوا

گردش چشم مست ساقی سے / ساری دنیا کو انقلاب ہوا

وصف لکھا جو دیدۂ تر کا / نال خامہ رگ سحاب ہوا

دیکھکر جوش چشم طوفان زا / ابر خجلت سے آب آب ہوا

شمع محفل جو کبھی وہ مہ تابان ہوتا / مطلع نور مرا کلبۂ احزان ہوتا

باغ مین سرو قد اپنا جو خرامان ہوتا / سرو آزاد چمن سر بگریبان ہوتا

گیسو ہٹتے جو ترے رخ سے پئے کسب ضیا / لکۂ ابر سے خورشید نمایان ہوتا

دل صد چاک کو رہتا جو تعلق تجھسے / شانہ گیسو مین ترے پنجۂ مرجان ہوتا

عشق ابرو مین اے نساخ کہاتے جوہر / اپنے قبضے مین اگر خنجر بران ہوتا

مضمون دہان یار کا باندھے گا کلک فکر / عنقا لت نہ ہووے گا اب میرے تیر کا

جو کچھ کہ چاہے یہ دل نادان وہی کرے / سلطان عمل مین لاتا ہے کہنا وزیر کا

لکھون صباحت رخ پر نور کا جو وصف / حرفون کا دائرہ ہے پیالہ ہو شیر کا

ناوک کا گھر ہوا دل افگار مین ترے / خانہ فلک پہ دیکھے جوزا ہے تیر کا

دو دن کی زندگی پہ ہے اہل دل کو ناز / حال ایک ہے سحر مین امیر و فقیر کا

یکتا گہر مین حرف رقم جو کیا ہے وصف / وادارہ ہمال و مثال و نظیر کا

دل مین ہمارے جان یہ تنگ آگئی ہے آہ / زندان مین وبال ہے رہنا اسیر کا

رکھے نہ پاؤن تخت سلیمان پہ زینہار / کھل جاے جسپہ عقدہ نقش حصیر کا

عشاق تیرے ہیچ سمجھتے ہین سلطنت / کب شوق تھا خلیل کو تاج و سریر کا

نبیون سے راز کہتے تھے جبریل آن کر / دنیا مین کسکو علم ہے ما فی الضمیر کا

عاصی ہو زیر سایۂ دامان مصطفیٰ / جس دم کہ شور حشر مین ہو دار و گیر کا

ہووے بغنا و رقص کا کیونکر نہ مجھکو شوق / نساخ بندہ ہون مین سمیع و بصیر کا

حورین صلے مین پائیگا نساخ خلد مین
مداح ہے شفیع و بشیر و نذیر کا

سر مین سودا ہے جو اک آہوئے صحرائی کا
پاؤن کو شوق ہوا بادیہ پیمائی کا

لطف سمجھے نہ کبھی شعر کا میرے حاسد
رتبہ کیا گنگ کو معلوم ہو گویائی کا

بخدا غیر کے باتون پہ بجا تو ای بت
معتبر قول نہ ہو دے کبھی سودائی کا

قصۂ حضرت یوسف ہے نہایت مشہور
بھائیکو خوف جہان مین ہے سدا بھائی کا

کنج غم مین شب ہجران مین جو رہتا ہون پڑا
دہیان آتا ہے مجھے گور کی تنہائی کا

وصف جو ابرو و مژگان و نگہ کا لکھون
صفحۂ دیوان کا ہو میدان صف آرائی کا

گفتگو اوسکے تصور سے کیا کرتا ہون
شب ہجران مین نہین غم مجھے تنہائی کا

شعر روشن کا سمجھتے ہین شناسا تیرہ
دیدہ ور جانتے ہین مرتبہ بینائی کا

روز مثل گل خورشید نہین چین اوسکو
مبتلا ہی جو کہ ہوا اوس مہ ہرجائی کا

سن کے آواز غنا یار کے مردے چونکے
کام داؤد بھی کرتے ہین مسیحائی کا

چاک کی طرح جو گردش مین رہا کرتا ہے
چرخ بھی کاسۂ سر ہے کسی سودائی کا

حقہ پینے مین نکلتی ہے صدائی رنگین
تری مہنال پہ شبہ ہے مجھے شہنائی کا

جان نساخ نکلتی ہے بقول آباد
اے مسیحا یہی موقع ہے مسیحائی کا

اوس سے جو موزون قصۂ غم ہو گیا
خامہ میرا ماہ محرم ہو گیا

آیا جو ذکر حبیب روز وصل مین
شادی کے بدلے دل کو اک غم ہو گیا

عالم کا روشن حال ہے مستی مین یہان
دل اپنا مثل ساغر جم ہو گیا

بلبل نے پائی جان تازہ باغ مین
غنچہ دہان ابن مریم ہو گیا

بے تیرے ساقی خمکدہ ہے غمکدہ
ساغر کا حلقہ چشم پر نم ہو گیا

لکھی جو تیری شان اعظم کی صفت
ہر شعر اپنا اسم اعظم ہو گیا

دیکھا جو بزم غیر مین گاتے اوسے
ہرتال میری جان کو سم ہو گیا

موزون ہوا جو ماجرا بے چشم تر
نساخ کا دیوان آب یم ہو گیا

پاک خوبی سے رخ روشن ہو میرے جانی کا — کام کیا چشمۂ خورشید میں ہے پانی کا
شہرۂ خامہ کا ہوا صفحہ پریدیاں سے — نام نقاشی سے مشہور رہا پانی کا
نہیں کھلتا ہے کہیں نقطہ پر کا لکھا غافل — حل کسی سے نہو مطلب خط پیشانی کا
داغ سوزاں کو نہیں اشک رواں ہی خطرہ — آتش طور کو کچھ خوف نہیں پانی کا

اے پری کیوں نہو برباد غبار نساخ
حال سب پر ہے عیاں تخت سلیمانی کا

کیا جدا سے ماہرو عاشق ہے تیری چال کا — ہے پروں میں اوسکے عالم سبزۂ پامال کا
ایک سرو گلشن خوبی نے مارا ہے مجھے — چاہیے میرے کفن میں ہووے کپڑا چھال کا
زلف کس آئینہ رو کے ہو گئی پرتو فگن — چشم حیران ہے جدا سے صیاد حلقہ جال کا
ہندوؤں کے پوجنے سے قدر بت کی بڑھ گئی — اوسکے کاکل نے بڑھایا رتبہ رخ کے خال کا
ہیں فقط آزاد غم اور زیر بار غم اسیر — بوجھ گر ہوتا ہے کس سے بہت کم شال کا
حادثات دہر سے ایمن رہیں عالی دماغ — خوف سکان فلک کو کب ہوا بھونچال کا
کوچۂ جاناں سے مجھکو دیکھ کر ہٹا گا رقیب — زور کیا چلتی ہے کسکے آگے چل سکے دجال کا
سیم و زر کے جمع کرنے سے کیوں نہو غمگین فقیر — مفلسوں کو رنج دیتا ہے دھواں ٹکسال کا

غسل دینے کو ہی کافی چشم گریاں بعد مرگ
غم نہیں نساخ کو غیرت میں کچھ غسال کا

وصف لکھتا ہوں جو اوس گل کے رخ رنگین کا — حرف کا دائرہ گویا ہے سبد گل چین کا
ہجر میں خواب مجھے مرگ سے بھی زائد ہے — شہپر باز اجل پر ہے مرے بالین کا
کام کیا آئینہ کو طوطی حیراں سے رہے — عطر عطار نہ کھنچوائے گل قالین کا
خواب کا کسکو ہوا ترک علائق میں خیال — سر دیوانہ تو محتاج نہیں بالین کا
کرے معشوقہ منتشرہ کیسے نثر ما و بنات — کہیں سن لے جو کلام اوسکے لب شیرین کا

فلک تک شہرہ جو پہونچا رخ پرنور کا تیرے — مہ و خورشید مین عالم ہوا کشکول سائل کا
محبت سرو قد مونسکے گلو گیر اسقدر سکی ہے تمنا یہ — کہ شکل طوق قمری سے ہے جو نالہ ماہ کامل کا
ہے چشم مست ساقی کا تصور بعد مردن بھی — شراب سرخ سے لبریز ہو کاسہ مری گل کا
گلوگیر عاشق دیوانہ کے ہیں متصل یا — گمان ہے جو ہر شمشیر ان پہ سلاسل کا
وحشتون کا زور انسان کے آگے چل نہین سکتا — کہ روشن ہے جہان مین حال سب پر چاہ بابل کا
عجب کیا گر دل سیپارہ لٹکے اوسکے جگنون مین — گلے مین چاہیے اسے مو منہ بہا حمائل کا

ہمو تیغ بتان کا ہین جدای نساخ کشتہ ہون
صدا ہر گنبد مین دیتا پپیہا بھی مری گل کا

تن سے ہو دیکا سر عاشق دلگیر جدا — سر تحریم ہو بدن سے پی تغیر جدا
تیرا عاشق مہو تجھسے بت بے پیر جدا — دامن شمع سے ہوتا نہین گلگیر جدا
زیست سے ہر دل کو ہے یاد ترے ابرو کی — مرگ تک تیغ زنوں سے نہو شمشیر جدا
سر مرا شعلہ زبانی میری کٹوا ایگی — گر سے محفل مین سر شمع کو گلگیر جدا
وقت پر صاحب ہنر نہ ہے نامرد کا ساتھ — جنگ مین میان سے ہوجاتی ہے شمشیر جدا
پائی تھی کیسی حلاوت کہ بڑی مشکل سے — ہم سے ہوئی لب سے تری تقریر جدا

ٹھنڈی آنکھونکو کرے یہ دو رلای نساخ
اثر ماہ جدا مہر کی تاثیر جدا

نہو وے مبتلای خال عاشق چشم مشکین کا — دل مے خوار کو ہوتا نہین ہے شوق افیونکا
جو دید گوہر مین اوسنے کیا خطر عالی مقام ہو — کہ ایمن سنگ سے ای میکشو شیشہ ہی گردونکا
شکست شیشہ دل سے نہین عاشق کو اندیشہ — جدا ایشان لیلی کی جھونپڑا کا سر مجنون کا
بنایا تختہ لالہ گریبان اور دامان کو — یہ ادنی سا شگوفہ ہے ہمارے چشم پرخونکا

نہین چلتی لبون سے کچھ فسونسازی اون آنکھونکی
پڑا ہوتا ہے گھڑ دل فرق اعجاز اور افسون کا

لعل لب سے نہوا اپنا دل بیتاب جدا — ہے یہ مشکل کہ ہو شنگرف سے سیماب جدا

یاد چشم سیہ مست نے سرمست کیا — عقل کرتی ہے انسان سے می ناب جدا
تیرہ و تار دلون سے نہین جاتی ہے کجی — راست تو یہ ہے کہ زلفون سے نہو تاب جدا
عشق میرے دل روشن سے کبھی دور نہو — کوئی ہوتا بھی ہے داغ رخ مہتاب جدا
کیون نہو گردش گردون سے بنائی مشکل — نہو گرداب سے خار و خس گرداب جدا

نہو نساخ کبھی جوہر ذاتی سے زائل
لعل سے کر نہین سکتا ہے کوئی آب جدا

وصف دیوان مین نہین اوس دہن زیبا کا — آشیانہ نہین عالم مین عیان عنقا کا
ہاتھ کے گل سے تجلی چرخ پہ مین شمس و قمر — حال ہر شخص پہ روشن ہے ید بیضا کا
کبھی خندان مین گل ایسے کبھی گریان بلبل — حال پنہان نہین چھپتا چمن دنیا کا
ہاتھ کیا آئے بھلا اوسکے کمر کا مضمون — نظر آتا نہین سایہ بھی کہین عنقا کا

کسکو انکار ہوا ذات خدا سے نساخ
کون قائل نہین عالم مین بت یکتا کا

ہم بغل ہوکے سنوا وس سے تن زار جدا — کب برہمن کے بدن سے ہوئی زنار جدا
صحبت نیک مین جبتک ہان میسر ہین ہم — سبزہ ہے پھول سے جبتک کہ نہو خار جدا

پہر اثر ہو صفت روئی صنم سے پیدا — حرف کے بدلے شرر ہوئین قلم سے پیدا
جو کہ رٹتا ہے ترا نام سحر پر اوسکی — پہلے لالے کے ہون لب تیغ کے شمسے پیدا
بعد مردن بھی شہیدون کو بدن گرم ہے — کیا ہی گرمی ہے تری تیغ دو دم سے پیدا
دل پہ نقش خط یاقوت رقم خوان ہو دے — ہے خط پشت لب لعل صنم سے پیدا
اک جہان گو کہ ہوا مہر لقا شیدائی — لیک کم ہو دینگے عاشق [illegible] سے پیدا
جلوہ گر ساری خدائی ہے دل صافی مین — حال عالم جو ہوا ساغر جم سے پیدا

کھوتا ہے زلف کی عقدونکو شانہ عاج کا — پنجۂ شل ہو گیا حاجت روا محتاج کا

ہمین تو نساخ ہے یہی غم کہ وہ پری چہرہ جانِ عالم
تاریخ دخل بطی فیئ اذا املی الخلط ملا

رباعی از سلاسل گر دہد دست جنون یارا
کنم چو دامن صد چاک خود دامان صحرا را

خوشا آندم کہ مے آید صبا از کوچہ زلفش
دماغ جان معنبر می کند عشاق شیدا را

اگر گوییم حدیثے زان دہان ناپدید او
کشم در شب کہ بمحکر رسائی خویش عنقا را

کجا آئینہ اسکندری کو جام جمشیدی
چہ شد تخت فریدون کاخ کسری یا افسر دارا را

اثر کردہ است آہ پر شرارم در دل سنگش
کہ اخگر راست ای نساخ جا در سینہ خارا

بنماید اگر روت جمال ید بیضا
در خلق فتد بیم زوال ید بیضا

آئینہ مقابل بنود شمع رخت را
با نور تجلی است وصال ید بیضا

جز وصف رخ خوب تو داغ دل ار
بندیم چہ مضمون بخیال ید بیضا

بنوشت فلاطون فلک وانہ انجم
در نسخہ سودائی خال ید بیضا

ہر ناخنش از بدر فشردن تر بفروغشت
ہر خط کف اوست ہلال ید بیضا

نساخ بوصف رخ آن نور مجسم
ہر شعر عیان کرد جمال ید بیضا

بینی تو تجلیست ز باغ ید بیضا
ای خال رخت چشم و چراغ ید بیضا

ردیف باے ابجد

رخ کے ہمسر ہو جو تنویر شعاع آفتاب
بدر ساں گھٹتی ہے توقیر شعاع آفتاب

روئے قاتل سے ہے توقیر شعاع آفتاب
قتل پہ ہے گرم شمشیر شعاع آفتاب

کیا رخ بت سے ہے تنویر شعاع آفتاب
کرتے ہیں ہندو جو توقیر شعاع آفتاب

وصف داغ دل ہے تنویر شعاع آفتاب
ہے عیاں شعروں سے تاثیر شعاع آفتاب

عکس مژگان جب رخ روشن پہ آجائے نظر
پار دل کے کیوں نہ ہو تیر شعاع آفتاب

اوس کف روشن کی آتی ہین لکیرین سبکو یاد
جب نظر آتی ہے تحریر شعاع آفتاب

عکس کاکل عارض روشن پہ تیرے دیکھکر
دل ہوا پابند زنجیر شعاع آفتاب

یاد ای نور مجسم سبزۂ خط کی نہین
کھپ گئی ہے دل مین تحریر شعاع آفتاب

دیکھ لے گر سینۂ سوزان پہ عکس زلف یار
کھائی پیچ و تاب زنجیر شعاع آفتاب

روزنون سے گھر مین اوس خورشید کے ہی باریاب
اندنون چمکی ہے تقدیر شعاع آفتاب

دل ہوا دیوانہ روے منور چاہیے
ہو گلے مین میرے زنجیر شعاع آفتاب

چشم بد سے کیا تجھے دیکھا تھا چشم مہر نے
دمبدم لگتے ہین جو تیر شعاع آفتاب

بوٹیان بن جاتی ہین اکسیر اسکے فیض سے
کیمیا گر ہے یہ تاثیر شعاع آفتاب

زلف و روی یار کا جوش جنون مین ہے خیال
پڑ گئی پاؤن مین زنجیر شعاع آفتاب

اپنے دامن کو بنا دیتی ہے معدن لال کا
چشم پرخون مین ہے تاثیر شعاع آفتاب

خلق کے دل کو جلا دیتا ہے حسن شعلہ رو
سوز بان سے ہے یہ تقریر شعاع آفتاب

باعث عشق بتان مہوش نساخ کو
یاد ہین اعمال تسخیر شعاع آفتاب

شیون اہل عزا ہین نالہاے عندلیب
ہجر جانان مین خوش آتے کیا نواے عندلیب

کرتے ہین مضمون رنج ہجر اوس گل کو رقم
ہے صریر کلک سے پیدا بکاے عندلیب

دشمن جان حزین ہوتے ہین سیار چمن
سرگذشت اپنی ہے ای گل ماجراے عندلیب

سینۂ باغ بدخشان ہے یہان ہجوم داغ سے
یہ دل نالان ہے پہلو مین بجاے عندلیب

کس طرح پھولے سماتی اپنے پیراہن مین وہ
دامن گل کی اگر ہوتے قباے عندلیب

عرصۂ محشر ہوا ای نساخ گلشن ہجر مین
صور اسرافیل ہے مجھکو نواے عندلیب

شعر کے بزم مین کیا بار پائے عندلیب
شمع پروانہ نہین محفل مین جائے عندلیب

بے اثر ہے نالۂ عاشق دل معشوق مین
باغ کو کب آہ سوزان سے جلائے عندلیب

رتبۂ ایجاد کب تقلید سے حاصل ہوا
نغمہ پردازی ہزار اپنی اوڑائے عندلیب

کان رکھکے کہنا معشوق نے عاشق کا حال
میرے بدلے کوچہ جانان مین نالان ہین رقیب
روے رنگین دیکھکر شور و فغان کرتا ہے دل
عاشق صادق کو دے معشوق آنکھون پر جگہہ

گوش نازک گل کے نہ پہونچین نالہاے عندلیب
ہو نفران مین زاغ گلشن مین بجاے عندلیب
فصل گل مین رنگ لائین نالہاے عندلیب
غرق گل پر بارہا دیکھے مین پاے عندلیب

کب قیبون کو ہوئی نساخ سے الفت اسیر
آشناے گل نہ گرد و آشناے عندلیب

ہم تمھین دیتے ہین دعا صاحب
آج کیا دل مین آگیا صاحب
خامہ کے کل حروف ہین منقطع
بل جو کھا کھاکے آپ اوٹھتے ہین
سر چڑھے غیر مین نظر سے گرون
روز ہوتا ہے برہم اک عالم
چست بندش ہو صاف مضمون ہو

اور تم کرتے ہو دغا صاحب
اس طرف جو کرم کیا صاحب
حال فرقت کا جو لکھا صاحب
دل مرا بیٹھہ جائیگا صاحب
یاد رکھیے گا یہہ بھلا صاحب
بندھ گئی زلف کی ہوا صاحب
ہے یہی لطف شعر کا صاحب

ہجر نساخ جو نصیب ہوا +
یہی قسمت کا تھا لکھا صاحب

وصل کیر مین ہوا بد مست ہین پیکر شراب
وصف لعل یار لکھتا ہون جو مین پیکر شراب
پھر سجاؤن سب پیمے مے خانہ سے محروم مین
گر سجاؤن سو سے مے خانہ وہ ہون مست الست
دامن ساقی کا پھاہا رکھدے میرے زخم پر
دل کو یاد چشم مست یار ہجران مین رہے
ہر نگاہ مست ساقی مین ہے کیفیت نئی
دور چشم مست ساقی نے کیا عالم کو مست

عقل کے جامہ سے انسان کو کرے باہر شراب
کیون نہ نوک کلک سے ٹپکا کرے احمر شراب
اپنا صدقہ دیجیے بندہ چھٹو ہجر شراب
اوڑکے آئیگی یہان پیدا کریگی پر شراب
خشک کر دیتی ہے اے جراح زخم تر شراب
دفع کر دیتی ہے رنج و درد و غم اکثر شراب
ایک سی تاثیر مین ہوتی نہین ہے ہر شراب
پیتے ہین ملک فرنگستان مین سب گھر گھر شراب

کشتہ ہے ناسخ اونکی نرگس مخمور کا
پھول کے بدلے چڑہاؤ گور پر ساغر شراب

بیغرض فصل بہاران سے ہے باغ آفتاب
کب ہوا محتاج روغن کا چراغ آفتاب

میکدے مین کیا عجب گر جام می گردش مین ہے
دور مین ہر روز رہتا ہے ایاغ آفتاب

نالہ بلبل سے گلشن مین نہو گل کا ضرر
باد صرصر سے نہین بجھتا چراغ آفتاب

غیر کا احسان لیتے ہی نہین روشن ضمیر
سچ ہے کا محتاج کب ہوتا ہے داغ آفتاب

گور تیرہ مین ہو زایل داغ دل کی روشنی
رات کو روشن نہین ہوتا چراغ آفتاب

جو کہ روشن دل ہین اک دن بھی نہو اونکو سرور
کب می گلگون سے مملو ہوا ایاغ آفتاب

مہ سے ماہی تک نہین ہے عشق سے خالی کوئی
ای مسیحا ماہ کے دلمین ہے داغ آفتاب

زلف شبگون مین نہان ہے عارض تابان یار
رات کو ملتا نہین ہرگز سراغ آفتاب

اپنے داغ دل سے شمع طور شرمندہ ہوئے
دست بیضا سے خجل ہووے چراغ آفتاب

خود بخود ناسخ روشن دل کو ہوتا ہے سرور
ہے شراب نور سے مملو ایاغ آفتاب

داغ دل سے ہے جو خواہان صفائی آفتاب
ہاتھ مین رکھتا ہے کشکول گدائی آفتاب

ہو گیا تجھ پر قلندر کہتے ہین سکان چرخ
کر کے اسے مہ چار ابرو کی صفائی آفتاب

توتیا ہے چشم سمجھا ہے جو تیری خاک پا
تیرے در پر کر رہا ہے جبہہ سائی آفتاب

زرد رو ہو جاے خجلت سے ابھی ای سیمگاہ
دیکھ پاتے گر تمہارا رنگ طلائی آفتاب

تیرہ دل سے ربط کیا رکھے جو ہے روشن ضمیر
رات کو ہرگز نہین دیتا دکھائی آفتاب

اشک چشم پر نم ناسخ اوٹھ سکتا نہین
ہے کند صاحب اگر شبنم ربائی آفتاب

یاد مین لعل بے بہا کی تیرے
چاہیے چشم تر بہاے شراب

ہے شہید اونکے لعل میگون کی
خون سے گلرنگ ہی قبای شراب

صاف ہو جاے آب خجلت سے
لعل ساقی جو دیکھ پاے شراب

پتھرون سے مانگتے ہین سروای نسیم
جلوہ فزا چمن مین وہ سرو روان ہے آب

ہر بلبلا ہے روح عنادل کا آشیان
کس گل کے غم مین چشم سے دریا روان ہو آب

ہر اشک سرخ لقمۂ کباب در بے ہوا
یا وخرام و فندق آتش فشان ہے آب

عنقا ہے شکل حل مثلث تن سخیف پہ
نام و نشان نہین بہی نام و نشان ہو آب

سینہ وہ کا گمان ہے غلط اوسکی مانگ مین
فندق کا رنگ جوش صفا سے عیان ہو آب

سبزۂ خط خوشنما ہے روے روشن پر ترے
نقش سے خالی نہین دیکھی جبین ماہتاب

مٹ نہین سکتا ہے اے نسلخ قسمت کا لکھا
محو ہو سکتا نہین داغ جبین ماہتاب

جا نکلتی ہین کبھی نہ آئے گی کبھی ہچکی یا ہمین
خاطر دلبر مین گذرے گی ہماری یاد کب

سو رہتا ہے نیاب و بد غفلت مین کب اپنا نکو
بوریا مسند ہو یکسان کرتی ہی تاثیر خواب

پا نہین یا روشن دل سے بہرہ ساکن نزدیک و دور
فیض پہونچاتا ہے سبکو گھر سے دور آفتاب

ہے بس مرون خیال کاکل سنگین ولان
جا سے رگ پیدا ہوے ہین گور کی تہہ مین سانپ

روز و شب رہتا ہے گیسوے معنبر کا خیال
ماہی کی صورت ہے ہر زخم دل مضطر مین سانپ

دہیان اوسکی زلف شبگین کا جو شبکو آگیا
بنگیا تار نظر ہر سمت اپنے گھر مین سانپ

قطرۂ ہر اشک مین پڑتا ہے عکس زلف یار
آج لہراتا ہے آب صاف گوہر مین سانپ

شعر و صف کاکل اب ورد زبان یار ہے
اژدہون لہرا رہی چشمۂ کوثر مین سانپ

کیون جگہ دی دل مین یاد زلف عنبر فام کو
پالتا ہے کوئی بہی نسلخ اپنے گھر مین سانپ

ردیف تاے قرشت

مرتبہ اس علیے جو رستے کہتے ہین مکان کوئی دوست
حاملان عرش کرتے ہین بیان کوئی دوست

بس یہی کافی ہے اے قاصد نشان کوئی دوست
دود آہ عاشقان ہے آسمان کوئی دوست

ڈر سے کہ مارے شبکو عاشق کوئی چل سکتا نہین
کم نہین مار سیہ سے پاسبان کوئی دوست

دیکھتے رہتے ہین جو اوس حور وش کو ہر گھڑی
داخل جنت ہین گویا ساکنان کوی دوست

شور و غل کرتے ہین برپا عاشقون کو دیکھکر
ہین رقیب ایسے گویا سگان کوی دوست

پاستے ہین صورت گندم دل عشاق کو
آسیا ہین یہ زمین و آسمان کوی دوست

اوسکے عاشق کا ہوا شک بدگمانی سے مجھے
جب نظر آیا کوئی انسان میان کوی دوست

استخوان بھی عاشق کشتہ کے رہ سکتے نہین
کرتے ہین کار ہما گویا سگان کوی دوست

مین یہ سمجھون جیتے جی جنت مین پایا ہی مقام
رہنے کو ملجاے گر کوئی آسکان کوی دوست

سیر جنت کا ہے اونکو لطف حاصل زاہدو
سایۂ باغ جنان ہین رہروان کوی دوست

بعد مرون بھی رہون قایم وفاداری مین مین
دفن کیجیو میرا لاشہ درمیان کوی دوست

ای مسیحا آسمان پہ بھی نہین رکھتے قدم
مہر سے ہین سربلند افتادگان کوی دوست

مثل ناسخ مجھپہ بھی نساخ روشن ہو گیا
عرش اعلے سے کہین بالا ہے شان کوی دوست

باریابی کیا نہین ممکن میان کوی دوست
کیون صبا لاتی نہین کنج قفس تک بوی دوست

ایک جنبش سے کیا ہی کام عالم کا تمام
طعنہ زن تیغ قضا پر ہے خم ابروی دوست

چادر مہتاب بالا نے حجاب نور ہے
بیحجابی مین بھی ہے دو ہر انقاب روی دوست

باوجود رنگ ظلمانی وہ ہے عین ضیا
ہے سواد چشم گویا زلف عنبر بوی دوست

قطرہ افشان صحن گلشن پر ہے ابر نوبہار
یا عرق افشان رخ رنگین پہ ہے گیسوی دوست

ہو گیا اسے ہمدمو یہان بند بند اپنا جدا
ہے نیام آستین مین تیغ دہان بازوی دوست

وصل کی شب مصرعہ اعلی ہے ای نساخ درد
عاشق اندر پوست کے گنبد جو بیدار وی دوست

دل نساخ ہوا کوچے صنم کا شیدا
کون مومن ہے نہین جسکو تمنا ے بہشت

گذرے جو ای نسیم تو گرد مکان دوست
پہنچا دے غبار کو تا آستان دوست

لب تو رپستہ چشم ہے بادام سے فزون
شیرین ہے قند سے کہین زائد زبان دوست

شب خواب مین گئے تھے بہشت برین کو ہم
تعبیر ہے کہ ہووین گے پھر میہمان دوست

عالم کو روے روشن مہ کا یقین ہو
دیوار سے وہ مہر جو اپنے لگاے پشت

طوطے کو بند سبزۂ رخسار نے کیا ... حیران آئینہ کو گرے کی صفائے یقیت
رہ جاؤ میرے گھر میں تم اے یار شب کی شب ... رہتا ہے جلوہ گرمہ کامل تمام رات

عاشق کبھی کرتے نہیں جانان کی شکایت
شانہ نہ کرے زلف پریشان کی شکایت

ردیف ثای مثخذیہ غزل صنعت تلمیع و لزوم تکرار میں ہے

وہ پری ہے دشمن جان الغیاث ... الغیاث ای جن و انسان الغیاث
وصل کی شب کا ہون خواہان الغیاث ... الغیاث ای روز ہجران الغیاث
جان لے کے چشم گریان الغیاث ... الغیاث ای روی خندان الغیاث
سے ہے دہان یار کا عقدہ نہان ... الغیاث ای راز پنہان الغیاث
میں تو اوٹھ جاؤن عدو بیٹھا رہے ... الغیاث ای بزم جانان الغیاث
زلف نے مجھکو پھنسایا دام میں ... الغیاث ای خط جانان الغیاث
تنگ ہون اشک و دل بیتاب سے ... الغیاث ای برق و باران الغیاث
یاد میں بوسے کے ہم روتے ہیں خون ... الغیاث ای لعل خندان الغیاث
کب نظر آتے گا وہ آئینہ رو ... الغیاث ای چشم حیران الغیاث
کب پھرے اپنے یہ برگشتہ نصیب ... الغیاث ای چرخ گردان الغیاث
وہ رخ روشن ہے آنکھوں سے نہان ... الغیاث ای ماہ تابان الغیاث
اس خرابہ میں میں ڈھونڈوں تا کجا ... الغیاث ای گنج پنہان الغیاث
ہجر میں بیتابی دل بڑھ گئی ... الغیاث ای برق رخشان الغیاث
پنجۂ رنگین نے دل کو خون کیا ... الغیاث ای شاخ مرجان الغیاث
کفر کی ظلمت جہان میں چھا گئی ... الغیاث ای نور ایمان الغیاث
سر و بال دوش ہے گستاخ کو ... الغیاث اے تیغ بران الغیاث

مثل حافظ مرگیا گستاخ بھی

مہر پر لطف و کرم کیا باعث
ہمیشہ یہ ظلم و ستم کیا باعث

جھوٹے وعدے تو نہ کیجیے صاحب
آپ کیون دیتے ہین دم کیا باعث

لکنت یار کا شاید سے ہے خیال
رگ کیا سینے مین ورم کیا باعث

کیا انہین دل لگا اے گستاخ
آنکھین کیون ہو گئین نم کیا باعث

ردیف جیم ابجد

مے کدے مین ہے فروغ جلوۂ جانانہ آج
پھر لب میخوار پر ہے نعرۂ مستانہ آج

گوہر دندان ساقی کا ہے زندان مین خیال
رشک اختر ہا ہر زنجیر کا ہر دانہ آج

ساقیان حور وش کے پرتو رخسار سے
ہو گیا ہے غیرت باغ ارم مے خانہ آج

دلبران سیم تن کا آگیا ہے جو خیال
کلبۂ احزان کو سب کہتے ہین دولتخانہ آج

کر دیا آزاد فصل گل مین اوس صیاد نے
کیا قفس سے اوٹھ گیا ہے مرا آب و دانہ آج

عندلیبو سیر کر لو رشک گلشن آئیگا
باغ مین رہنے نہ پائے سبزۂ بیگانہ آج

زیر تیغ ابروے خونخوار قاتل وقت ذبح
سر جھکانا ہے ہمارا سجدۂ شکرانہ آج

روٹھکر گل سے گیا ہے مجھسے جو وہ جان جان
ہو گیا ہے دل کا عشرت خانہ ماتم خانہ آج

فصل گل آئی ہوا بدلی ہوئی ہے اے پری
جائے گا زندان سے صحرا کو ترا دیوانہ آج

جان جائے یا رہے سر سے کفن باندھے ہوئے
کوچۂ سفاک مین جاتے ہین بیباکانہ آج

کیا عجب ہی کانپ جائے گنبد گردان اگرچہ
میرے دل سے نکلے ہے اک آہ بیتابانہ آج

کوہ و صحرا مین سے گئے مین عاشق دیوانہ آج
ہو گیا ہے اے پری آباد پھر ویرانہ آج

چھوڑ دے کعبے کو زاہد اور برہمن دیر کو
گوش زد ہو تیری یکتائی کا جو افسانہ آج

دو قدم مین کوہ و صحرا کی اوڑا دیگا خاک
اے پری زندان سے چھوٹا ہے ترا دیوانہ آج

اے پری تجکو قیامت تک جلانے دو نگاہین
وعدۂ فردا کو کیا اسنے ترا دیوانہ آج

روے رنگین و قد موزون کو تیرے دیکھکر
بلبل و قمری ہوئی اے شمع و پروانہ آج

ہر طرف سے رند مے آشام کا جو ہے ہجوم
ہوگیا بیت الحرام اے زاہد و میخانہ آج

خانۂ زنجیر مین تیرے خموشی کی سے یاد
اے پری غل جو نہین کرتا ترا دیوانہ آج

چشم مست ساقی سرشار سے چھپر گئی
ہوگیا لبریز میری عمر کا پیمانہ آج

شمع حسن عارض پرنور کے نظارہ سے
اپنی مژگان بن گئی گویا پر پروانہ آج

نشہ ہووے کاسۂ چشم غزالان کا ہرن
بزم ساقی مین جو دیکھے گردش پیمانہ آج

وجد کا ہے حال کیفیت اٹھاتے ہین اہل فہم
حضرت ناسخ پڑھے ہے وہ غزل مستانہ آج

گرم رو ہووے جو یہ آتش قدم دیوانہ آج
خار صحرا ای پری ہو صورت پروانہ آج

وہ بت زہرہ جبین آکر ہوا ہم خانہ آج
برج میزان سے زیادہ ہے مرا کاشانہ آج

وہ بت پرنور ہے جو ساقی میخانہ آج
گردش شمس و قمر ہے گردش پیمانہ آج

شیشے ٹوٹے خم پھٹے اور چور ہے پیمانہ آج
میکدے مین جو کیا ہے نعرۂ مستانہ آج

ہوگیا آباد دیوانون سے پھر ویرانہ آج
چشم جادو فن کا جو شہرہ ہوا افسانہ آج

پرتو لعل لب والماس دندان سے ترے
خانۂ آئینہ ہے گویا جواہر خانہ آج

ساعت اقبالیون کا حاصل تھا جسے کل تک خراج
اوسکا قصہ ہوگیا ہے دہر مین افسانہ آج

خندۂ دندان نما کے وصف مین ای رشک مہر
دل جلا ہے برق کا مصراع بیتابانہ آج

ہالۂ مہ طوق ہو زنجیر ہو تار شعاع
اوس رخ پرنور پہ دل ہوگیا دیوانہ آج

آفت نہین کرتی ہے پروانے پہ ہوتی ہے ستی
شمع دکھلاتی ہے اپنی ہمت مردانہ آج

چشم وحدت بین کو ابراہیم ادھم کیطرح
یکسان ہے بوریا و مسند شاہانہ آج

اوسکی آرایش نے طرفہ رنگ دکھلایا مجھے
منہ لگا ہے آئینہ اور سر چڑھا ہے شانہ آج

مختصر کو لینی زلفون نے مطول کر دیا
تیرے سودائی کا قصہ ہوگیا افسانہ آج

داد ای ناسخ دیتے ہوتے گر اس بزم مین

صیغہ دریافت دجرات حسرت دیوانہ آج

کیا تعجب ہو نگاہ چشم مست یار کج ۔ نشہ کی حالت مین اکثر چلتے ہین مےخوار کج
وصف کاکل مین مرے خامہ کے ہے رفتار کج ۔ دیکھہ تب لیجے غور سے چلتا ہے ہر اک مار کج
کیا عجب انجام ہو جب ہو یہی آغاز مین ۔ ہو مکان سیدھا بنے معمار اگر دیوار کج
راستی تیری مژہ کو زیب دے ابرو کو خم ۔ تیر سیدھا ہے تو ہے ای تیغ زن تلوار کج
کجرودان کی چال کب چلتا ہے غیرت ہے جسے ۔ مار کی صورت نہو دے شیر کی رفتار کج
راستی پیشہ ہوا وہ کجکلاہ جو کہیان آزاد ہین ۔ باغ دنیا مین نہ دیکھا سرو کو زنہار کج
موزیون کی راستی بھی رنج دیتی ہے بہت ۔ خوف ہو ہر و کوکم ایذا کا گر ہو خار کج
ترچھی نظرین عاشقون سے تیغ زن اچھی نہین ۔ زخم کیا کاری لگے پڑ جائے گر تلوار کج

صاحبا لساخ کو کیا ہے جسم گشتہ کا غم
ملنت عیسے کر بود شمشیر جوہر دار کج

عارضی حسن کا کیا ہو رخ جانان محتاج ۔ خال مصنوع کا کب ہو مہ تابان محتاج
داغ عاشق سے نہین کام پریرویون کو ۔ کب ہوا ماہ کا خورشید درخشان محتاج
صف کی صف ایکہی جنبش مین کرے صاف ابھی ۔ تیغ و خنجر کی نہین ہے صف مژگان محتاج
نگہہ یار کا مشتاق ہے عشاق کا دل ۔ کہ ہے الماس کا ہر گوہر غلطان محتاج
کام کیا حسن خداداد کو زینت سے بھلا ۔ پان کا ہو نہ لب لعل بدخشان محتاج

سوزش ہجر مین لساخ بقول صائب
داغ ما نیست بہ دلسوزی یاران محتاج

قبضۂ قاتل مین ہے شمشیر آج ۔ ہے لب ہر زخم پر تکبیر آج
کھینچیے زنجیر کاکل کا خیال ۔ کیجیے دیوانون کی کچھ تدبیر آج

حال دل لساخ لکھے داستان
خون سے نامہ کیجیے تحریر آج

ہے وہ نادان جانتا ہے جو کہ دشمن کو حقیر ۔ توڑ دیتے ہیں جہاز ذکو یہہ ہے تاثیر

پھر زر سیمین تنون نے رقص پر باندھی کمر — نچیا کرتی ہے انسان کو زر کی احتیاج
درویش ہر کجا کہ شب آمد سرا ے اوست — خانہ بدوش کو نہین کچھ گھر کی احتیاج

ردیف جیم فارسی

جسپہ کھل جاے وہ زلف گرہگیر کا پیچ — وصف کاکل مین وہ سنتے مری تحریر کا پیچ
دل ہے ہشیار ہی کہ اک شب نہ سنا دہر کے کان — نہ چلا تجھپہ مرے نالۂ شبگیر کا پیچ
بستۂ زلف دوتا کو نہ رہائی ہووے — بڑھ گئے زنجیر سے ہے زلف گرہگیر کا پیچ
کسطرح پیچ مین لاکر کیا عشاق کو قتل — نہین کھلتا ہے ترے جوہر شمشیر کا پیچ
ہوگا دیوانون سے پھر خانۂ زندان آباد — فصل گل آتی ہے کھل جائیگا زنجیر کا پیچ
عمر کٹ جاتی ہے پر خاک نہین آتا ہاتھ — کب ہوس پہ کھلا نسخۂ اکسیر کا پیچ
مثل زنجیر گلوگیر ہوا عاشق کا — زلف سے بھی ہے سوا جوہر شمشیر کا پیچ
ٹکڑے کر ڈالتے ہین دیکے جھٹکے حداد — چلے دیوانونپہ وحشت مین نہ زنجیر کا پیچ

غیر کے نام سے نساخ اوسے لکھیے نامہ
تاکہ اوسپہ نہ کھلے آپ کی تحریر کا پیچ

یہہ غزل صنعت رد الصدر علے العجز مین ہے

پیچ تقدیر پہ چلتا نہین تدبیر کا پیچ — بند ہوگیا دل پہ مرے زلف گرہگیر کا پیچ
پیچ مین گیسوون کے کتنون کو الجھا مارا — نوجوانون پہ چلا اس فلک پیر کا پیچ
پیچ کاکل مین پھنسانے کے لیے لکھا خط — مین سمجھتا ہون ابھی نوخطا تری تحریر کا پیچ
پیچ سے واو پہ سب اونکو چڑھایا تھا کہ بس — پیچ کو میرے وہ سمجھے یہ ہے تقدیر کا پیچ
پیچ الفت سے ہو واقف وہ جو اقتین پھنسے — شمع کی کوئی زبان سے سنے گلگیر کا پیچ
پیچ مین لاکے شکنجے مین جو کھینچا مجھکو — تجھپہ کھلا مجھپہ تری زلف گرہگیر کا پیچ

پیچ سے چرخ کی نساخ کوئی کیا نکلے

نو جوانوں کو پچھاڑے وہ ہے اس پیر کا پیچ

نہیں کھلتے تری زلفوں کے گرہ پیچ — پڑیں گے میری جان پر پیچ پر پیچ
کسی کے ہاتھ کیا سیدھی طرح آئے — کرے زلفوں سے زاہد وہ کہ پیچ
پریشاں ہو بہ رنگِ نکہتِ گل — پڑے سنبل پہ زلفوں کا اگر پیچ
زبانِ شانہ نے کھولا یہ عقدہ — کریگی اک نہ اک زلف دوسرے پیچ
مقید کر دیا زندانِ تن میں — پڑا تارِ نفس کا جان پر پیچ

نہیں ناسخ جو ہلنے کی طاقت
بندھا ہے عشق کا مجھ پر یکہ پیچ

ردیف حاء حطی

رہے گی قید سدا جسم کے قفس میں روح — رہائی پائے گی ہرگز نہ سو برس میں روح
ہوئی خراب ترے وصل کی ہوس میں روح — اگر نہ پائی اسکو تو کہاں سے نفس میں روح
ہوئی ہے قید مرے جسم کے قفس میں روح — یہ جانتی ہے نہیں قیدیوں کی رسم میں روح
نہ عشق لیلی و عذرا ہو میرے دلکو کبھی — اٹکتی ہے کہیں بلبل کی خار و خس میں روح
کہیں نہ پھنس کے پریشان ہو دام کاکل میں — ہوئی جو قید تنے جوڑ کے قفس میں روح
جو اک سوار پہ وہ ہو گئی ہے دیوانے — ہے قید خانۂ نقشِ سمِ فرس میں روح
ادھر اودھر ہی کچھ نہیں پھنسا ہی دل اپنا — ہوئی ہے قید اب ان بیبسی کے رس میں روح
گرہ وہ دیتے ہیں بند قبا میں کس کس کے — ہے کشمکش میں ہمارے ہر اک نفس میں روح

شب فراق میں ناسخ میں بقول ظفر
ندوں نکلنے اگر ہو وے اپنے بس میں روح

مضمون کمر کا ہاتھ نہ آیا کسی طرح — پھنستا نہیں ہے دام میں عنقا کسی طرح
جو عیب جس میں ہو نہیں جاتا کسی طرح — چھٹتا نہیں ہے چاند کا دھبا کسی طرح
دیکھا نہ چشم حلقۂ زنجیر میں سرشک — آہن دلوں کا دل نہ پسیجا کسی طرح

مضموں باندھے کیا لب جاں بخش کا حسود
شیریں بیاں ہو سکے نہ مسیحا کسی طرح
جو تنگ دل ہو لائے کہاں سے وہ حوصلہ
ممکن نہیں کہ چاہ ہو دریا کسی طرح
تاب جمال یار نہ لائے کبھی رقیب
دیکھے نہ آفتاب کو اندھا کسی طرح
مضمون چشم تر ارساں نہ شعر میں
کوزے میں بند ہووے نہ دریا کسی طرح

دشوار اتفاق ہے ناسخ و یار کا
ضدین جمع ہو دیں نہ اک جا کسیطرح

اے صبح ہے اگر مہر درخشاں رو سے صبح
ہے حجاب لیے شعاع مہر کو گیسوے صبح
گیسوے شبرنگ و روی صاف سے ہو فیض یاب
تیرگی روے شام و صفا کی روے صبح
ہو دوبارہ زندگی حاصل مجھے اے ماہ رو
ہجر کی شب کو اگر آ جائے مجھ تک بوے صبح
صاف دل کو ہووے حاصل صحبت روشن دلاں
گرم ہے خورشید عالمتاب سے پہلوے صبح

وصف اے ناسخ لکھو روے صبیح یار کا
کلک صائب ہو شیریں شد ز گفتگوی صبح

ہے جبیں اوسکی اگر ماہ منور کی طرح
قطرہ خوے رخ روشن پہ ہے اختر کیطرح
پھل نہیں باغ جہاں میں کوئی اس سے پایا
قد کشی خوب نہیں سرو صنوبر کی طرح
کاوش الفت مژگاں سے ترے اے قاتل
سانس بھی چلتی ہے سینے میں تو خنجر کی طرح
اثر الفت گیسوے معنبر سے ترے
آہ سوزاں میں ہے بوے عبیر اذفر کی طرح
آبلہ پائی سے اپنی یہ ہوئی ہے حالت
خار صحرا ہے جنوں میں مژہ تر کی طرح
شعلہ بیر اشب فرقت میں ہے آہ سوزاں
اختر چرخ بریں ہوگئے اخگر کی طرح
جتنی تکرار ہو ہوتی ہے حلاوت افزوں
تیری دشنام بھی ہے قند مکرر کی طرح
تار کاکل کا اگر کیجیے احوال رقم
موج طوفان بلا خیز ہو مسطر کی طرح

روسیاہی کا ہے باعث یہی دنیا میں تمام
کوئی ناسخ بری چیز نہیں زر کیطرح

جو ذکر حق میں ہیں انہیں ہیں شیخ گرداں سے
کہا سے ہے تجوف دانہ تسبیح

ردیف خاے معجمہ

ہین دست و پاے یار گل نارون کی شاخ — اون سے مثل چلیگی نہ سرو و سمن کی شاخ
اہل جہان مین سادگی یار کے غلام — گلرو عبث نکالتے ہین بانکپن کی شاخ
مرجھا گیا ہے پیری مین دل اپنا ہم صفیر — باغ جہان مین خشک ہو نخل کہن کی شاخ
اے چرخ ہون مین کشتۂ بازوے نازنین — پیدا ہو میری گور پہ نازک بدن کی شاخ
اک سیم تن کی لکھتے ہین تعریف اندنون — درکار مہر کلک ہے یان یاسمن کی شاخ
کب خلق کو جہان مین ثمرہ سخن نصیب — کیا سبز و تر بہار مین ہووے ہرن کی شاخ
گر سرخ ڈورے دیکھ لے چشم کحیل کے — ہووے ہمیں سے شکل عقیق یمن کی شاخ
باقی نہین ہے سخت دلون کی گرفتگی — ہوتے نہین ہے نرم کبھی کرگدن کی شاخ
منہ دھونے مین کرے جو وہ مسواک کیا عجب — عالم کہے کہ چھوٹی ہے گویا دہن کی شاخ
مارا جو تیر اوس نے دل داغ دار پر — پیدا ہوئی ہے شیر کی سپر ہرن کی شاخ

گرہ

نساخ ذکر ابروے دلدار جو سنا
کھاتی ہے پیچ و تاب غزال ختن کی شاخ

ہے عشق سے مملو جو رگ و ریشۂ نساخ — ہے برق سے کے ہمسر شرر تیشۂ نساخ
اشک شفقی آنکھون مین اوسکی نہین ای چرخ — لبریز مے سرخ سے ہے شیشۂ نساخ
کیونکر نہ کرے عمر گرامی کو تلف یا سے — عالم مین ہے اب لہو و لعب پیشۂ نساخ

جل جاے نہ کیون فکر سخن کا وے کے مانند
ہے شعلہ فشان آتش اندیشۂ نساخ

اے صنم چاہیے ہو میرے جگر مین سوراخ — بیش قیمت ہو جو پڑ جاے گہر مین سوراخ

ردیف دال ابجد

نطق طوطی ہو گیا سنکر تری گفتار بند — کبک کا دم ہو گیا ہے دیکھ کر رفتار بند

گور مین بھی خواب ان آنکھونکو ہو خواب و خیال
بعد مردن بھی نہو چشم خیال اسے یار بند

چشم عاشق کو ہوا ہے شکستانہ کا گمان
او ترے بالون سے ہوسے جو روزن دیوار بند

وصف اک مطرب پسر کے کرتے ہین تحریر ہم
کلک سے ہو جائیگی منقار موسیقار بند

خواب مین اوسکو کہین آنے کا آجاسے خیال
ہجر مین آنکھون کو کر لیتا ہون سو سو بار بند

انتظاری رات بھر اوس ماہ ہر جائی سے ہے
چشم آہستہ سان نہو گا دیدۂ بیدار بند

وصل مین بھی خواب ہو جاتا ہے آنکھونکو خیال
چشم کر سکتا نہین ہے طالب دیدار بند

زمزمون سے بلبل نغمہ سرا کے کلک کے
طوطیان ہنہار کے ہو جائے گی منقار بند

پیچ و خم نے تیرے شملے کے کیا ہی مجھکو قتل
کم نہین شمشیر بندون سے ترا دستار بند

یہ اثر پھیلا ہے تیرے تار تار زلف کا
ہے رگون سے سنگ تک بھی اے صنم زنار بند

ہے اتنک و سخت دل تیرے لب و دندان سے
کیا تعجب ہے کہ ہووے جوہری بازار بند

منہ سے نکلے کوہکن مارے خجالت کو نبات
کردے شیرین کے لبون کو لعل شکر بار بند

کب جگہ ملتی ہے عاشق کو دل معشوق مین
کب ہو غنچہ کے قفس مین بلبل گلزار بند

کس بت چین کا کھلا جوڑا کہ خوشبو ہے عیان
مثل نافہ ہو گیا ہے مشک کا بازار بند

بھیجتا ہون یار کو لکھکر شب ہجر انکا حال
روز ای نساخ کرتا ہون سپید و چار بند

سر پہ رکھے جو کلہ وہ بت ہے پیر سفید
نقش خور زرد ہوا اور چاند کی تصویر سفید

ماہ ہے منہ سے ترے ای بت بے پیر سفید
سبزۂ خط سے ترے چرخ پہ ہے تیر سفید

روز رہتا ہے جو ہوسے کہ صاف کا دھیان
ہو گیا غم سے تن عاشق دلگیر سفید

دل پروانے کو اپنے سے ہے صفائی حاصل
کب ہے اسے رشک قمر ماہ کی تنویر سفید

خاکساری نے مری صاف کیا یار کا دل
کیمیا گر کرے آہن کو بھی اکسیر سفید

ہے تصور جو صباحت کا ترے اسے مہرو
اپنی آنکھین ہوئین مثل قدح شیر سفید

منہ سے اک بات خجالت سے نکلے ہرگز
آشنیہ رو یون کو کرے تری تقریر سفید

کھینچی ہے اے بت ترسا تری گوری صورت
ہو گیا ہے قلم کاتب تقدیر سفید

وہ سیہ کار ہون عالم مین کہ بعد مردن
نہین رہنے کی مری قبر کی تعمیر سفید

وہ اوڑایا ہے ترے رنگ طلائی نے رنگ
کاسۂ مہر ہے مثل قدح شیر سفید

وصف اپنے دل صافی کا جو لکھون نساخ
کیا عجب ہووے سیاہی دم تحریر سفید

عاشق جو ہے نہو اوسے شور و فغان پسند
پروانہ کب ہو نالۂ آتش فشان پسند

مجھکو بہشت سے بھی ہے اوسکا مکان پسند
انسان کے ہوتے آے نہ حور جنان پسند

ہو میرے تار اشک کے ڈورے تو ہی بجا
اونکو اگر ہے محرم آب روان پسند

آہ رسا سے اشک کو ہو کیا مناسبت
ہے اسے زمین پسند تو وہ آسمان پسند

ابرو ہے اسکے شکل کمان اور نگاہ تیر
وہ طفل شوخ کیون نہو پیر و جوان پسند

کیا جان و دل بچین گے ترے دست و چشم
یا نہون کو دل پسند ہے انکو جان پسند

ہڈی پہ آکے تیغ شکستہ ہے یار کی
آتا ہے کب ہما کو بجز استخوان پسند

وہ دیکھتے ہین قامت خم گشتہ کو مرے
ناوک فگن کو آے نہ کیونکہ کمان پسند

ہے دل مرا عزیز بتان زمانہ کو
یوسف سی جنس کیون نکرے کاروان پسند

خفاش کو ہے مہر درخشان سے دشمنی
حاسد کو آے خاک ہماری زبان پسند

رہجائین گر ہما سے تو کہاے سگ صنم
نساخ دونون کو ہین مرے استخوان پسند

ہوگئے دندان صفائی سے ترے اختر سفید
منہ سے تیرے ہوگیا روے مہ انور سفید

وہ صفائی عارض جانان کا پھیلا ہے اثر
بام پر اوسکے جو بیٹھے زاغ کا ہو پر سفید

پانی پانی ہوکے غرق آب خجالت جو ہوا
سلک مین دانتون سے تیرے ہوگیا گوہر سفید

تیرے جوبن پر نہو کیون گنج کا مجکو گمان
مانگ کو تیری ہین سمجہا رات کو اژدر سفید

ای بت مہرو ہماری آنکھ جو پتھرا گئے
انتظاری مین ہے شکل دیدۂ اختر سفید

صاف ہو جاتی ہے اکثر چیز دہونے سے مدام
روتے روتے کیون نہووے اپنی چشم تر سفید

ساقیا ہے یہ دل صافی جو تیرے ہاتہ مین
ہے گر دست صفائی مین ترے ساغر سفید

مجلس گر روے رنگین ہو تو بارے بزم کے
تام ہی خون کا ہین باقی فراق یار مین
جام مین ساقی ابھی ہو وے مے احمر سفید
صورت موے کمر ہے یہ تن لاغر سفید

حضرت نساخ بہی ہین تغزل مین مثل حسن
ساقیا مے وہ کہ ابر سے خاست از خاور سفید

دل مین ہو میرے نالہ پر سوز کہان بند
کیا جانے عجب ہووے اگر بت کا دہان بند
ہین جو کہ سبکبار وہ ہوتے ہین کہان بند
دشمن کا گذر یار کے گہر مین نہین ہے تا
کیون چپ نہ لگے مجہکو کہ دل خون ہوا ہے
کیون واندر ہے عاشق حیرت زدہ کی چشم
چپ مجہکو لگی دیکہہ کے سیندور کا ٹیکا
رہتا نہین گردون دخانی مین وہوان بند
ہے غیب کے پردہ مین ہر اک سر نہان بند
کر سکتی ہوا کو نہین زنجیر گران بند
عاشق کے لیے ہے در گلزار جنان بند
گلشن مین رہا کرتی ہے غنچہ کی زبان بند
ہوتا ہے بہلا دیدہ تصویر کہان بند
شنجرف سے ہو جاتی ہے انسان کی زبان بند

وله

جو ہین خونخوار نہو اون کو صفائی حاصل
سرخ پوشاک کا ہو جائیگا عالم کو گمان
مین یہ سمجہون کہ رقیبون نے دل اوسکا ہوا صاف
ہو صفائی نہ دل تیرہ درون کو حاصل
بعد مردن بہی خیال رخ رنگین جو رہا
تیغ خونخوار کو قاتل نے سنبہالا جو کہین
تن رنگین ہے شناور کے مین تیرے ای گلرو
سارے اوس شوخ مین پائے حسن و قمر کے انداز
دید دندان صنم کا ہے تصور ہر دم
نہین دیکہا کبہی رنگ رخ بہرام سفید
پہنے پوشاک جو وہ یار گل اندام سفید
ہے کہا نذر جو ہے وہ بت گلفام سفید
نہین ہوتا ہے کبہی رنگ رخ شام سفید
سرخ ہوگا کفن اے یار گل اندام سفید
چرخ پنجم پہ ہوا خوف سے بہرام سفید
لعل کے بن گئے سب سیپ کے ہو تا ہم سفید
صبح سے زرد لباس اور سر شام سفید
کر رہے روتے ہوئے ہین دیدۂ ناکام سفید

ہوے صاف وہ نساخ بقول ناسخ
ہو گئے آہ مرے ہونٹ سیہ فام سفید

اپنی اونگلی سے تو ای ماہ بتا عید کا چاند / تا کہ عالم میں ہو انگشت نما عید کا چاند
نہیں آتا ہی نظر یاس مہینے کیدن سے / ہو گیا کیا صنم مہر لقا عید کا چاند
گر نہوں ماہ رخ یار سے روشن آنکھیں / ہو مجھے ماہ محرم سے سوا عید کا چاند
قطرہ حسن طلب کرنیکو آیا لیکر / آسمان صورت کشکول گدا عید کا چاند
داغ روشن سے مرے عارض تابان سی تو ہے / زرد و خورشید درخشان ہی تو ہے تاب سفید
نامہ بر تو نہ پھرا اور یہ رنگ کا عشق / انتظاری میں ہوئے دیدہ بیخواب سفید

ہے مرغ دل کے لیے خال زلف میں پنہان / کہ مہر صیاد رہے گھات میں نہان صیاد
کبھی نہ عاشق جانباز پر وہ رحم کرے / کبھی نہ مرغ چمن پہ ہو مہربان صیاد

کیا بلبل دل قید سے زلفوں کی رہا ہے / اور رہا ہے نہیں اے مرغ چمن طائر پر بند
آنکھوں کو مری دھیان ہے وہ دیدہ و نگہ کا / حاکم جب ہے کرتا ہے وہ مجرم کو نظر بند
گرمی داغ جگر دیکھیے جو ای شعلہ عذار / خوف سے ہووے ابھی سیم کا تو ر سفید
ہوئی ہے زلف کی زنجیر قید آزادی / رہا اسیر جو تیرا وہ ہے رہا صیاد
ہماری جان و دل جدا میں نہ ٹھہری گی / ہو ابھی ہنستی ہی ایجان کبھی جدا میں بند
ہو جان رہا دام قفس سے تو رہا ہو / ہووے نہ رہا سلسلہ زلف کا پابند

ولہ

دلم را زخم خندان آفریدند / خطت را مشک حیران آفریدند
ترا سرو گلستان آفریدند / مرا قمری نالان آفریدند
ز لعلت برق خندان آفریدند / ز چشم ابر گریان آفریدند
ز نور آن جبین نور افشان / مہ خورشید تابان آفریدند
ز نور آن کف پاے نگارین / جبین ماہ کنعان آفریدند
دو چشم از قطرہای اشک صافی / چہ گوہرہاے غلطان آفریدند
بحق پیچیدہ یار آن روز از رشک / کہ آن گیسوے پیچان آفریدند
قرار از خاک پروانہ سرشتند / ترا شمع شبستان آفریدند

شک چشم پرنم گره کرده — ازان دریاے عمان آفریدند
شده شق سینه صبح قیامت — که این چاک گریبان آفریدند
جهانے را چو گندم چاک شد دل — چو آن نار در پستان آفریدند

دل نسلخ را روز نخستین
براے عشق خوبان آفریدند

از غنده تو غنچهٔ خندان گله دارد — وز گریهٔ من ابر بهاران گله دارد
از غنچهٔ تو غنچهٔ مرجان گله دارد — وز لعل لبت لعل بدخشان گله دارد
از تیغ نگاه تو که سفاک جهان ست — بیداد گرا گنج شهیدان گله دارد
از کاکل و آئینهٔ رخسار و لبانت — چین و حلب و ملک بدخشان گله دارد
از جعد سیاه تو که دزدید سیاهی — از بخت سیاهم شب هجران گله دارد

نساخ ازین خرقهٔ سالوس که داری
کفار به تنگ اند و مسلمان گله دارد

دل که سرگرم غم جانانه شد — شور عشقش در جهان افسانه شد
رنگ برگ پان که دندانش گرفت — از زمرد لعل این در دانه شد
دل بیاورد آن پری وارد جنون — سینه زندان خانهٔ دیوانه شد
طرهٔ بسته را کشادی وا و — خاطر جمع من پریشان شد
مهر و بغض و عداوت عالم — کم شد و بیش شد و چندان شد
داغ دل در فراق ماه رخے — غیرت آفتاب تابان شد
تر آواز در اسپاره اہل سماعت — صداے ماتم کربلا و از کہسار می آید

ردیف ذال تخنه

بندھے ہیں بازو پہ دوسرے گنڈے پر تعویذ — کہ وافع نظر بد ہے بیشتر تعویذ
بتوں پہ خاک بھی کرتا نہیں اثر تعویذ — جلائے ہم نے تو لکھ لکھ کے عمر بھر تعویذ

ہمارے نام سے بھی اب تو انکو نفرت ہے
دکھاتے ہین ہمین وہ خوب اثر تعویذ

رہائی اسپہ بھی گرداب ہجر سے ممنوع
ملا ہے بحر مین بھی شب سے تا سحر تعویذ

چمکتا ہو عقدہ ثریا کی کہکشان مین عیان
بندھا ہین جو رنگ قمر تیری مانگ پر تعویذ

اوڑا ہے اسے گل بستان حسن اور اوسے
بندھے ہین بلبل جو شن سے بال و پر تعویذ

ہوا نہ رام وہ بت یہ خدا کی قدرت ہے
پلا ہے سیکڑون پانی مین گھولکر تعویذ

ہے مجھکو ورد یہ مصراع مصحفی ناسخ
لٹکتے ہین تری ہیکل کے تا کمر تعویذ

ردیف رای قرشت

کام کیا زینت سے رکھے روی خندان گہر
کب بھلا مستی کا ہو محتاج دندان گہر

عاشقو سنتے بھی ہو کچھ دیکھیے شان گہر
گوش معشوقان اوٹھائین بار احسان گہر

پڑ گئے سوراخ دل مین آہ پھر کیا کر سکے
رشتہ کہو سکتا نہین زخم نمایان گہر

طوطی حیران کی صورت محو حیرت ہو گئے
دیکھکر آئینہ رو کو چشم حیران گہر

کسنے چشم چشمہ خورشید مین دیکھا ہے اشک
کان مین گرداب سے پیدا نہو نشان گہر

پنجہ مرجان ہو خون دست حنائی سے ترے
پانی پانی ہو ترے دانتون سے دندان گہر

سنگدل سے کب ہین ہم صحبت نازک مزاج
سنگ و آہن تول کب سکتے ہین میزان گہر

صاف دل کو دولت دنیا سے دون حاصل نہو
صورت گل زر سے کب مملو ہو دامان گہر

کب گوارا کرتے ہین نازک منش سختی کا کام
استخوان کوئی چبا سکتا ہے دندان گہر

جو ہین عالی منزلت کیا کام انکو غیر سے
اوٹھ نہین سکتا ہے گوش مہ سے احسان گہر

کب کسی کو رنج دیتا ہے جو ہے روشن ضمیر
کب زبان کو صدمہ پونہچاتا ہے دندان گہر

قدر کیا اوس دل کی عالم مین نہو گر داغ عشق
قیمتی کر دے گہر کو زخم خندان گہر

صاف دل کو خود بخود ہوتی ہے حاصل آبرو
ہو وے کب مسواک کا محتاج دندان گہر

غم مین بھی ناسخ کا دل صاف اور آزاد ہے

پاک با گرد یتیمیہاست دامان گہر

قوس گردون ابروی زیبای یار	تیر ہے گویا قد بالای یار
چوکڑی بھولے ہرن گر دیکھ پاے	وہ غضب ہے دیدہ شہلای یار
عشق سے جو دوسے یقین ہے وہ ہین	ہو وہی رسوا حسن [illegible] ای یار
حور و غلمان پر کبھی ڈالے نہ آنکھ	گلشن فردوس مین شیدای یار
نشہ سے ہو ٹے چشم آہو کا ہرن	دیکھ لے گر نرگس شہلاے یار
ہو شکل جو [illegible] یا سبندہ بود	اس لیے رہتا ہون مین جو پایا
ہے خیال آنکھونکو میرے دلکو عشق	ہے سر شوریدہ کو سوداے یار
چشم عاشق مین جہان تاریک ہے	دیکھ لے گر چشم سرمہ ساے یار
دانہ گوہر ہین وہ دندان صاف	لعل گویا ہین وہ دو لبہاے یار
اہل عالم کانپتے ہین شکل بید	ہے قیامت قامت بالای یار
ہے صدا غلغال پائی بانگ صور	آفتاب حشر نقش پاے یار
ہے شیشہ آئینہ خانے مین کباب	دل مین ہے میرے خیال پاے یار
نقشہ روی بتان نقش قدم	ہاتھ مانی کے ہین گویا پاے یار

ہین وہ نابینای سیر دو جہان
جو کہ ای نساخ ہین بیناے یار

مرغوب ہے دلدار کی پازیب کی جھنکار	آواز ہے منزار کی پازیب کی جھنکار
مرجائین ابھی خضر و مسیحا بھی جلاے	کشتون کو اگر یار کی پازیب کی جھنکار
ٹھوکر دون کو ہے چنگیز تو مردون کو ہے عیسی	ہمدم جب عیار کی پازیب کی جھنکار
جی اوٹھے ابھی مردہ صد سالہ جو سن پاے	تم سے نہین کم یار کی پازیب کی جھنکار
پاؤن کو کبھی ہاتھ لگانے نہین دیتے	اوس شوخ دلآزار کی پازیب کی جھنکار
اٹکھیلی کی رفتار سے کرتی ہے مجھے قتل	اوس یار جفاکار کی پازیب کی جھنکار
پابوس ہوا ہے جو وہ پامال ہوا ہے	کہتی ہے یہی یار کی پازیب کی جھنکار

ہے غلغلۂ حشر، یا شور قیامت ❊ یا اوس بت عیار کی پازیب کی جھنکار

ناسخ سا ہو بیدار بھی سن لے تو تڑپ جائے ❊ اصنام ستمگار کی پازیب کی جھنکار

پرتو عارض سے یہ سینہ ہے دامان بہار ❊ ہے دل نالان مرا مرغ خوش الحان بہار

عشق میں لعل لب جان بخش کی اے گلبدن ❊ اشک رنگین سے ہے دامن اپنا دامان بہار

ہر سر خار مغیلان بن گیا ہے شاخ گل ❊ بستہ ہے فیض قدم سے اپنے دامان بہار

باغ میں ثابت ہوا اوسکے کم ثباتی سے ہوا ❊ دوش پر صرصر کے تھا تخت سلیمان بہار

صرصر آہ دل سوزان سے یاد زلف میں ❊ غیرت سنبل ہوے اوراق دیوان بہار

ٹوٹ لطف اوسکے حق میں ہے نوائی نامید ❊ ہر وہان غنچہ ہوتا ہے ثنا خوان بہار

الفت چشم جنون نے اس صنم سے باغ میں ❊ خندۂ گل ہو گیا چاک گریبان بہار

چاہیے انعام عام اہل کرم کو مثل ابر ❊ صورت گل خار بھی ہوتے ہیں مہمان بہار

گلشن تصویر ہون ناسخ باغ دہر میں ❊ ہون سزاوار خزان میں اور نہ شایان بہار

فصل گل میں کیون نہ دے ناسخ کو مژدہ اے ❊ ساغر مے دار وکف ہر قطرہ باران بہار

رکھون جو ساق ساقی گلفام دوش پر ❊ لبریز کیون نہ عیش کا ہو جام دوش پر

بال آ گیا ہے ساغر بلور صاف میں ❊ یا منعکس ہے زلف سیہ فام دوش پر

جھومر سے اور زلف سیہ فام سے تیرے ❊ مہر پر ترے سحر ہے تو ہے شام دوش پر

جان سا یہ تن سے کھینچکے مرے میرآئن گئی ❊ نکلا وہ ترک رکھ کے جو صمصام دوش پر

خانہ بدوش کو نہیں کچھ غم جہان میں ❊ پاتا ہے طفل راحت و آرام دوش پر

اللہ ری صفائی کہ بلون سے بال سے ❊ صیاد کا دے ہے عیان دام دوش پر

ناسخ جان تازہ سے ملے مجھکو بعد مرگ ❊ لاشہ اوٹھائے گر وہ دلارام دوش پر

ہے حسرت دید رخ انور تہ مجھ ❊ ناسخ نہ کس طرح ہو مضطر تہ مجھ

تل بھر بھی نہ سرکائین گے ہم سر تہ خنجر
دکھلائین گے قاتل تجھے جوہر تہ خنجر

جوہر ترے خنجر مین ہے یا نقش محبت
آ آ کے جو عاشق نے رکھے سر تہ خنجر

اف ضبط یہ بیتابی دل کی کہ نہ کی اف
تڑپا نہ وہ م ذبح ستمگر تہ خنجر

دھڑکا ہے کہ تکلیف نہو ہاتہ کو تیرے
سر کٹے گا ہمارا نہ کبھی سر تہ خنجر

رکھے گی تری حسرت دیدار جو مضطر
ممکن نہین ٹھہرے جو مرا سر تہ خنجر

آئینہ سا منہ دیکھکے جب لگ گئی قاتل
اک بات بھی آئی نہین لب پر تہ خنجر

کیا سامنے آنکھون کے تری مجھکو قرار آئے
گردن زدنی کیون نہو مضطر تہ خنجر

عکس مژۂ اوس دیدۂ خونریز یہ دیکھے
دیکھا نہو جس شخص نے خنجر تہ خنجر

منظور ہے نظارۂ ابروے ستمگار
نساخ رکھے جاکے نہ کیون سر تہ خنجر

ہین داغون پہ داغ اور ہین گل کے برابر
سینہ ہے مرا روضۂ بلبل کے برابر

دوزخ بھی مری گلخن دل کا ہے شرارہ
جز ہو نہین سکتا ہے کبھی کل کے برابر

بیہوش ہو جو حال سنے جوش بکا کے
ہے نالۂ دل نغمۂ قلقل کے برابر

عکس چمن حسن ازل ہے جو گل افشان
ہین خار بیابان بھی رگ گل کے برابر

گردش ہوئی ساغر کے تو آنسو ہوئے جاری
یہان دور نمایان ہے تسلسل کے برابر

پالا جو پڑا ہے نفس سرد سے مجھکو
سردی ہوئی کلکتے مین کابل کے برابر

یاد آئی جو موزونی سلک دُر دندان
اشک و گہر آنکھون مین ہوئے تل کے برابر

شوق گل رخسار رولاتا ہے جو نساخ
ہے نغمۂ دل نالۂ بلبل کے برابر

روشنی مین کسکے رخسارے ہین یہ شمس و قمر
دیدۂ عاشق کو جو پیارے ہین یہ شمس و قمر

دست موسی مین ہے بیضا شرم کے مارے نہان
پیش داغ آتشین ہارے ہین یہ شمس و قمر

یاد دلوا کر جلاتے ہین وہ روئے آتشین
فرقت دلبر مین انگارے ہین یہ شمس و قمر

چیر گردون ہے عجب نقارچی جسکے لیے
کہکشان ہے چوب نقارے ہین یہ شمس و قمر

روز و شب کے حال کے پرچے لگا دیتے ہیں ہر — یار کی ڈیوڑھی کے ہرکارے ہیں یہ شمس و قمر
شک نہیں پھرتے ہیں روز و شب تلاش یار میں — جب یہ ثابت ہے کہ بیچارے ہیں یہ شمس و قمر
آسمان پر کیون نہو نساخ اب اونکا دماغ — دلبر رعنا کے رخسارے ہیں یہ شمس و قمر

یہ غزل ذو قافیتین ہے

دل کرتی ہے خون اوس بت بے پیر کی تقریر — تقریر کی تقریر ہے شمشیر کی شمشیر
جسپر کہ پڑے اوسکی نگہہ کیون نہو مائل — آنکھون مین ہے وان سرمۂ تسخیر کی تحریر
آیا نہ کسی رات وہ بالین پہ ہمارے — پہنچی نہ کبھی نالۂ شبگیر کی تاثیر
دم اپنا نکل جائیگا اک چشم زدن مین — آنے مین اگر اوس بت بے پیر کی تاخیر

بہزاد کا ہو خامۂ مو پاس قلم آتش
کھینچے اگر اوس زلف گرہگیر کی تصویر

داغ سودا لکھ ہو فرق عاشقان زار پر — پھول لیتے دیکھا نہین ہے پھول نوک خار پر
قتل عاشق چھپ نہین سکتا ہے او شیرین کبھی — ہے عیان لالہ سے خون کوہکن کہسار پر
کشتۂ جور و جفا ہے صاحب گفتار حق — بیگنہ منصور کو لوگون نے کھینچا دار پر
داغ سوزان کا ہمارے سر پہ پہنا ہے بجا — پھول کا ہوتا ہے طرہ شیخ کی دستار پر
برق پر چشمک زنی کرتی ہے آہ شعلہ بار — خندہ زن ہوتا ہے آنسو ابر دریا بار پر
غنچہ ہائے گل کی صورت نو عروسان چمن — پس گئے لاکھون حنا سے دست و پائے یار پر
قطرہ ہائے اشک رنگین کب ہین مژگان پر مرے — تحفۂ لالہ کھلا ہے آج نوک خار پر

ہے میان یار سے نساخ جو اوچھا ہوا
رشتۂ جان کا گمان ہے رشتۂ زنار پر

نازک مزاج وہ ہے مرا مہر آتش — بار گران ہوئے جور و ملال دوش پہ
اتنے گناہ کرتے ہین جنکا نہین شمار — تنگ آ گئے ہین کاتب اعمال دوش پہ
ہمکو نظرون سے گرائین غیر کو سر پر چڑھائین — کیون نہ نالون سے اوٹھائین آسمان بالا سر

کب تحمل ہووے شبنم کے دوپٹے کا بھلا　　ہو روا سے بوسے گل جسکو گران بالاے سر
سانپ سے ڈرتے ہیں ہم وہ ہو کیونکر اوسکی اوڑہنی　　اک بلا ہے کاکل عنبر فشان بالاے سر

کیا دکھاے بخت نساخ اس سفر میں دیکھیے
دور منزل لنگ ہیں بار گران بالاے سر

قانع جو ہیں جہان میں رہتے ہیں سر بلند　　پر ہما ہے تاج سر بادشاہ پر
نمایان ای پری رو خط ہی تیری روی تابان پر　　یہ مور ناتوان چڑھ آئے ہیں ملک سلیمان پر
دور چرخ سفلہ پرور میں ہی کجرو کو عروج　　ناوک افگن رکھتے ہیں اکثر کمان کو دوش پر
رورو کے جان دی ہے جو پشیمان یار پر　　آنکھیں ہرن چڑھاتی ہیں میرے مزار پر

ردیف زاے ہوز

رخ کو کر دیا فیض خط مشکبار سبز　　کانٹوں سے ہوگا رنگ گل رخ یار سبز
ہو بوستان دہر میں سبزہ ہزار سبز　　ایسا ہو نہ روبرو سے خط سبز یار سبز
اوس سرو خوش خرام کا ہووے اگر گذر　　گلشن میں ہووے سرو لب جویبار سبز
تاثیر زلف کم نہیں ابر بہار سے　　بعد وصال بھی ہے ہمارا مزار سبز
کھائے شہید سبزۂ خط کی جو استخوان　　طوطی کی طرح ہو وہیں ای بہار سبز
فیض خیال سے تو خورشید یار سے　　ہو مثل تاک خشک مرا جسم زار سبز
نیرنگی بہار و خزان سے ہر اک نہال　　گر لاکھ بار زرد ہوا لاکھ بار سبز
لکھتا ہوں وصف سبزۂ رخسار گلعذار　　خامہ ہے مثل شاخ نہال بہار سبز
ای جان دور اثر ہے ترے مار زلف کا　　پاتی ہے پڑھتے پڑھتے ہوا جسم زار سبز
اوگا ہوا ہے شیر میں یہ زہر مار زلف　　خط سے نہیں ہی روی مصفای یار سبز
رکھی گلوری منہ میں جب اوس رو صفا　　مانند سبزہ زار ہوا روے یار سبز
ہر زہر آبلے کو مرے دل کے دیکھیے　　دیکھا نہ ہو اگر کہ آبدار سبز

مضمون لکھے جو افعی زلف سیاہ کے

گویا بنا ہے خامہ شاخ بار سبز

اشکوں سے میرے ہے خط رخسار یار سبز
ابر بہار سے ہو سوا سبزہ زار سبز

تازہ ہو جسم خشک مرا وصل میں صنم
اے گلبدن ہو شاخ نہال بہار سبز

کیا انقلاب چرخ سے ہو بد گہر کو نفع
ہووے نہ فصل گل میں کبھی چوب دار سبز

آہن دلوں میں خاک اثر ہو بہار کا
ممکن نہیں کہ سنگ سے نکلیں شرار سبز

کجباز مہرہ مند نہیں فیض عام سے
شاخ غزال کو نہ کرے گی بہار سبز

حاسد بھی فیضیاب ہیں میرے کلام سے
باد بہار سے ہوے شاخ خار سبز

ہے خط کے تصور سے مرا دیدہ تر سبز
کیوں وقت بکا نکلیں نہ آنکھوں سے گہر سبز

روے عرق آلودہ کا بار ہے جو تصویر
کشت دل شاخ ہمیشہ رہے سر سبز

پیکان تیر دل کو ہے اے جان جان عزیز
رکھتا ہے میہمان کو سب میزبان عزیز

ردیف سین مہملہ

ہوا ہوں خلق میں اس باغ میں برائے قفس
ہے میرے بلبل دل کے لیے بنائے قفس

اگر ہو تار سے آہن کے بھی بنائے قفس
پھڑک پھڑک کے مرا مرغ دل تڑائے قفس

جدا کیا ہے مجھے آغوش سے نہ ایک گھڑی
نہ بعد مرگ بھی ہوں گا میں وفائے قفس

عجب نہیں ہے کہ فصل بہار میں بلبل
کرے جو نالۂ آتش فشاں جلائے قفس

ذرا تو شوق خریداری اسیری دیکھ
رہائی بیچکے بلبل نے دی بہائے قفس

وہ ہم کو ذوق اسیری ہے گر رہا ہو جائیں
یقین ہے توڑینگے دم اپنا کھلکے بلائے قفس

وہ عندلیب گرفتار ہوں نہ آئے قفس
ملے جو باغ میں رہنے کو جا بجائے قفس

نہیں ہے اوسکی طرح اس چمن میں خوش قسمت
جو آشیانے کو برباد کرکے پائے قفس

میں وہ ہوں مرغ گرفتار باغ عالم میں
نہ آشیاں میں مجھے چین ہو سوائے قفس

سخن یہ اپنا ہے صیاد سے اسیری میں
قفس ہے میرے لیے اور میں برائے قفس

وہ باغ و بہر مین ہون عندلیب گوشہ گزین
کہ مجھکو وسعت گلشن ہے تنگناے قفس

رہا ہوا جو مین گلشن مین آ کے بھول گیا
ہواے باغ کہان اور کہان ہواے قفس

جسے ہو ذوق اسیری وہ کیا رہا ہووے
سنو وسے مجھ چمن جو ہے آشناے قفس

اسیری مین لگی نساخ صورت صانع
خوش از فضاے چمن ہست تنگناے قفس

پر نور رخ شمع سے ہے خلوت فانوس
ہے منت پروانہ سے خوش قسمت فانوس

ہے داغ جہانتاب کی جا شمع فروزان
ہے اس دل صافی کی طرح صورت فانوس

کیا پھول گئی شمع کو آغوش مین لیکر
پروانہ سے پوچھے تو کوئی راحت فانوس

پروانہ صفت شمع کی ہے گرد ہمیشہ
صورت کی طرح صاف نہین سیرت فانوس

ہے بزم مین جلوہ سے خوبان کو افزائش
زیب بدن شمع ہوا خلعت فانوس

کیون شمع مہ و مہر سے روشن ہو نہ ان کا
یہ گنبد دوار بھی ہے صورت فانوس

دل عشق حسینان سے لیے خلق ہوا ہے
بس شمع کے باعث سے ہوئی خلقت فانوس

کیا کام ہے اغیار سے عالی منشون کو
کب شمع سر طور کو ہو حاجت فانوس

آغوش مین ہے صاف دلون کو رخ روشن
دیکھا ہے سدا شمع کو ہم صحبت فانوس

ہر صاف درون گرد ہے خوبان جہان کے
ہم صحبتی شمع ہے اک عادت فانوس

احسان نہ لے غیر کا ہرگز دل روشن
کھینچے نہ کبھی شمع منت فانوس

ہو داغ دل صاف مین نساخ کی روشن
اسی طور فقط شمع سے ہے زینت فانوس

موسم گل مین ہوئی بلبل گرفتار قفس
کم نہین ہے تھا سے اے باغبان تار قفس

توڑ لے گل کو اگر گلچین تو مہر عندلیب
روز روشن ہو جو پائے چمن ہووے شب تار قفس

کون روشن دل کو کر سکتا ہے عالم مین اسیر
مرغ زرین فلک کب ہو گرفتار قفس

فصل گل مین سیل اشک بلبل تھا بس سے
کیا تعجب کا محل ٹوٹے جو دیوار قفس

اس قدر پامال کو گل نے باغ مین صدمہ دیا
ہر رگ گل جان بلبل کو ہوئی تار قفس

بھاگ بھی سکتے نہیں ہیں عندلیبان اسیر — ہے ہر اک چاک قفس چشم بیدار قفس

عندلیبوں کو پھنسایا دام میں صیاد نے — ہوگیا ہے گرم فصل گل میں بازار قفس

تا ابد نساخ کیونکر ہون رہا مثل بسمل
منکہ از روز ازل ہستم گرفتار قفس

پھینک کر سرخ نکلا ہے وہ جانانہ لباس — جسم پر عاشق کے پھر ہوگا شہیدانہ لباس

میرا مضمون باندھکر جامہ نہ پائیگا فروغ — زیب عورت کو نہیں دیتا ہے مردانہ لباس

جوشش وحشت میں ہو جامہ سے باہر یقین — ترک کر دے فصل گل میں تیرا دیوانہ لباس

پھر گئی ہے تیغ چشم یار کیا اے عندلیب — آج جو ہے زیب جسم گل شہیدانہ لباس

کبر و نخوت ہو نہ جسمیں بات ایسی کیجیے — چاہیے اوسکے گدا اون کو فقیرانہ لباس

پیر عشق نوجوان کا دم جو مارے عیب ہے — زاہدکو کب زیب دیتا ہے جو رسانہ لباس

رکھ نہ تو مثل ظفر نساخ کچھ زینت سے کام
چاہیے درویش کو کیا بادشاہانہ لباس

مجھکو کیا معلوم ہو آغاز و انجام قفس — گوش زد میری رہائی میں نہیں نام قفس

بلہوس کب لطف قید عشق سے واقف ہوا — ہر زہ پرداز ون کو کیا معلوم آرام قفس

آتا ہے میری خبر لینے کو وہ صیاد روز — خوش ہے صبح آشیان سے بلبلو شام قفس

آشیان میں بھی نہ تھی راحت جو دی صیاد نے — ہم صفیر و کیا بیان ہو مجھسے آرام قفس

صورت صیاد گلرو رہتی ہے پیش نظر — ہیں شب گلشن سے خوشتر مجھکو ایام قفس

تو بھی اے نساخ کہہ صیاد سے مثل اسیر
کے گرفتار تو بیداند سر انجام قفس

ہیں داغ جگر صورت داغ پر طاؤس — کیون عرش پہ پہونچے نہ دماغ پر طاؤس

شمع دل پر سوز کے مانند ہے محفوظ — اب باد مخالف سے چراغ پر طاؤس

الفون نے کیا گھر دل پر داغ میں اپنے — قبضے میں ہے ماروں کے یہ باغ پر طاؤس

تشبیہ جو داغ دل گم گشتہ سے دیجیے — ہاتھ آئے نہ تا حشر سراغ پر طاؤس

مصحف میں رکھا کرتے ہیں جو حافظ قرآن ... ہے عرش معلے پہ دماغ پر طاوس

ناسخ سدا مثل تنور دل سوزان
رہتا ہے کہان گرم او جاغ پر طاوس

ردیف شین منقوط قرشت

ہے داغ جنون سے مرے دستار میں سوزش ... جسطرح سے ہووے کرۂ نار میں سوزش

گر لکھون کہ ہے اس دل افگار میں سوزش ... پیدا ہوا بھی دفتر اشعار میں سوزش

ہون منتظر اوس صاعقۂ طور کا ہر شب ... کیون ہو نہ میرے دیدۂ بیدار میں سوزش

جو نکلے جو وہ خورشید جہان تاب کسی دن ... تو ہونے لگے روزن دیوار میں سوزش

نکلا جو کبھی ہو کے تو اے برق جہان سوز ... بلبل کے دلون میں ہوئی گلزار میں سوزش

رکھے جو قدم قبر پہ اس سوختہ جان کے ... ہو نعل سم توسن رہوار میں سوزش

کیونکر نہ نفس شعلہ فشان میں جو دم ذبح ... پیدا ہو ترے خنجر خونخوار میں سوزش

ہڈی جو اوٹھاے کوئی اس سوختہ جان کی ... پیدا ہوا بھی زاغ کی منقار میں سوزش

سینے وقت بکایا و جو اوس برق نگہہ کی ... ہوتی ہے مرے آنسوؤن کے تار میں سوزش

پھیلا جو اثر شعلۂ رخسار کا تیرے ... پیدا ہے ترے سایۂ دیوار میں سوزش

ہین شعلہ فشان داغ جنون سر پہ جو میرے ... ہے مثل تنور اب مرے دستار میں سوزش

ناسخ جدا جب سے ہوا مہر وشون سے
ہوتی ہے تب غمسے تن زار میں سوزش

بات پھیری دل پہ ہو تیرے کہیں ای یار نقش ... روز یا رب روح کے لکھتا ہون میں دو چار نقش

نقش آب اب ہو تعویذ اور افسون کا اثر ... اونکو دہو دہو کر پلاے ہمنے سو سو بار نقش

مٹ نہیں سکتا کسی صورت سے یہ نقشہ ہوا ... دل میں ہے نقش حجر الفت کا ای دلدار نقش

پایہ پیدا عناصر گر کبھی تاثیر سے ... روز پھر وصل دلبر لکھتے تھے ہم چار نقش

تیز رفتار دو پایہ سے بھی تیری چال ہے ... کیون نہو [illegible] پھر سکے دل میں نقش پا کا یار نقش

نقش لب دیکھا اس قلب عقیق صاف پر
گر نہ دیکھا ہو ٹھہرتے آب پر ہر سنہار نقش

ہو گئے شکل سلیمان تابع اپنے جن و انس
نام ہے تیرا نگین دل پہ جو ہی یار نقش

جذبۂ الفت کی ہان تاثیر کا مشتاق ہون
حاجت تعویذ کسکو کسکو ہے درکار نقش

ہے اثر وہ ہین کہ بس جھکو ملایا خاک مین +
دفن گورون مین کئے جو سب لکھے کتنے بار نقش

جذب الفت اوسکو یا تنک کھینچکر لائے تو لائے
ورنہ اوس پر ہے اثر تعویذ ہین بیکار نقش

یار کی تصویر اگر نساخ دیکھے ای ظفر
ہووے یون حیرت زدہ جیسے سر دیوار نقش

ان دنون جھکو ہے اوس مہر منور کی تلاش
کبک کو کیونکر نہ ہووے ماہ انور کی تلاش

طالب دنیا کو سیم و زر کی ہووے جستجو
عورتون کو بیشتر ہوتی ہے زیور کی تلاش

بوسۂ لعل شکر خاے بتان کی ہے ہوس
مور کو رہتی ہے اکثر شہد و شکر کی تلاش

کام ہے عشاق کو تیری نگاہ مست سے
میکشون کو ہو شراب روح پرور کی تلاش

فلک کو چوگان کو رہتی ہے مدام اے شہسوار
ہے ترے فتراک کو نساخ کے سر کی تلاش

ہمیشہ چپ ہی رہے جو ہو صاحب جوہر
زبان تیغ کو دیکھا ہے بیشتر خاموش

ہو جائیگا دم بند ابھی تیغ زنون کا
دیکھین اگر اوس ترک کی تلوار کی بندش

پھندے سے ترے کر کے اقتد بچا ہے
پر پیچ سے ہے زیادہ تری دستار کی بندش

ابروے پر خمش کمان کشش
تیر مژگان نگہ سنان کشش

رشک مجنون و غیرت فرہاد
عاشق زار یک جہان کشش

گاہ در چشم شکل انسانے
گہ بدل مثل جان نہان کشش

پر کہ می بینمش ز گوہر تر
صد نے ہست یا نہان کشش

حال نساخ خود چہ می پرسی
مشغلہ نالہ و فغان کشش

ردیف صاد سعفص

کر رہا ہے وہ بت خورشید رو خودکام رقص
کیوں نہ محفل کو نچائے چرخ مینا فام رقص

شیخ مسجد میں ہے رقصاں تو برہمن دیر میں
میکدہ میں کر رہا ہے ہاں رند نے آشام رقص

رقص بسمل پھر ہزاروں بلبلیں کرنے لگیں
صحن گلشن میں کرے جو وہ بت گلفام رقص

دل ہوا اوس طفل نادان کے لگیں پر نثار
مرغ بسمل کے تڑپنے کا رکھا ہے نام رقص

کیوں نہ نچیا ہیں گل قالین گل مہتاب آج
بزم میں کرتا ہے وہ محبوب سیم اندام رقص

رقص جاناں کے تصور میں جو صحرا کو چلا
ہو گیا اے بگولی گردوں مرا ہر گام رقص

جان جان بیتابی دل کا اگر پھیلے اثر
بس ابھی کرنے لگیں دیوار و سقف و بام رقص

تو ہے وہ صیاد تجھکو دیکھکر صوفی کی طرح
یہ تڑپتے کب ہیں کرتے ہیں اسیر دام رقص

آسمان پر کون ہے کوکب کی شادی کی ہے دہوم
کرتے ہیں سیارہ گردوں جو صبح و شام رقص

دست بر دو بزم کرتا ہے اوٹھاتا ہی جو ہاتھ
لوٹے اہل بزم کا دل ای بت خودکام رقص

کم کہاں سور قیامت سے ہے گھنگرو کی صدا
خفتگان خاک کو کرتا ہے بے آرام رقص

ہاتھ اوٹھا ہمیں جو ہوتا ہے بغلگیری کا شک
وصل کا دیتا ہے اب نساخ کو پیغام رقص

کیوں کرے بیتاب ہو کے یہ دل ناکام رقص
مرغ بسمل کا نہیں ہے قابل انعام رقص

کار ذلت کب شریفوں کو گوارا ہو سکے ہے
بزم دنیا میں کریں اشخاص نافرجام رقص

ہر مکان خاص میں لازم ہے چیز خاص ہی
محفل میخوار میں کرتا ہے مینا کا جام رقص

سنگدل سے عیش کیا حاصل ہو بزم دہر میں
اے برہمن بتکدے میں کب کریں اصنام رقص

کار ذلت کے رہیں پابند جو بیچارہ ہیں
روز و شب کرتے رہیں افلاک مینا فام رقص

یاد حق میں بھی ہے بیتابی دل پر شور کو
طائر قبلہ نما کرتا ہے صبح و شام رقص

کار ذلت کب ذلیلوں سے چھٹے گر ہو عروج
دور سے زہرہ کا ہے افلاک پر بھی کام رقص

صاف تیا نساخ کا دل خود بخود بیتاب ہے

میکند خواست آتش را زبان در کام رقص

قلقل شیشہ ہے گھنگرو کی صدا ای ناسخ
جام ہے محفل رندان مین بجای رقاص

ردیف ضاد ضطغ

غنچے سے مدعا ہے نہ تلوار سے غرض
مجھکو ہے چشم و ابروے خونخوار سے غرض

رکھتا نہین ہون مین خط رخسار سے غرض
باغ جہان مین ہے گل بیخار سے غرض

ہے یہ اثر تصور چشمان مست کا
ساقی سے کام ہے نہ تو خمار سے غرض

دل ہی ہمارے پہلو مین سینے مین داغ ہین
بلبل سے کام ہے نہ تو گلزار سے غرض

ہے نظر سے مردم چشم بتان کا دور
مجھکو نہین ہے اختر سیار سے غرض

مجنون و کوہکن کی طرح مجھکو ای صنم
مطلب ہے وحشت سے نہ تو کہسار سے غرض

اوس حسن خانگی کے تصور مین کیا عجب
آنکھون کو ہووے روزن دیوار سے غرض

مطلب نہین ہے گردش لیل و نہار سے
دل کو ہے پھیر سے زلف و رخ یار سے غرض

وحشت جنون مین جو سر دیا جاتے ہین ہم
کچھ کفش سے ہے کام نہ دستار سے غرض

فریاد و درد و نالہ و افغان و شور و آہ
ہجران مین ہے مجھے انہین دو چار سے غرض

دوزخ کا غم ہے اور نہ جنت کی کچھ خوشی
ناسخ کو ہے یار کے دیدار سے غرض

ہے دل وارفتہ عاشق کو دلبر سے غرض
گل سے بلبل کو ہے قمری کو صنوبر سے غرض

سبزۂ خط کیون نہو لعل لب شیرین کو گرد
ہوتی ہے ای جان جان طوطی کو شکر سے غرض

کام کیا ہے گلشن عالم مین گل کو خار سے
یار کو کب ہو ہمارے جسم لاغر سے غرض

طفل اشک آنکھ مین لخت دل لیے پھر لیے
پھر دیوانہ رہے لڑکون کو پتھر سے غرض

کام ہے مجھکو خیال چشم مست یار سے
مست کو رہتی ہے اکثر جام و ساغر سے غرض

شیخ کو ناسخ جام می سے کچھ مطلب نہین
کب رہے خفاش کو خورشید انور سے غرض

اے پریرو ترا دیوانہ ہے سلطان جہان
یہ نہین خال رخ شعلہ فشان پر اوسکے
جسکا دل صاف ہے پر خون نہوا ای بحر جمال
ہدف تیر قضا چرخ کہن ہوتا ہے

داغ سودا کا رہے سر پہ ہی افسر کی عوض
داغ پیدا ہوے آتش مین سمندر کی عوض
لعل پیدا نہوا سیپ مین گوہر کی عوض
اہل دنیا پہ ہے یہ آہ شرر بار کا فیض

کور وہ چشم ہے جو اوسکو نہ دیکھو نساخ
عام ہے صورت مہ نور رخ یار کا فیض

ردیف طا

اوڑا ہے اور حسن سبز خوبان کو بہار خط
مکدر حسن کے آئینہ کو کر دے غبار خط
زبس اے نامہ بر رہتا ہے مجھکو انتظار خط
اوڑا حسن جوانی عشق سے عاشق نے منہ موڑا
نہ پہنچے جلد گر لیکر خط دلدار نامہ بر
خدا محفوظ رکھے باد صرصر سے گلستان کو
گذر زنگ کدورت کا نہوویگا کسی صورت
شکایت جو خیال دیدۂ قتان کی لکھی ہے
خط اوس محبوب گلرخسار نے ایدل جو منڈوایا
بہار حسن پر تیرے خزان کی آمد آمد ہے
بھرے زخم دل مجروح ای جراح دم بھر مین
زبس ورد گرانبار ہی غم کا حال لکھتا ہون
تصور روز و شب ہے آمد خط زر افشان کا
خط دلدار کی جو آمد آمد کا تصور ہے

ہو سرمہ آئینہ رویون کی آنکھو نکا غبار خط
خزان کر دے بہار عارض رنگین کو غبار خط
کھٹکتے ہین مری آنکھون مین خار خار خط
خزان سے گلشن عارض کو کیا کم ہے بہار خط
سفید آنکھون کو کر دے مثل کاغذ انتظار خط
نہووے روی رنگین بتان پر اختیار خط
کریگا صاف اوس آئینۂ رخ کو غبار خط
ہوا ہے آہوے چشم جنون زا بھی شکار خط
تو پہنچی حسن نے حجام کے ہاتھون بہار خط
گل عارض کی پہلو کو دبا لیوے گا خار خط
ہوی ہے مرہم زنگار یا و سبزہ زار خط
یقین ہوتا ہے قاصد سے نہین دیکھیگا بار خط
مری آنکھون کو رکھتا ہے منور انتظار خط
کرے گا ٹکڑے ٹکڑے دلکو ہے خار خار خط

کیا ہے دیدۂ نساخ مثل توتیا روشن

نسازم نقد دین و دل چرا صاحب نثار خط

کسطرح کرون ہجر مین مین آہ و فغان ضبط
ممکن کسی صورت نہین اے جان جہان ضبط

کی دل مین جگہہ جو سے کافر کے نگہہ نے
انگریز کی سرکار مین ہے دلکا مکان ضبط

ہر غنچۂ گل بلبل گریان پہ ہے خندان
لڑکون سے ہنسی ہوتی ہے ایجان کہان ضبط

ہر ایک نفس بن گیا شعلہ کا زبانہ
آہون کو جو کرتا ہے ترا سوختہ جان ضبط

آجاے گا خود لب پہ مرے راز محبت
حق یہ ہے کہ ہے صورت منصور کہان ضبط

پروانہ جو کہتا نہین حال دل سوزان
سیکھا ہے مگر شمع سے ای سوختہ جان ضبط

اب عاشق و معشوق نے دیکھا اثر عشق
بیتابی دل ہوتی ہے یان ضبط نہ دہان ضبط

نساخ کی سن تاکہ نہون خندہ زنان غیر
گریہ کو تو کر اپنے ظفر وقت بیان ضبط

حالت دیدہ و جدائی کی سبب
کیا عجب ہووے پر شراب خط

دیدۂ تر کا لکھا ہے اپنے حال
کیون نہووے دامن سیلاب خط

دیدۂ عاشق منور ہو کہین
جلد بھیج اے مہر عالمتاب خط

دیکھین تمہارے دیدۂ ناوک فگن اگر
راہ خطا و چین کو کرین گو ہرن غلط

دیکھا ہے جب سے مصحف رخسار یار کو
کرتا ہے راہ دیر ہر اک برہمن غلط

مرنے کے بعد بھی کہین ہٹتا ہے ارتباط
ہے اعتماد دوستی جان و تن غلط

عوض دم گھٹتے ہین وہن تنگ یار کو
نساخ آپ کا ہے یقینا یہ ظن غلط

ہے شکایت بوسے پہ تکرار کے
کھول کر پڑھتا ہون سو سو بار خط

ہین جو شوق وصل کا مضمون لکھون
قاصدا ہو کھولنا دشوار خط

ردیف ظای معجمہ

ہو تیری تیغ کو کیا خون آشنا کا لحاظ
نہووے تجھکو ستمگر اگر حیا کا لحاظ

فراق مین سر بازار نالے کرتا ہون
خیال غیر کا مجھکو نہ آشنا کا لحاظ

ہماری دلشکنی سے نہین تجھکو خوف
کہ کافرون کو نہین خانۂ خدا کا لحاظ

کسی کو آنکھ اوٹھا کر نہ اک نظر دیکھا
رہا جو بد نظری چشم پر حیا کا لحاظ

نہ تجھے سامنے میرے رقیب سے باتین
کہ آشنا کو مناسب ہے آشنا کا لحاظ

مین تیرے کوچے مین جاتا ہون [illegible] یار
زمین پہ ہے نہ نظر تیرے نقش پا کا لحاظ

نہ سینے پر سے دوپٹا کسی طرح سرکا
اوٹھا نہ وصل مین بھی یار دلربا کا لحاظ

ہے میرے سامنے گر ہم نظارہ دشمن سے
اوٹھا اب ایسا نہ ہی چشم پر حیا کا لحاظ

چلے نہ سوے زمین کر کے سر فلک کبھی
نہ ہووے پھر کہو کیونکر تیرے نقش پا کا لحاظ

تو مجھکو گالیان دیتا ہے جیب مین سنتا ہون
تجھے جفا کا لحاظ اور مجھے وفا کا لحاظ

ڈرے نہ زلف سے نساخ کیون اہل نظر
یہ وہ بلا ہے بلا کو ہے اس بلا کا لحاظ

گل سے مملو وصف عارض مین ہے ہر دامان لفظ
دانتون کی تعریف مین ہے در سے بھر عمان لفظ

یہ اثر پھیلا ہے وصف عارض پرنور کا
شمع معنی سے ہے روشن ماہر ایوان لفظ

اے خضر شعرون مین مضمون لب جان بخش سے
ہے بھرا آب بقا سے چشمۂ حیوان لفظ

سینے لکھا ہے جو عشق حسن بازاریکا حال
مصر دیوان مین بھری ہین یوسف کنعان لفظ

ہجر مین لکھتا ہون حال سوز دل [illegible]
کیا عجب ہوجائے ٹھنڈا سینۂ سوزان لفظ

جان جان تیری نزاکت کا جو کرتا ہون بیان
معنے نازک سے اشعار مین ہے جان لفظ

سینے جو موزون کئے وصف زنخدان صفا
گوہر معنی سے مملو ہو گیا دامان لفظ

جان پر خون سے نکل جائیگا گر مضمون کا ہون
لعل معنی سے ابھی ہو جائے خالی کان لفظ

ای عزیزو وصف روے رشک یوسف کے سبب
سے روشن ہوا ہے قیدی زندان لفظ

وصف جو اوس ماہرو کی روی روشن کا لکھون
چاک مانند کتان ہووے ابھی دامان لفظ

مثل صائب تو طرزن ہووے اگر نساخ تو
گوہر معنے توانی یافت از عمان لفظ

روے روشن نے جلا مارا ہے عشاق کو | پھونک دیتی ہے پتنگون کو یہ ہے تاثیر شمع
تیز ہے جسکی زبان خاموش رہتا ہے مدام | بزم عالم مین مہو وے گوش زد تقریر شمع

ردیف غین ضظغ

یاد روے یار مین ہین داغہاے تن چراغ | خانۂ مرقد مین بعد مرگ ہے روشن چراغ
داغ سوزان کا جو اوسے گاڑ دو کرون روشن چراغ | ہو سیہ رو بزم مین مثل گل سوسن چراغ
شمع کی حاجت نہین آئیگا وہ خورشید رو | اوسکے نقش پا سے ہوگا گور پر روشن چراغ
یاد روے یار مین نکلا تو آنکھون مین میرے | دیدۂ غول بیابان ہوگیا روشن چراغ
حلقۂ کاکل مین یاد آیا رخ تابان یار | بن گئے ہین خانۂ دل کے مرے روزن چراغ
آتش افروزی کرے گلشن مین جب وہ مہروش | ہون پتنگے عندلیبین اور گل گلشن چراغ
نزع مین بھی داغ سوزان کو نہ پوشیدہ کرون | مین سمجھتا ہی نہین ہرگز دم خفتن چراغ
رونگٹون پہ ہے پیرہن پروانہ کا مجھکو گمان | داغہاے تن سے ہین یان زیر پیراہن چراغ
کشتہ ہے اوسکے طلائی رنگ کا یہ خاکسار | روغن اکسیر سے ہو گور پر روشن چراغ
داغ سوزان سے ہوا اپنا خانۂ دل جلکے خاک | برق کے بدلے جلائیگا مرا خرمن چراغ
شہسوار شمع رو کہہ ہے جو شبخون کا خیال | ہو فروغ عکس تن سے حلقۂ جوشن چراغ
پڑ گیا ہے عکس کیا اوس عارض پرنور کا | بحر مین گرداب ہر اک ہوگیا روشن چراغ

بزم مین خورشید رو تیکی ہی قسمت حزین
خون پروانہ سے ہو وہی لعل کا معدن چراغ

داغ دل کا ہو بغیر از اشک کب روشن چراغ | بزم عالم مین نہین جلتا ہے بے روغن چراغ
روے تابان شمع ہے قصر بلند یار مین | خانۂ افلاک مین ہے مہر کا روشن چراغ
تیرہ دل کو پیش روشندل نہین ہوتا فروغ | مہر کے آگے نہو وے ماہ کا روشن چراغ
اشک چشم تر سے ہے باعث فروغ داغ کا | تیل گھٹ جاتا ہے جب ہوتا ہے گل روشن چراغ
فیض مردہ وسے دنیا مین پہونچتا ہے کسے | آتش خاموش سے ہوتا نہین روشن چراغ

روے روشن کو کرین عاشق سے کیا پنہان نقاب
شمع و چھپتا نہین ہرگز تہ دامن چراغ

درد عاشق کا نہو صدمہ سبب کیسے معشوق کو
مرگ پر پروانے کے کرتا نہین شیون چراغ

روے روشن نے جلاکر خاک کر ڈالا مجھے
جان پر پروانہ کا ہے ای شمع رو دشمن چراغ

عاشق دل سوختہ بے جان سے فریاد وی
نالہ و افغان نہین کرتا دم مردن چراغ

جہ مین عالی منزلت ہے غرور بیجا اونکو فروغ
مہر و مہ کا چرخ پر جلتا ہے بے روغن چراغ

تنگدل کو کب ہوا ناسخ دنیا مین فروغ
کب کرے روشن جہان مین خانہ مدفن چراغ

ہے وہ اپنے سینہ سوزان مین داغ
بلبل گل جس سے ہون بستان مین داغ

اب نہین کچھ حاجت شمع و چراغ
بس ہے مجھکو کلبہ احزان مین داغ

اپنی طاعت پر جو تو مغرور ہے
لگ گیا زاہد ترے ایمان مین داغ

تیرے فرقت مین ہے اے ماہ تمام
دل کے بدلے سینہ سوزان مین داغ

چرخ پر کب جلوہ گر ہین مہر و ماہ
پڑ گئے ہین گنبد گردان مین داغ

لکھی ہے تعریف جو اوس ماہ کے
پڑ گئے ناسخ کے دیوان مین داغ

اپنے داغ دل کا روشن کر کرون ای گل چراغ
خانہ زنجیر مین ہون حلقہای غل چراغ

فندق پاے حنائی کی عجب تابش رہی ہے
کفش کا تیرے ہے ای خورشید رو ہر گل چراغ

پڑ گیا ہے عکس جو اوسکے رخ پرنور کا
میکدے مین ہے کف ساقی پہ جام مل چراغ

دل ہمارا بن گیا پروانہ سوز و گداز
روے روشن سے ہوا جو حلقہ کاکل چراغ

اوس گل پرنور کو دیکھا ہے شاید باغ مین
روشنی مین ہو گیا ہے دیدہ بلبل چراغ

غم شب تاریک ہجران مین نہین ناسخ کو ہے
شمع رو ہاتھون سے اوسکے ہو گئے ہین گل چراغ

پائے جو زلف مہروشان کا سراغ داغ
کیون عرش پر چڑھائے نہ اپنا دماغ داغ

ہے جس سے شعلہ رخ آتش فشان کی یاد
جلتے ہین روز و شب مرے مثل ایاغ داغ

ہے منہ پہ تیرے بتلا جو رُسے پہ تیرے ہی فدا ای ماہرو صبح و مسا ایک اسطرف ایک اوسطرف

تسناخ کو اب دیکھکر رخ پر ترے کیون سیمبر
بل کرتی ہے زلف دوتا ایک اسطرف ایک اوسطرف

ہو رنج ہاہرمن پروردون سے بھی انسان کو کہ موتیون کے لیے توڑین استخوان صدف
جو گوشہ گیر ہے لسانی سے اوسے کیا کام ہوئی ہے قابل گفتار کب زبان صدف
نہین ہے چشم مری اشک صاف سے خالی بھرا ہے گوہر شہوار سے دہان صدف
خالی نہین ہے حسن سے شام فراق بھی آنکھون مین اپنے ظلمت بیت الحزن ہے زلف
عنبر خط صنم ہے ہر اک خال غالیہ آنکھین ہرن ہین نافہ مشک ختن ہے زلف
نازک ہے اس قدر کہ بچکتی ہے بار بار اونکی کمر سے اوٹھ نہین سکتا ہے بار زلف
بڑھا یار تبہ ان آنکھون کا اشک صافی سے جہان مین گوہر تر سے ہے آبروی صدف

ردیف قاف قرشت

ہو گیا جب سے مبتلائے فراق ظلم اوٹھائے سہے جفای فراق
دیکھئے کچھ نہین سوائے فراق اپنی آنکھین نہین سوائے فراق
وصل ہووے نصیب جای فراق کہین ٹل جائے یہ بلائے فراق
مجھسے یکدم جدا نہین ہوتا مین ہوا قائل وفائے فراق
بیکسی مین نہین کوئی غمخوار جز غم و درد جان گزائے فراق
کیجیے اب بیان کس کس کا لاکھ صدمے سہے سوای فراق
پڑ جائے گی صورت گناہ دل عاشق کو آسیاے فراق
زندگی ہو دوبارہ پاؤن جان اگر آتے قضا بجاے فراق
آہ و افغان و شور و نالہ و زار چار چیزین ہین مقتضاے فراق

حرف سارے ہون شعر مین مقطوع
کرین موزون جو ماجراے فراق

ہے طفیل روئے انور دھوپ سونیکا ورق
ورنہ بن سکتی ہے کیونکر دھوپ سونے کا ورق

اس قدر تاثیر سیلی میرے رنگ زرد کی
ہوگئی ہے صاف زرگر دھوپ سونیکا ورق

دیکھ بے تیرے سنہری رنگ کو گر آفتاب
مہروش ہووے سفر دھوپ سونیکا ورق

پہر تو داغ دل عاشق بھی وہ اکسیر ہے
ہوا بھی ای کیمیا گر دھوپ سونیکا ورق

اس قدر تیرے سنہری رنگ نے چمکا دیا
ہوگئی اسے مہر انور دھوپ سونیکا ورق

تیرے روے صاف سے ہے میرے رنگ زرد سے
چاندنی چاندی کا پتر دھوپ سونیکا ورق

ہے اوسی کی شاعری فصاحت آب و تاب کی
باندہ لیوے جو سخن ور دھوپ سونیکا ورق

یہہ غزل دو قافیتین ہے

ہے جسم مرا اسے گل رعنا شجر عشق
انگور ہر اک زخم کا گویا ثمر عشق

بے پردہ مری نعش کے ہمراہ وہ ہونگے
دکھلائیگا اک روز تماشا ہنر عشق

کان اوسکے بہرے ہین مری جانب سے عدو نے
سنتا نہین وہ یار دلارا خبر عشق

نظرون سے گرا خوار ہوا چشم جہان مین
جسپر کہ پڑے اے دل شیدا نظر عشق

پہلو و دل و سینہ کیا خاک جلا کر
ہے نار جہنم سے زیادہ شرر عشق

لب خشک ہین تر آنکہین ہین اور زرد ہی چہرہ
صورت سے مری صاف ہے پیدا اثر عشق

ہے خشک جو ہجران مین نہال قد ناسخ
پہونچائیگا اک دن اوسے صدما تبر عشق

کرتا رہا تصور قاتل شب فراق
تڑپا کیا مرا دل بسمل شب فراق

افلاک پر ستارے ہوت مانند آبلہ
آنکھون مین داغ ہوگا کامل شب فراق

مرگ سے راضی ہوا انسان کبھی
کب گوارا ہووے دلبر کا فراق

ردیف کاف کلمن

نہ آیا مرقد عاشق پہ وہ سرو رواں ابتک
نہ نکلا کچھ بھی تیرے ہاتھ سے کام آسماں ابتک

کسی کے لعل میگوں کے لیے تھے وصف کیا شب کو
ٹپکتا ہے جو نوک کلک سے لعل رواں ابتک

گرہ

اوڑائی خاک بھی گاؤ زمین سے ثور تک لیکن
بنایا کوچۂ محبوب کا دل نے نشاں ابتک

مسی مالیدہ لب تیرے جو چوسے وصل کی شب کو
مزا ہے شربت نیلوفری کا منہ میں یہاں ابتک

چھٹے ہیں گو قرار و صبر تیرے عشق میں کب کے
ڈٹے ہمدم ہیں میرے نالہ و آہ و فغاں ابتک

نہیں واقف ترے اسرار سے کیا شان تیری ہے
پری و حور و غلمان و فرشتہ انس و جان ابتک

نہ آتے تم تو کہئے اے میری جان کوچ کر جاتے
دل و دین عقل و ہوش و خواب و خور تاب و تواں ابتک

دل ہمارا بھی ہے اگر نازک
خوی جانان ہی بیشتر نازک

رشتۂ عمر سے سوا ناسخ
ہے مرے یار کی کمر نازک

ردیف کاف فارسی

تری مژہ سے جو رکھتی ہے دلمیں ڈر رگ سنگ
نہاں ہے سنگ میں اے شوخ فتنہ گر رگ سنگ

کروں گا کوہ میں جا کر جو آہ شعلہ فشاں
شعاع مہر سے چمکے گی بیشتر رگ سنگ

برابری مری آہوں سے کر سکے گی کہاں
ہزار رنگ نکالے اگر شرر رگ سنگ

رہا سحاب میں بھی گر اپنے سوز دل کا اثر
زبان شمع صفت جل بجھے گی ہر رگ سنگ

نشاں ہیں بت چینی کی جو کمر سے ہے
کہیں گے بال کو شیشہ کے شیشہ گر رگ سنگ

ہزار دل توڑے ہیں تلواریں سخت جانی میں
رگ جگر سے مری ہوگی سخت تر رگ سنگ

خیال ہے صنم سنگدل کے آنے کا
ہے انتظار میں ہر رشتۂ نظر رگ سنگ

جو جسم آپ کی سختی و سرد مہری ہے
رگ بدن ہے بہت غیرت قمر رگ سنگ

زمیں گلو سے بت سنگدل سے ہے چسپاں
عجب نہیں کہ بنے رشتۂ گہر رگ سنگ

حنائی پاؤں جو سنگ مزار پر وہ رکھے
تو ہو برنگ رگ لعل جلوہ گر رگ سنگ

خیال آمد و رفت بتاں ہے آٹھ پہر
بنیں گے تار نظر اپنے سر بسر رگ سنگ

اوڑتے ہوے سوے دیوار جاتے ہین پتھر
بنی ہے فصل بہاران مین مثل پر رگ سنگ

کسی صنم کی کمر سے ہوئی ہے شرمندہ
نہان جو رہتی ہے نظرون سے بیشتر رگ سنگ

ہوا ہے عشق بت سنگدل مین جو ناسخ
بنے ہین تار کفن اوسکے جسم پر رگ سنگ

خیال زلف بتان مین ہو بارگر رگ سنگ
وبال لائیگی مرقد مین جان پر رگ سنگ

بتون کے نشتر مژگان کو دیکھے گر رگ سنگ
تڑپ کے سنگ سے نکلیگی سر بسر رگ سنگ

وہ گلبدن جو رکھے پاؤن سنگ مدفن پر
تو نرم ہو رگ گل سے زیادہ تر رگ سنگ

خیال جو بت سیمین کا سنکو سوتے مین آئے
ان آنکھون کو ہو رگ خواب تا سحر رگ سنگ

نہان ہے چشم گمان سے ہوا اسقدر باریک
تری ہے کیا صنم سنگدل کمر رگ سنگ

یہہ شوق دید ہے پتھر آگئین مری آنکھین
عجب نہین کہ بنے رشتہ نظر رگ سنگ

اثر کرے نہ کبھی منطقی کی تیغ زبان
بندھی ہے ایسی صفائی سے آب پر رگ سنگ

یہہ جوش ماتم فرہاد ہے جدای شیرین
عجب نہین ہے رگ ابر ہو اگر رگ سنگ

مدام رہتے ہین عالم مین تنگ سنگین دل
ہے روز و شب یہی دورہ زبان پر رگ سنگ

نہین ہے سختی تنگی دہر سے ایمن
ہوئی ہے گوشہ گزین سنگ مین اگر رگ سنگ

نہین ہے سخت دلون کو زبان تیز سے کام
جہان مین رکھتی ہے کب خوف نیشتر رگ سنگ

بتون کے دل مین کریگی ہمارے آہ بھی گھر
کہ کوہسار مین ہے مسکن شرر رگ سنگ

بتون کے ظلم سے کیا خوف گوشہ گیرون کو
ہے اوسکے نشتر مژگان سے بیخطر رگ سنگ

دلون مین سنگدلون کے ہو جای روشندل
شرر کو دیتی ہے اپنی بغل مین گھر رگ سنگ

ہے خامہ دو زبان رشک تیشۂ فرہاد
زمین سخت یہہ ناسخ ہے اگر رگ سنگ

پھونکدی ہے یاد رخ نے داغہای سینہ مین آگ
لگ گئی افسوس کیا پھولے پھلے گلشن مین آگ

ہے مسی مالیدہ لب پر پنجہ رنگین کا عکس
شاخ مرجان سے لگی ہے تختہ سوسن مین آگ

چشم پرخون کو تصور کب ہے لعل یار کا
آتش گویا نے پھونکی لعل کے معدن مین آگ

دیدۂ پرنم کو اوس گلگون قبا کا ہے خیال
لگ گئی ہے مردم آبی کے بھی مسکن مین آگ

نقش ہے دلمین تمھارے الفت نساخ کا
ہو شرارہ سنگ مین اب شعلہ زن آہن مین آگ

ردیف لام کلمن

مبتلا ہجران مین ہو کر بڑھ گئے غمہای دل
حیف دل افسوس دل وا حسرتا دل ہای دل

کام ہے کیکی کا کرتی ہے یاد قد
کیا رہے ناسفتہ ای جان گوہر یکتاے دل

کیا غرض ہے سیر دشت و کوہ سے ای گلعذار
ہے خیال روے رنگین لالۂ صحراے دل

لڑکھڑی جو آنکھ اوس مست شراب حسن سے
ہے شراب عشق سے مملو مرا مینای دل

شرم سے موسی چھپا رکھین ید بیضا نکیون
داغ ہے خورشید سے روشن بغلین جاے دل

قیس کا تو ذکر کیا ہے خضر کا جی چھوٹ جاے
ہے یہ وحشت زا مرا صحرای وحشت زای دل

شعلہ رو بت جب کرے عاشق سے ٹھٹھے گرمیان
آنکھون کے رستے سے پانی ہو کے بہ جاے دل

جلوہ فرما ہے خیال اوس غیرت خورشید کا
کیا تعجب کا محل ہے آسمان بن جاے دل

مثل جسم و سایہ تجھسے میرے دلکو ربط ہے
تو جہان جائے پرے ساتھہ تیرے جای دل

عشق کی صیقل سے جب گرد کدورت سے ہو صاف
آئینہ خانہ کا جلوہ یار کو دکھلاے دل

جب کرے غیرون سے گرمی بزم مین ای شمع رو
صورت پروانہ نار رشک سے جلجای دل

جل بجھے مہر قیامت حشر کے دن ماہرو
داغہاے آتشین اپنے اگر دکھلاے دل

ہجر کی شب سینہ میران مین اسے ابرو کمان
ہو ترازو ناوک آہ فلک پیماے دل

ہے پے مہر پر جو آگیا دل
ہوا ہے مورد جور و جفا دل

چمن مین نغمہ پیرا ہے مرا دل
نہین اے رشک گل شور عنادل

جو اوس دلبر سے ہوویگا جدا دل
کرے گا نالہ و آہ و بکا دل

نظر سے یار کے جو گر گیا دل
بھلا کسکی نظر مین پھر چڑھا دل

گرفتار اوسکو ہاتھوں ہاتھ کر لو — چرا کر لے گیا وہ دزد دل
نہیں کھلتا ہے کچھ ای یار جانی — ہمیں آنکھیں دشمنان جان ہیں یا دل
منہ اوسکا جانب دیر بتان ہے — بنا ہے طائر قبلہ نما دل
نہیں ہے مرغ آتشخوار سے کم — ہوا ہے شعلہ رویوں پر فدا دل
خیال زلف و رخسار بتان میں — ہے گرم نالہ ہر صبح و مسا دل
ہوئے بندش سے میری حسب مضمون — رعایا کو رکھے خوش شاہ عادل

ہے عجز میں قول خسرو درد نساخ
کجا ماہ و کجا جان و کجا دل

سرشک دیدۂ پرخون سے ہی شراب خجل — ای مہکش دل بریاں سے ہے کباب خجل
خجل ہے ساقی آتش لباس سے مریخ — ہے ساغر گلگوں سے آفتاب خجل
ستارہ خال کف دست سے ہی شرمندہ — ہے پای صاف سے رخسار ماہتاب خجل
ای شہسوار ترا نور ہے جسم میں ایسا — ہماری آنکھوں سے ہے دیدۂ رکاب خجل
رخ و جبین و کف دست و پای روشن سے — ہے ماہ و زہرہ و برجیس و آفتاب خجل

خجل ہوئے دل بیتاب سے ہے جو برق تپان
ہے چشم پرنم نساخ سے سحاب خجل

زرد چشم یار نے پنہان جو دیکھو لے لیا — دست بر سر رہ گئی حیرت سے جاسوس خیال

گردش لیل و نہار چرخ سے روشن ہے صاف
ہے یہ قندیل فلک نساخ فانوس خیال

چونک اٹھیں مری سن لیں اگر نالہ ہای دل — کم نفخ صور سے نہیں شور بکا ہے دل
چشم سیاہ نے مجھے سرمہ کھلا دیا — لاؤں زبان پہ وصل میں کیا مدعای دل
سمجھیں ہوں وصل کی یارب کہیں نصیب — آٹھوں پہر فراق میں ہے یہ دعای دل
رکھتا ہے پاؤں کوچۂ الفت میں دیکھیے — ایسا نہ ہو کہ ہاتھ سے جان کو گنوای دل

جب پیچ عشق میں پڑے نساخ کھل گیا

کوئی نہیں ہے جان کا دشمن سوائے دل

حوصلہ ہووے نہ کم ظرف کو اصلا حاصل ‏— ظرف کم کر نہیں سکتا کبھی شیشا حاصل

نگہ شوخ نہ مردے کو جلائے ہرگز ‏— کب نرگسی کو ہوا اعجاز مسیحا حاصل

بحر دنیا میں تنک ظرف ہو دریا دل ‏— ہو وسے تالاب کو کب وسعت دریا حاصل

مثل نساخ نہ ہووے کبھی حاسد کو فروغ ‏— سامری کر نہیں سکتا ید بیضا حاصل

قال کو گوشۂ ابرو کے نہ چوم اے نساخ ‏— جسکی موت آئی ہے کھاتا ہے وہ تلوار کے پھل

ای ز خیال عارضت دارم گلستان در بغل ‏— وز یاد زلف پر خمت صد سنبلستان در بغل

گر بشنود یک نغمۂ کلک نساخ مرا ‏— منقار خود سازد نہان مرغ خوش الحان در بغل

ہر تار گیسوی ترا تاتار چین زیر نگین ‏— یاقوت لبہای ترا کوہ بدخشان در بغل

سعدی بیا اینک ببین کز پارہ ہای سخت دل ‏— ہر لخت اشک لالہ گون دارد گلستان در بغل

رخسار پر نور ترا صبح وطن در آستین ‏— چشم سیہ مست ترا شام غریبان در بغل

نساخ در توصیف آن رشک گل باغ جنان ‏— ہر شعر را باشد نہان فردوس رضوان در بغل

ردیف میم کلمن

عمر بھر تک وہ رہا نساخ زیر بار غم ‏— پڑ گیا اکبار جب پر سایۂ دیوار غم

بہتر اس جینے سے ہو موت اے دل بیمار غم ‏— آفت جان حزین ہے صدمۂ آزار غم

اے گل گلزار خوبی حالت ہجران نہ پوچھ ‏— نیشتر سے بھی رگ جانکو سوا ہیں خار غم

ہجر جانان میں کنارہ کش ہیں مجھ سے خویش و خواص ‏— غم ہوا غمخوار میرا میں ہوا غمخوار غم

کھاتے ہیں اے رشک یوسف غم ترے عاشق مدام ‏— گرم رہتا ہے نہایت اندنوں بازار غم

گیسوئے پر پیچ کا ہجران میں بندھتا ہے خیال ‏— لپٹی رہتی ہے مری گردن میں ہر دم مار غم

اے طبیبو یہ نہیں ممکن کہ ہو میرا علاج ‏— حضرت عیسی سے بھی اچھا نہو بیمار غم

روی شادی خاک آئے میری آنکھوں کو نظر
پیش چشم خونفشان حائل ہوئی دیوار غم

خال رخسار پری رویان کا رہتا ہے خیال
کہائیگا اک دن مجھے زنگی آدم خوار غم

تیرگی آنکھوں مین چھا جاتی ہے ای خورشید رو
ہے شب دیجور سے بھی بڑھکے روز تار غم

چار دیوار عناصر کا مجھے رہتا ہے خوف
موج زن جس وقت ہوتا ہے یم زخار غم

کاٹ ڈے پیر کو میرے کوئی کردے خبر
اوٹھ نہین سکتا ہے نساخ حزین سے بار غم

درگہ عالیجناب عشق مین جانا جو ہو
باندھلے نساخ اپنے سر پہ تو دستار غم

ہے مجھے خال سے اور زلف سیہ فام سے کام
نہ غرض دانہ سے رکھتے ہین نہ کچھ دام سے کام

شیشہ و ساغر و مینا نہ مے و جام سے کام
ہے فقط کیفیت ساقی گلفام سے کام

گردش چشم صنم دیکھ کے دوران ہوا
اے طبیبو ہے مجھے روغن بادام سے کام

انتظاری ہین کہین قاصد جانان آجائے
دیدہ و گوش کو ہے نامہ و پیغام سے کام

صبح سے وان تو ہے چوٹی کی گندھاوٹ کا خیال
یہان نساخ کو ہے خواب سر شام سے کام

سینہ معمور از فروغ روے زیبا کردہ ام
شمع خانہ روشن از نور تجلا کردہ ام

نامہ شوق لفافیت در دل انشا کردہ ام
نقطہا از مردمان چشم بینا کردہ ام

گرچہ ہر موے دراز تو سخنے وار دسے
من ہمہ گیسوے مشکین تو پیدا کردہ ام

درجگر سوراخ می دارم پئے تسکین دل
غرقہ بہر تماشاے رخت وا کردہ ام

مے نگارم معنے باریک در وصف میان
رشتۂ فکر رسا را دام عنقا کردہ ام

ردیف نون کلمن

یہ جو ہر شب گرم ہے چشم پر آب مین
ای بحر حسن ہے یہ سمت رحباب مین

دل چاک چاک ہے جو وہ رخ ہے نقاب مین
پردہ دری ہے صاف کسی کے حجاب مین

ہجران مین تیرے دم جو ہے چشم پر آب مین
ای بحر حسن گویا ہوا ہے حباب مین

عالم چکور کا ہوا رہ رو پہ شہسوار — نالے مین مہ ہے پاؤن نہین ہو رکاب مین
سو سو طرح سے کھاتی ہے بل اوٹھتے بیٹھتے — کاکل سے بڑھ چلی وہ کمر پیچ تاب مین
طفلی مین نیچہ کیسی چلتا ہے تو جو چال — جیتا بچے گا کوئی نہ تجہسے شباب مین
ہے چشم مست کا دل پر داغ کو خیال — ہے مے بھری ہوئی قدح آفتاب مین
خط سیاہ عارض روشن سے کھل گیا — زنگ آگیا ہے آئینہ آفتاب مین
ابلیس کو بھگائے وہ اور پھر رقیب کو — ہے طور تیر آہ کا تیر شہاب مین
وہ شہسوار گرم عنان ہو جو سیر مین — دوڑے گا سرو تنگ بھی اوسکے رکاب مین
سفاک کی نگاہ کی ہے یاد وقت ذبح — خنجر ہزارون ٹوٹے مرے اضطراب مین
اوسکی ہنسی سے یہ دل پر داغ ہے فگار — بجلی کی ضرب ہے سپر آفتاب مین

خاموش اہل بزم کو کردے یہ ہے اثر
نساخ اپنے ہر سخن لاجواب مین +

اوس دلربا کا جلوہ ہے چشم پر آب مین — ہے ہمنے پری کو بند کیا ہے حباب مین
ہے عکس داغ دلکا رخ بے حجاب مین — تصویر ماہ ہے ورق آفتاب مین
روے صنم کا جلوہ ہے چشم پر آب مین — تحویل ماہتاب ہے برج حباب مین
سو سو طرح سے باندھے ہین مضمون یار زلف — ہاتھون سے میرے قافیے مین اک عذاب مین
بہتان سرخ ہم آب روان مین ہے — عکس شفق کا جلوہ نما ہے حباب مین
خالی ہین ساکنان فلک عشق سے اگر — پھر داغ کس لیے ہے دل ماہتاب مین
ہے منعکس جو کاکل پر پیچ دلربا — گویا زبان مار ہے ہر موج آب مین
اوس ماہرو کی بزم مین چلتے ہے جو شراب — ہے دور آفتاب شب ماہتاب مین —
رخسار پر عرق کے تصور مین مرتے ہین — کشتی عمر اپنے روان ہے گلاب مین
دیکھی تڑپ جو کان کی مچھلی کی بحر حسن — ماہی کی طرح ہم کٹی اضطراب مین
اوس ماہرو کی یاد مین روشن ہین داغ دل — تارے چمک رہے ہین شب ماہتاب مین
ممکن نہین گناہون کا میرے شمار ہو — مصروف ہون جو سارے فرشتے حساب مین

نقش سم فرس سے جو تشبیہ ہمنے دی
اے مہر ہے یہ گرم روی آفتاب مین

چونا نہین کی خاک مین سنم کے ہڈیان
بیجا غرور کرتے ہین زیر خراب مین

کہنکا گیا فراق کا امید وصل ہے
دیکھا جو وصل عاشق و معشوق خواب مین

دیوان اپنا بن گیا ہے شمس بازغہ
نساخ شعر لکھتا ہون وصف شراب مین

جو خوبرو ہین وہ نہین رہتے حجاب مین
دیکھا نہین ہے مہر کے رخ کو نقاب مین

جو صاف دل ہے وہ نہ رہے پیچ و تاب مین
ہوتی ہے موج بھی کہین موتی کی آب مین

خط جلوہ گر نہین ترے رخ کے کتاب مین
لکھا نہین ہے کچھ ورق آفتاب مین

کیا عیش تنگ ظرفون کو ہو بزم شراب مین
ہوتی نہین ہے مے کبھی جام حباب مین

کیا کام نکلے نام سے زیر خراب مین
کب روشنی ہو گنجفہ کے آفتاب مین

ہے تلخ عیش عاشق چشمان مست یار
رند و ضرور ہوتی ہے تلخی شراب مین

انسان کو وطن مین بھی ہو چین ہے محال
پانی مین مچھلیان بھی ہین اک اضطراب مین

خط سے نہین رخ تابان یار پر
کب بال آئے آئینہ آفتاب مین

اوسکو نہین ہے اس دل بیداغ پر نظر
منہ کون دیکھے آئینہ آفتاب مین

بدمستیون سے کام ہے رند شلون کو کیا
اک قطرہ مے نہین قدح آفتاب مین

ہر دم بجا ہے اس دل روشن کو شور ہے
پیدا ہے رشک ماہ جبین آفتاب مین

خط کا نہین ہے اس دل بیداغ کو خیال
کیون زنگ آئے آئینہ آفتاب مین

دنیا مین کیفیت ہین ہین جو ہین رقیق قلب
عقدہ یہ کھلگیا مجھے دور شراب مین

رہتی پلیچ کی دل سوزان کو یاد ہو
بجز ناسزا نہین ہوتا کباب مین

حاصل صفا سے دل نہ کبھی بد گہر کو ہو
پیدا نہو گہر کبھی خنجر کے آب مین

ایمن دلون کا دل تو پگھلتا نہین کبھی
آنسو کا نام تک نہین چشم رکاب مین

مرد خدا سے سمجھا چھپا نہین غرور
فرعون کو ڈبو دیا موسے نے آب مین

ہو صاف دل کو صحبت کدورت ناپسند

دم بھر ہوا ٹھہرتے نہین ہے حباب مین

کون سی رات مرے دلکو تری یاد نہین
کون سا روز ہے جو نالہ و فریاد نہین

اوسکی جو گھٹ پہ گھسے پاؤن ہین کسکی نصیب
ہے مکان یار کا کچھ گلشن شداد نہین

وصف مژگان سے کیا ہے دل جاسوز نے
خامہ اپنا تو کم از خنجر فولاد نہین

قتل عشاق کیا کرتے ہین خوبان جہان
کون دنیا مین حسین ہے کہ وہ جلاد نہین

ہجر مین رنج و غم و درد و الم کا ہے ہجوم
کوئی دن شاد ہمارا دل ناشاد نہین

سیکڑون فتنے کیے دیدۂ فتان نے بپا
کون کافر ہے کہ وہ بانی بیداد نہین

کلک نازک جانان کی جو کھینچے تصویر
یہہ مجال قلم مانی و بہزاد نہین

فصل گل آتے ہی اوڑ جاتی ہے گلشن سے خزان
بے اثر نالہ مرغان چمن زاد نہین

طلب وصل پہ کیا ہان کی توقع تجھسے
ہے سدا تیری زبان پہ ستم ایجاد نہین

بلبلین کہتی ہین گلچین نہ لگے گل کو ہاتھ
تو عروسان چمن مورد بیداد نہین

بیستون پر گل لالہ کو تو دیکھ اے شیرین
کب عیان کوہ پہ خون سر فرہاد نہین

خاک مین سرمہ ملے ٹوٹے کہین آئینہ
کچھ بھی تجھکو غم حال دل برباد نہین

اک غزل اور پئے خاطر احباب لکھون
یہ زمین گو کہ پسند دل ناشاد نہین

دل کو کچھ غیر جفو سے بتان یاد نہین
اس لیے لب پہ مرے نالہ و فریاد نہین

کونسا دل ہے کہ جس دل مین تری یاد نہین
کون سا گھر ہے جہان مین کہ وہ آباد نہین

پیچ سے دام و درم کے ہین رہا روشن دل
مرغ زرین کو ذرا خطرۂ صیاد نہین

جو کہ خادم ہے وہ مخدوم ہوا آخر کار
کون سا طفل دبستان ہے کہ استاد نہین

راست بازون کو نہین بیم حوادث کا خطر
مورد ظلم خزان باغ مین شمشاد نہین

ظلم گلچین سے ہوئی باغ مین نالان بلبل
ورنہ کچھ گل سے اوسے شکوۂ بیداد نہین

یاد گلرو مین مرے نالے جو بلبل نے سنے
گم ہوے ایسے کہ انداز فغان یاد نہین

دل زار ہے نہین ذکر بتان سے خالی
سیکڑون گھر ہین جہان مین کہ وہ آباد نہین

پریشان ہوتے ہین سنبل کیصورت سیر گلشن مین
ہمارے آہ و نالے سے جو بال اونکے بکھرتے ہین

بھلا کیا اصل پریونکی وہ شہرہ اوسکا بیجا ہے
فرشتے بھی فلک پر فخر کر حسن یار کرتے ہین

سیاہی سی مہ و انجم کی آنکھون مین ہی چہا جاتی
شب مہتاب مین کوٹھے سے جسدم وہ اوترتے ہین

دماغ اونکا ہے چوتھے آسمان پر مہر کیصورت
ترے پاؤن پہ اپنا رشک عیسی سر کو دہرتے ہین

بنا دیتے ہین وہ حیرت کا پتلا رہ نوردون کو
رخ آئینہ سان لیکر جو رستے سے گذرتے ہین

سند اور دربان فساخ ہے پیشتر عہد الفت
مسیحا ہین مگر بیمار سے پرہیز کرتے ہین

بیابان مین قدم جب عالم وحشت مین دہرتے ہین
برنگ گل سے ہر خار کو ہم لال کرتے ہین

ہمارے نالے آہن کو گلا کر موم کرتے ہین
پر اپنے خوبی طالع سے وہ کب کان دہرتے ہین

چمن مین بلبلون مین ہے بپا ہنگامہ محشر
رخ گلرنگ تیرا دیکھ کر فریاد کرتے ہین

بجز اندوہ و حرمان خاک ہاتھ آتا ہے عالم مین
رہا ہین بند غم سے وہ جو دنیا سے گذرتے ہین

بلاتے مردہ صد سالہ کو ہین باتون باتون مین
مسیحا کا لب معجز بیان دم بند کرتے ہین

مثل مشہور ہے دنیا مین ہر کارے و ہر مردے
جو ہین کم ظرف مینا مین وہ کب پاؤن دہرتے ہین

ہوا رعب فروغ حسن سے خورشید بھی لرزان
جو وقت غسل وہ منہ اپنا دہوتے ہین تو ڈرتے ہین

لب معجز نما کی یاد مین اسے غیرت عیسی
حیات جاودانی پاتے ہین جو تجھپہ مرتے ہین

ہے وہ صیاد گلرو سامنے آنکھونکے ہر ساعت
قفس مین ہم صفیر و زیست کے دن خوش گذرتے ہین

فنا ہوجاتے ہین اک آن مین سیل حوادث سے
حبابون کی طرح جو جوش ہستی مین ابھرتے ہین

برا ہو یا بھلا ہو سوچتے مطلق نہین ہرگز
جو اونکے جی مین آجاتا ہے یکسر کر گذرتے ہین

وہ ایسا بدگمان ہے دم جدائیکا ہو شک اوسکو
جو کوئی اوس سے کہدے حضرت فساخ مرتے ہین

بزم اغیار مین وہ شب کو رہا کرتے ہین
ہم یہان شمع کے مانند جلا کرتے ہین

سانپ کی طرح مجھے پیچ دیا کرتے ہین
پیچ کیا کیا ترے گیسوے دوتا کرتے ہین

بوالہوس کیلیے عاشق کو جدا کرتے ہین
ہوش مین آیئے صاحب کہ یہ کیا کرتے ہین

جسپہ وہ ظالم ستم جور و جفا کرتے ہین
خوب کرتے ہین جو کرتے ہین بجا کرتے ہین

وائے قسمت مین جو لیتا ہے وہ تنکے سہرہ
لوٹتی جو رخ کے بھی ہوش اوڑا کرتے ہین

دل زاہد بطرح ہیدرتی ہین آنکھین پرنور
وصل مین بند قبا اونکے جو وا کرتے ہین

ایک بھی بات ہماری نہین سنتا صد حیف
جان و دل جس بت کافر پہ فدا کرتے ہین

خار کی طرح رہا کرتے ہین ہر چشم مین خوار
زاہد خشک جو واستغفر رہا کرتے ہین

کوئی مقصود نہین باقی نہین رہتی ہے پڑی
ظلم کیا کیا سر عاشق پہ ہوا کرتے ہین

خاک حاصل ہا بتون سے اے بہ نا ہین تجھکو
دست شل بھی کوئی حاجت کو روا کرتے ہین

جب سے تکتے ہین بیبال ہین ہم صورت نیف
دفتر شعر پریشان رہا کرتے ہین

فی البدیہہ جو غزل کہتے ہین ہم اے فساح
قافیے شاعرونکے تنگ رہا کرتے ہین

دنیا کا عیش جسمین ماتم سے کم نہین
آب حیات خضر مجھے سم سے کم نہین

وحشت مین خونفشان جو ہوئی چشم الم
صحرا تمام گلشن عالم سے کم نہین

چشم شکار افگن ستمگین کی یاد مین
مجھکو غزال دشت بھی ضیغم سے کم نہین

ہر اشک لالہ رنگ نگینہ ہے لعل کا
حلقہ ہماری آنکھونکا خاتم سے کم نہین

اللہ رے اثر رخ تابان یار کا
ذرہ ہر ایک نیر اعظم سے کم نہین

رہتا ہے وصل مین بھی جو دھڑکا فراق کا
شادی کا روز بھی شب ماتم سے کم نہین

اوس رشک گل نے بیا اور یا ہے اوسکا
مہر فلک بھی قطرہ شبنم سے کم نہین

رہتے ہین بیچ و تاب مین جو ہم سیاہ بخت
اپنا بھی حال گیسوے پرخم سے کم نہین

اوس رشک قمر کی جو توجہ ہے اس طرف
ہر اشک چشم قطرہ شبنم سے کم نہین

[illegible] سوا انکا وہ غیرت آ
زخم دہن کو بوسہ بھی مرہم سے کم نہین

[illegible] کے جلتے پڑے رہتے ہین
مضمون گرم نار جہنم سے کم نہین

[illegible] جواب صاف ہے یہ ہین کا سوال
اس عہد کے بخیل بھی حاتم سے کم نہین

فساح اپنے لیے سمجھے ہین بقول ذوق

سب ہے ہیں زیادہ کوئی تجھسے کم نہین

جسکو سودا اوسکے جوڑے کا نہین
عقدۂ عشق اوسسے حل ہوتا نہین

کب خیال زلف عنبر سا نہین
کب معطر یہ دل شیدا نہین -

بات مجھسے وہ صنم کرتا نہین
لب پہ میرے نالۂ بیجا نہین -

جسنے مضمون زبان باندھا نہین
بات کا اوسکو مزا اصلا نہین

جانے بت اسمین نہین جز ذکر حق
کعبۂ دل ہے یہ بتخانا نہین

چشم گریان دیدۂ یعقوب ہے
وہ مہ کنعان نظر آتا نہین

پیچ سے کیا عشق کے واقف ہو وہ
دام مین جو زلف کے آیا نہین

مہر وہ اسے ماہ یہ خود شعاع
عکس رخ پر تار گیسو کا نہین

زار جو یاد کمر مین ہو گیا
اپنا سایہ صورت عنقا نہین

وصل مین بھی حیف بخت نارسا
ہاتھ اوسکے پاؤن تک پونہچا نہین

ضعف ایسا ہی فراق یار مین
نالہ بھی تو لب پہ آسکتا نہین

جز فغان و نالہ و فریاد و آہ
ہجر مین ہمدم کوئی اپنا نہین

وصل مین بھی اوسکا یہ انداز تھا
ایک ہان گر کی ہے تو صد نا نہین

شور محشر ہے صدا خلخال کی
ہے قیامت قامت بالا نہین

جام جم ہی نساخ وہ دست پانڈر
دست ساقی پر مرا قبضا نہین

بگڑتے بنتے ہین لاکھون حباب دریا مین
ہے مثل دور زمان انقلاب دریا مین

جو اوترے غسل کو وہ آفتاب دریا مین
ہر ایک حباب ہو جام شراب دریا مین

کٹے ہوا ہے یہ شوق شراب دریا مین
کہ واژگون ہین یہ جام حباب دریا مین

گرا ہے عکس جو زلفون کا سانپ کے مانند
ہر ایک موج کو ہے پیچ و تاب دریا مین -

مین وہ ہون مست کہ جاؤن جو سیر دریا کو
بنیگی پانی کے بدلے شراب دریا مین

پڑے ہون کنارے پہ چلکر جو شعر گوہربار
ہر اک حباب ہو در خوشاب دریا مین

گرا ہے عکس تیرے کان کی جو بجلی کا — ہے مثل برق تپان موج آب دریا مین
سنی ہے کیا تیرے کانون کی مچھلیون کی تڑپ — کہ مچھلیون کو ہے اک اضطراب دریا مین
تو وہ ہے نور کا پتلا کہ اب ہمہ تن چشم — ہے تیری دید کے خاطر حباب دریا مین

گرا ہے عکس یہ کس گلبدن کا ای نساخ
سنے جو روضۂ بلبل حباب دریا مین

گر پینا روے خوبان پہ نہین کچھ غم نہین — باغ جنت کے گلون کو حاجت شبنم نہین
کون ہے ایسا کہ جسکو عاشقی کا غم نہین — کونسا دل ہے کہ رشک خانۂ ماتم نہین
فیض غبار بتان سے داغ سوزان کے حضور — ذرہ سے رتبے مین زائد نیر اعظم نہین
ابروی پر خم سے تیرے چھپے عقدہ دکھلا — عیب ہے شمشیر مین ای تیغ زن گر خم نہین
تشنگان شوق کب سیراب غبغب سے ہوے — یہہ وہ چشمہ ہے کہ جسمین نام کو بھی نم نہین
عاشقون پر چاہیے چشم کرم اور شاہ حسن — ذرہ پر کس دن نگاہ نیر اعظم نہین
حال عالم سینہ صافی کے سبب ہے منکشف — کچھ رگ دل سے زیادہ خط جام جم نہین
سرنگون حق کو ندامت سے نہین ہوتا کبھی — دار پر بھی گردن منصور ای دل خم نہین
دیکھکر حیران جو ہے وہ پھول سی پستان سرخ — بلبل تصویر سے انگیا کی چڑیا کم نہین
بھر گئے زخم جگر اوسکی نگاہ لطف سے — چشم الطاف بتان اے دل کم از مرہم نہین
اک جہان کیونکہ تہ و بالا نہ ہو ہنگام رقص — دور دامن گردش چرخ برین سے کم نہین
تیری روشن اونگلیون کی پور ہے ماہ منیر — ہالہ مہتاب سے کم حلقۂ حنا تم نہین

داغ دل کو خوف کیا نساخ آہ گرم سے
گلشن فردوس کو باد خزان سے غم نہین

ہے وصل مین وہ زلف گرہ گیر گلے مین — اب طوق گلے مین ہے نہ زنجیر گلے مین
ہے کیا ہی صفا اوس بت بے پیر گلے مین — آتی ہے نظر پان کی تحریر گلے مین
دیوانہ ہوا ہی سب جو تجھے دیکھے برہمن — زنار کے بدلے رکھے زنجیر گلے مین
سن لے کبھی اوس لعل سخنگو کی جو باتین — ہو بند اے طوطی تری تقریر گلے مین

دلوائنگا ابروے بتان طوق کے بدلے لٹکائے لیے پھرتے ہین شمشیر گلے مین
آسیب پری سر سے اوتر جائے جو باندھے تعویذ کے بدلے تری تصویر گلے مین
ڈھونڈیگا اون آنکھونکے مین دیوانہ ہون پہناؤ اب موج مئی ناب کی زنجیر گلے مین
مانگے مرے قاتل سے جو پانی کوئی زخمی چمکائے وہ آب دم شمشیر گلے مین

اوس طفل کی لکنت کا کرون وصف تو نساخ
ہر بات رکے پھر دم نطق پر گلے مین

ہون جو اپنے داغ سوزان پر نوا فگن آب مین ہر حباب بحر ہو فانوس روشن آب مین
اوس پری کے مردم آبی بھی دیوانے ہوئے ہو گئے گرداب مثل طوق آہن آب مین
صحبت اسفل سے اعلا کو مناسب ہے گریز کانپتا ہے پرتو خورشید روشن آب مین
قطرہاے اشک کی جا دیدۂ پرنم مین ہے گوہر شہوار کا ہوتا ہے مسکن آب مین *
دل ہوا اوسکا کدر جسکو رقت دیکھکر زنگ سے آلودہ ہو جاتا ہے آہن آب مین
آنکھون مین سخت دل پر خون نظر آتے نہین مثل ورک لعل کا ہوتا ہے معدن آب مین
کوئی بھی ہوتا نہین مانوس جنس غیر سے جسطرح ہوتا نہین مخلوط روغن آب مین
ہے بلاے دہر سے ایمن وطن مین ہر کوئی سینۂ گوہر مین کب پہونچتا ہے روزن آب مین
غیر سیاحی نہین ہوتا ہے انسان دیدہ ور آنکھہ موتی کی نہین ہوتی ہے روشن آب مین

راستی نساخ کا پیشہ ہے سچ ہے قول ذوق
شیشہ سیدہا تیرتا ہے وقت رفتن آب مین

چشم مین اشک لعل فام نہین اب نشان جگر کا نام نہین
مے الفت کو نوش کر زاہد کسی مذہب مین یہ حرام نہین
خواب مین بھی خیال رہتا ہے یعنی سوداے زلف خام نہین
لب ساقی پلاے لعل مذاب یہان تمناے مہر جام نہین
دیدہ و گوش کیون نہ کھو بیٹھون ایک دن نامہ و پیام نہین

دل دیا ہے کسی کو آئے نساخ

جھوٹ یہ تجھپہ اتہام نہین

دل بت مین نہو کیون آہ عاشق کا اثر پنہان
فراق یار ہوش مین جو ہم گریان ہون تو دیکھو
جنازے پر تجھے ای رشک عیسی کھینچ کر لائے
چھپا سکتا نہین غماز ہرگز بھید کی باتین
دھوئین دم مین اڑا دے گنبد گردون کو ای ہمدم
بجز تیری مہ جلوہ نما داغ دل روشن
نہ ہاتھ آسکتی ہے وہ اور نہ اسکو دیکھ سکتے ہین

جگر مین سنگ کے ای برہمن ہووے شرر پنہان
ابھی ہو شکل یو بان آب مین جیسے نگر پنہان
نہین ممکن کہ ہووے جذب عاشق کا اثر پنہان
کہان کرسکتی ہے راز محبت چشم تر پنہان -
نہ رکھون دل مین اپنے نالۂ سوزان اگر پنہان
رہے دامان شب مین مہر تابان تا سحر پنہان
کہ چشم عاشقان سے ہے دہن پنہان کمر پنہان

بلا لی کیطرح نساخ بھی کہتا ہے قاتل سے
دلم صد پارہ و ہر پارہ در خون جگر پنہان

ہوئین نہ سادہ لوحون سے عشاق کامیاب
مجھکو شب فراق سے تیرے نہین پناہ
ثمرہ نہین ملا کسی خوش قد کے عشق مین
کیونکر رقیب قصر بلند صنم پہ جائے
کیا خاک پہنچے منعم تیرہ درون سے فیض

ہو آب آئینہ سے لب خشک تر کہان
انسان کو ہووے موت سے ایجان مفر کہان
پایا ہے سرو باغ جہان نے ثمر کہان
شیطان کا آسمان پہ ہووے گزر کہان
دامان برق ابر سے ہوتا ہے تر کہان

نساخ تیرے کوچے سے باہر ہو کبھی
جاتی ہے عندلیب چمن چھوڑ کر کہان

پڑھتا ہون شعر باشہ بہت گلعذار مین
فرط خوشی سے پھولین نہ عشاق وصل مین
دم بھر تری نگاہون کو ہوتا نہین قرار
آرام ہو تعلق دنیا سے چھٹنے سے
کیا فتنہ ہے چشم [illegible] کا میرا تن نزار

ہر عندلیب نغمہ سرا ہو بہار مین
کب خار خشک سبز ہوا ہے بہار مین
صیاد پھرتے رہتے ہین شوق شکار مین
سب سو رہین بعد مرگ لحد کے کنار مین
مژگان تیرے کھٹکتے ہین چشم ہزار مین

کلکتہ مین ہو قدر کسی میرے شعر کی

نہ شعر کہنے پہ ہو نا توست اے نساخ
نہین ہے نشہ جہان مین کہ وہ حرام نہین

سخت دل پر خون نہین اس دیدۂ تر مین — مرجان کبھی پیدا نہوا آب گہر مین
اغیار کو اے یار نہ رکھ بزم مین اپنے — سوزی کو جگہ کوئی بھی دینا نہین گھر مین
ہین گرم مرے دیدۂ پر سوز کے آنسو — لازم ہے جلن سنگدلو ہووے شرر مین
عاشق کو جلائیگا وہ بت آتش غم سے — اللہ گنہگار کو ڈالے گا سقر مین
دل چاک جو ہین اونکو نزاکت سے نہین کام — شانہ بھی اوبھتا ہے کہین موے کمر مین

کب بخت سیہ عارض دلدار نہ کھاے
کب ربط ہوا چرخ کہن شام و سحر مین

ہو خضر راہ دیدۂ تحقیق مین اگر — آب حیات جلوہ نما ہو سراب مین
لہرا گئی ہے ابروے خمدار یار کے — ہر موج پیچتاب سے ہے خنجر آب مین
مردم وطن ہین ہوتے نہین دیدۂ ور کبھی — آنکھین بھی کھوتا ہے کوئی گوہر آب مین
گر ہووے فکر صاحب توحید نکتہ چین — باقی رہے نہ فرق سراب و شراب مین

دندان آبدار سے نساخ شک ہوا
کان خوشاب مین ہوتے ہین یا گوہر آب مین

ہے تڑپ بجلی کی سینے مین میرے دل بیتاب مین — بیقراری ہوتی ہے اے شعلہ رو سیماب مین
دیدۂ تر مین خیال غنچۂ گل رنگ ہے — ہووے پیدا بجز خوبی شاخ مرجان آب مین
کوسے قاتل مین سجا ہے زاہد گمرہ کبھی — کب برہمن کو کوئی جای مسلخ قصاب مین
جوش وحشت بوسہاے لعل جانان سے رکا — ہے اثر اصلاح خون کا چارہ گر عناب مین
سر کو کب زاہد جھکائے پیش ابروے بتان — سجدہ کب کرتا ہے ہندو کعبہ کی محراب مین
جو کہ ہو فیاض دیتا ہے اوسی خالق فروغ — روشنی ہوتی ہے روے مہر عالمتاب مین

[illegible] باطن جو ہین دل اونکا ہو پر خون کبھی
کب ہو پیدا شاخ مرجان آئینہ کی آب مین

کب ہوا میرا گذر یار کے کاشانے مین
قبر مین اس دل پر داغ کو آرام ملا
بوالہوس ایک نگہہ مین ہوا ساقی مدہوش
دل مرا کوچۂ جانان سے نہ نکلا ہرگز

ہی نہین ہوتی ہے خورشید کے پیمانے مین
چین روشن دلون کو ہووے سیہ خانے مین
مست کم ظرف ہوا ایک ہی پیمانے مین
ساقیا جان ہے میخوارونکی میخانے مین

ختم ہی تجھپہ نزاکت بت کافر بخدا
کنگھی زلفون مین جو کی درد ہوا شانے مین

بواد ترا تیرنے کو وہ بت سفاک پانی مین
ڈبو دیوے کا مجھکو دیدۂ نمناک پانی مین
وہ مست بادۂ شوخی اگر جاوے نہانے کو
رہین گمر موج زن ایسے ہی اپنے دیدۂ گریان
وطن مین کچھ بلا انسان کے سر پر نہین آتی

ہوا ہر مردم آبی کا سینہ چاک پانی مین
حباب آسا ہیگا یہ دل غمناک پانی مین
حباب انگور ہے ہر موج ہووے تاک پانی مین
یقین ہے غرق ہوگا گنبد افلاک پانی مین
صدف کا بھی کوئی ہوتا ہے سینہ چاک پانی مین

حبابون پر گمان شناخ ہوویگا سمندر کا
ہوا جو منعکس وہ روے آتشناک پانی مین

تاریک گور مین ہے سینے کا داغ روشن
ہے یاد روی روشن اس داغدار دل مین
کیا خامۂ سیہ رو داغون کے وصف لکھے
لازم ہے دل کو یاد چشمان مست جانان
شمع تجلی اوسکو کہیے اگر بجا ہے

گویا اندھیرے گھر مین ہے یہ چراغ روشن
ہووے چراغ گل سے ای شمع باغ روشن
مانند شمع کب ہو منقار زاغ روشن
ہو نور سے ساقی چشم ایاغ روشن
ہے مہر و مہ سے زائد سینے کا داغ روشن

حسن شباب جانان پر خلق مر رہی ہے
پروانے جان دیوین جب ہو چراغ روشن

غسل کو اوترے جو وہ غنچہ دہن دریا مین
دور گرداب ہوا ماہی کو طوق قمری
سبزۂ رخ ہے تصور مین جو ہنگام بکا

غیرت خلد نظر آئے ہے چمن دریا مین
جب گیا غسل کو وہ سرو چمن دریا مین
مہر رخشان کو ہے اے ماہ گگن دریا مین

مردم دیدہ شب و روز ہین یون اشک مین غرق
جیسے ہو مردم آبی کا وطن دریا مین

لب ہے وصل مین لعل شکرفشان منھہ مین
زبانۂ آتش دوزخ کا ہو زبان منھہ مین
جلائین خرمن دل کہ وہ کیون نہ باتون سے
یہہ اوسکی سرمگین آنکھون کی بینے کی تعریف

بنی ہے قند مکرر مری زبان منھہ مین
ہما اوٹھائے اگر میرے استخوان منھہ مین
ہنسی مین کوندتی ہے برق آسمان منھہ مین
کہ میل سرمہ بنے ہی مری زبان منھہ مین

یہہ کان لعل مین پیدا ہوا ہے فیروزہ
لیا ہے اوسنے جو شاخ برگ پان منھہ مین

سبزۂ خط گورے گالو پر عیان ہوتا نہین
مجھسے موزون شعر مین وصف میان ہوتا نہین
بیٹھتے ہین گردش مین عالم چاک کی صورت مدام
تنگ ظرفون کو اولوالعزمی نہین ہوتی کبھی

گلشن فردوس پامال خزان ہوتا نہین
دہر مین عنقا کا پیدا آشیان ہوتا نہین
ایک دم موقوف دور آسمان ہوتا نہین
مثل دریا آب چاہ ای دل روان ہوتا نہین

دانت پنہان ہین لب شیرین سے ای شیرین دہن
کون سا خرما ہے جسمین استخوان ہوتا نہین

نام قشقہ کا نہین یار کی پیشانی مین
نہین آرام مجھے حالت حیرانی مین
اشک کے ساتھ ہین لخت دل بیتاب روان
چاہیے معرکۂ وصل مین عریان ہونا

داغ کب مہر کے ہے چہرۂ نورانی مین
کب گزر خواب کا ہو دیدۂ قربانی مین
مچھلیان پھرتی ہین ای رشک قمر پانی مین
جوہر ایجان کھلے تیغ کا عریانی مین

کیون نہو سنگ در یار کا ماتھے پہ نشان
داغ سجدے کا ہو زاہد کی پیشانی مین

سنگدل کو گردش گردون سے کچھ پروا نہین
خوش خطون کے خط سے بڑھتا حسن جز رنگ نہین
اپنے پروردون سے خبر رنج والم ہو گیا ہو

آسیا سے دانۂ زنجیر کو خطرا نہین
چشم آئینہ کو روشن تو تیا کرتا نہین
بار سے حاصل شجر کو کچھ بغیر ایذا نہین ـ

(مسلسل)

عالم اطلاق مین ہی اک روش پر حال دل
خوف کچھ فصل خزان سے سرو کو اصلا نہین

پردہ پوشی دامن بد طینتان کو چاہیے
پیرہن یوسف کا محتاج رفو ہوتا نہین

لطف ہی غیر پہ وہ لطف و کرم کرتے ہین
اور تکلف یہ کہ مجھ پر وہ ستم کرتے ہین

مشق طفلی نہ گئی ہاے جوانی مین بھی
مثل نامہ سر عاشق وہ قلم کرتے ہین

نالہ کیا اف بھی مین کرتا نہین اللہ رے ضبط
ظلم پر ظلم ستم پر وہ ستم کرتے ہین

خلق کہتی ہے ہمین سیف زبان اے نساخ
وصف جو ابروے قاتل کا رقم کرتے ہین

سرنگون خال صنم کے آگے کب گیسو نہین
اے برہمن مجھ نہ پوچھے جنکو وہ ہندو نہین

شعر وصف گوہر دندان سے ہے یہان در در زبان
گوہر غلطان کو چین یکدم کسی پہلو نہین

دل پسیجے صاحب زر کا یہ ہے امر محال
دیکھ لیجیے دیدۂ حاتم مین اک آنسو نہین

ولہ

دل کو پیری مین نہین پروانہ سان سوز و گداز
کیا طپش اے شمع رو ہو آتش خاموش مین

نالۂ عاشق سے وہ معشوق کیا ہو مطلع
پونہچے بلبل کی صدا ہرگز نہ گل کے گوش مین

یاد روے پر عرق مین اشک اڈا ہے طرح
فصل باران مین رہا کرتا ہے دریا جوش مین

ولہ

مے احمر کی ہی یہ جلوہ گری شیشے مین
یا کہ او ترسے ہی کوئی لال پری شیشے مین

تن رنگین ہے کہان زیر قبا اے ساقی
مے گلگون نظر آتی ہے بھری شیشے مین

نگہ مست ہی یہ چشم خمارین مین ترے
یا ہے ساقی یہ مے تجھری شیشے مین

مے بھی عاشق ہی کسی ماہ کی شاید نساخ
سنتے ہین قہقہۂ کبک دری شیشے مین

نظر آتی ہے مجھے کیفیت میخانہ پانے مین
حباب بحر مین یا مے کشو پیمانہ پانی مین

وطن مین کچھ نہین ہے ہم گزند انسان کو ہرگز
کوئی سوراخ ہوتا ہے دل دردانہ پانی مین

تعجب ہے کہ سوزان پتلیان ہین چشم پرنم مین
جو اوترا عکس کو وہ شمع آتش کا پرکالہ

سمندر آتش سوزان ہین ہو پیدا نہ پانی مین
پر ماہی ہوا گویا ہے پروانہ پانی مین

وطن مین قدر انسان کی نہین ہوتی کبھی ہرگز
قدر کے مول بھی بکتا نہین دردانہ پانی مین

در بدر اپنا نگہ پھرتی ہے ماری ماری
ہمسر تیر مژگان ہوئی چشم کل بانہ
راست گو پھل نہین پاتے چمن دنیا مین

بیٹھ رہنا کہین سائل کے مقدر مین نہین
زور شاہین کا باز سے کبوتر مین نہین
بار کا نام کہین سرو و صنوبر مین نہین

ہمکو کب بوسہ لعل لب جان بخش ملے
اے خضر آب بقا بخت سکندر مین نہین

عشق خطا ای جان دل مجروح کو ہو وے ہنفہ
چشم جادو فن سے ہم چشمی کا دعوی ہے غضب

زخم پھرنے کا اثر ہے مرہم زنگار مین
شاخ کیا ایسی لگی ہے نرگس بیمار مین

دل مین رخنے پڑ گئے ہین نغمہ سنجی کی سبب
بلبلہ سوراخ ہون مثقار سوسن ہیں

جو کہ طامع ہو وہ چاہی خاک اے دل در بدر
تربت منعم سے ہو وے خاک مفلس کو حصول
فروغ تنگ ظرفان خانہ دنیا مین کب ہووے
جہان مین سنگدل سے ہوتی ہے راحت کسے حاصل
گلستان جہان ہین نیک و بد کا ساتھ ہوتا ہے
فزون سرمہ سے ہو وے دید تو مشاک کا تیغ
حق و باطل جو ہو وین جمع ای نساخ کیا ممکن
کرون خط مین رقم جو سوز ہجر شمع رویان کو
پڑے کب آنکھ اوس ابرو کمان کی اشک عاشق پر
جو لولی ہوا اوسے گردش رہا کرتی ہے روز و شب

کسنے دیکھا گھر مین بیٹھے رہتے ہین سائل کہان
آب دریا سے ہوا ہے تر لب ساحل کہان
نہین دیکھا ہے سینے نور ہرگز چشم روزن مین
کہ دفع تشنگی کا کب اثر ہے آب آہن مین
رہین کانٹے ہمیشہ پھول کے پہلو مین گلشن مین
کہ ہے بیکار گر جوہر نہو وے تیغ آہن مین
محبت ہو نہین سکتی کبھی شیخ و برہمن مین
پر پروانہ کا عالم ہو باز وے کبوتر مین
کبھی کشتی روان ہوتے نہ دیکھا آب گوہر مین
کہ زہرہ آسمان پر بھی ہے ای خورشید چکر مین

گل بجاے تاج ہے سبزہ ہے تخت باغبان
آج گل چمکا ہوا ہے بخت باغبان

کہتے تھے فصل خزان مین عندلیب خستہ دل
کس طرح بھٹی ہے بے گل جان سخت باغبان

صحن گلشن مین ہوا جلوہ فزا وہ رشک گل
خندہ زن شادیسی مین گلہاے بخت باغبان

دام ہے ہر اک رگ گل عندلیب زار کو
کم نہین صیاد سے طبع کرخت باغبان

آہ کرنے سے نہین تھمتا ہے اشک چشم زار
برق کے شعلہ سے جلتا دامن باران نہین

اوس دہن کا حال ہے معلوم خط سبز کو
خضر سے پنہان نشان چشمۂ حیوان نہین

نالہاے زار کرتا ہے مرے سینے مین دل
شور دیوانہ سے خالی خانۂ زندان نہین

سر جھکا ئے کس طرح فساخ کے آگے جسود
سجدۂ آدم سے گر منکر ہوے شیطان نہین

پڑا ہے عکس لعل ساقی بے پیر شیشے مین
ہے گلفام کی ایسی نہین تصویر شیشے مین

جو وقت دیکھی زلف مسلسل اوسکی یاد آئی
مری نظرون مین موج می ہوئی زنجیر شیشے مین

دل اوسکا صاف ہو پھرے طرفسے شاید آئینہ
ارادہ ہے جواب خط کرون تحریر شیشے مین

آفتاب سرخ ہوا اور ساقی آتش لباس
ہے دعا ورد زبان ہے بر شکال عید مین

کیا عجب ہو پرتو افگن زخم دل مین روی یار
یوسف یعقوب بھی تھا جلوہ فرما چاہ مین

ہے نگاہون کو خلش خط سیاہ یار سے
رہرون کو دیتے ہین تکلیف کانٹے راہ مین

کب مقابل مہر ہو داغ دل فساخ کے
روشنی شکل ید بیضا نہووے ماہ مین

دیکھکر سیر چمن مین روے صاف یار کو
آنکھ مین صورت آئینہ حیران ہو گئین

یاد جو آیا وہ روے آتشین وقت بکا
بوندین اشک گرم کے خورشید تابان ہو گئین

وصل مین جو ہاتھہ اوس پاے حنائی پر رکھے
اونگلیان اپنی برنگ شاخ مرجان ہو گئین

کوچہ معشوق مین عشاق سب کھٹکے سے گئے
ہندون کو راہ کب دیر برہمن مین نہین

ہیرے کی چھاتیان ہین تو نیلم کی بیٹھیان
یاقوت کے ہین ہاتھہ عقیق یمن کے پاون

یارب دل فگار ہین کشتون کے داغ ہین
یا مین سہ کاب ہین بت شمشیر زن کے پاؤن

کرب نے نگین اگر بت چین و چگل کے صف
نساخ گہر چوم لین اہل سخن کے پاؤن

خیال روئے رنگین مین دل پر داغ تازہ ہے
ہے اپنے چشم پر ہم کو تصور قد بالا کا

بہارون پر چمن رہتا ہے اے گلرو بہارون مین
چمن مین سرو کا سایہ پڑا ہے آبشارون مین

بتان سنگدل کے سر پہ ہے سندور کا ٹیکا
دل نساخ لالہ کھل رہا ہے کوہسارون مین

ہمسر ہون اوسکے دانتون نساخ کیا مجال
پیدا ہون لاکھ گوہر شاداب آب مین

ابرو وصف ابروے خمدار پر ہو
مانند ماہ داغ نہین ہے ہلال مین

آزاد قید دہر سے رہتے ہین بسر بلند
زنجیر پڑتی ہے کہین پائے خیال مین

ضرور چاہیے دل کو خیال سینۂ خط
لباس کعبہ کا کس دن ہوا سیاہ نہین

فصل گل مین کہتی تھی رو رو کے بلبل باغ مین
دشمن جان ہوگئی ہے خوبی سرشت باغبان

بے گلستان چین آتا ہی نہین یکدم کبھی
خاک صحن باغ سے کیا ہے سرشت باغبان

میرے دل پر خون مین ہے داغ الفت لب کا
بیکار ہے جبتک کہ نہو نقش نگین مین

موتی کو صفا گنج صدف مین ہوئی حاصل
نساخ صفائی ہو دل گوشہ گزین مین

دل زار سوزان ہے اپنے بدن مین
بھڑکتا ہے شعلہ سا کچھ پیرہن مین

ترے نام کا ورد ہے ہر زبان پر
ترا ذکر ہوتا ہے ہر انجمن مین

برہمن کو کب خدائی مین بتون کے شک ہوا
شبہہ کب ہووے مسلمان کو خدا کی ذات مین

آتی سری اشک کے تارون مین نہین چشم تر
خط ہے یہ دانہ تسبیح سلیمانی مین

آپ کو حضرت نساخ کسی گل کا ہے غم
طور ہے نالہ بلبل کا غزل خوانی مین

شربت قند مکرر کا مزا
مجھکو حاصل ہے تری تکرار مین

خوف ازادون کو اہل دہر سے ایذا کا نہین
سرو گلشن ضرب سنگ و خشت کے قابل نہین

جھکنا ہے گو ہرگز چشم مینا کو مرے
بحر ہستی کا نظر آتا کوئی ساحل نہین

مارا ہوا ہون نازبت سنگدل کا
مین

وفناؤ میری نعش کو خاک کنشت مین

کس کس طرح چھپاتے ہین عشاق راز عشق
قرآن بغل مین رکھتے ہین تفسیر ہاتھ مین

نہین سرکشی رہروفانی ہیین لازم
ہوے دفن شاہان عالم زمین مین

مکدرون سے نہین ہے لطیف طبع کو کام
صبا کے پاؤن مین زنجیر موج آب نہین

حسن اوسکا عشق سے میرے نہ رسوا ہو نہین
اس لیے مین نالہ وآہ و فغان کرتا نہین

نہین ہے مصحف روے صنم کا دلکو خیال
رکھی ہوئی ہے یہ ام الکتاب شیشے مین

بوسۂ خال پہ تو وانت نہ پیس ای نساخ
گرہ چلبنے دانتون سے کوئی کیکے پیچ کھیل نہین

چشم فتان سے ہے دستہ نرگس حیران
مسی لب سے ترے ہوگئی مجلس حیران

گذر کب بزم رندان مین ہوا واعظ کا ایسا تھی
جگہہ بیہودہ گو پاتا نہین شاہون کی محفل مین

عہد یار مرا تماشا کن
دین تکرار مرا تماشا کن

اےگران جانیم غمے دارو
غمگسار مرا تماشا کن

وامنم برکنار گو ہر تر
چشم زار مرا تماشا کن

شب کجا و سواد زلف کجا
بخت تار مرا تماشا کن

نرگس گلشنم سخنگو شد
چشم یار مرا تماشا کن

سایہ ام سایۂ مثلث شد
جسم زار مرا تماشا کن

صبح کردم ز شام ای نساخ
انتظار مرا تماشا کن

ردیف واو ہوز

نہ دیکھا تھا کبھون سے جھاک کے ملتے آتشین تنکو
کہ شیطان کب جھکاتے پیش آدم اپنی گردنکو

جو حق گو ہین نہو دین سر بزانو بیم سردن سے
نہین ممکن جھکانے دار پر منصور گردنکو

ضرر ہو بد گہر کو رحمت اللہ سے اکثر دل
کہ زنگ آلودہ کرے آب باران تیغ آہن کو

جو عالی ظرف ہین کمتر کا نہین کچھ اونکو ای گلرو
او بچتے خار سے دیکھا نہین دریا کی دامن کو

سنبھالون یاد کیونکر دیدۂ خونریز قاتل کی
سپاہی دوست رکھتے ہین نہایت تیغ آہن کو

رقیبون کو نہ اپنے بزم مین ایدوست آنے دے
جو عاقل ہین جگہ دیتے نہین وہ گہر مین دشمنکو

سنے معشوق کیونکر نالہ و فریاد عاشق کے
کہان سنتا ہے گوش ویسے گل بلبل کی شیونکو

ہے اوس مہرو کو میرے داغ دل کی دید کی خواہش
کیا خورشید کا محتاج حق نے ماہ روشن کو

تکدر دل نہو مانوس ہرگز سینہ صافون سے
کسی نے آب سے ملتے نہین دیکھا ہے روغن کو

حذر کیا سینۂ پر داغ عاشق کو ہو آہون سے
کہ برق آتش افشان کیا جلا سکتی ہے خرمن کو

فراق یار مین ہے شغل دل کو آہ و افغان کا
خزان مین غیر نالہ کام کیا ہے مرغ گلشن کو

تواضع سبکی کرتا ہے جو عالیظرف ہوتا ہے
جہکا دیتا ہے بزم میکشان مین شیشہ گردنکو

غزلخوانی کر ای ناسخ بزم یار گلرو مین
سوای نغمہ سنجی کام کیا مرغ نوازن کو

کیا ہی یاد کیا دل نے مرے اوسکے لڑکپن کو
ہے بیتابی جو گہوارے کی صورت میرے مدفن کو

لگا کر تیغ یار سر سے جو جہکو رہائی دی
کیا ہے زیر بار احسان کا تو نے میری گردنکو

ہماری سخت جانیکو سمجھنا کم نہ ای قاتل
کرے گی تیغ چوبین سی فزون شمشیر آہن کو

کیا ہے سجدہ و ناز کا پابند گیسو نے
پہچوڑا مسجد و بتخانہ نہین شیخ و برہمن کو

نکالے پاؤن پھر جوش جنون نی موسم گل مین
اوڑاؤن ٹکڑے ٹکڑے گلبدن صحرا کو دامن کو

اثر جوش صفا کا شہسوار ایسا ہی پہیلا ہے
سمجھتے ہین مہ نو سب نشان نعل توسن کو

دل صافی کے ٹکڑونکو کیا خون تیرے نے تیرے
بنایا کان لعل ای سنگدل پھر سینے معدن کو

نظر مین میرے یکسان خویش و بیگانے ہین تجھبن
بھلایا یاد نے تیری مرے سے ہر دوست دشمن کو

حیات جاودانی ہے دم شمشیر ای قاتل
سمجھتا ہون مین آب زندگانی آب آہن کو

پہنچے پاس ادب سے یار سو جاتی ہے جہکو
چہوی ہرگز نہ خاک اپنی کبھی دلبر کے دامن کو

بسی آلودہ ہونٹون کی اگر تعریف لکہی ہی
قلم کر تیجیے اب پہر شاخ سوسن کو

زمین پر جو پڑا رہتا ہے ای پردہ نشین ہر دم
سمجھتا ہون دل صد چاک عاشق تیرے چلمن کو

زمین پر جو پڑا رہتا ہے ای پردہ نشین ہر دم
سمجھتا ہون دل صد چاک عاشق تیری چلمن کو

ہر اک دل مین بر تنگ خار سی گلکو کھٹکتی ہی
تری مژگان سے جو تشبیہ دی شاعر نے سوزن کو

وہ طفل سادہ رو لڑکون مین جواب گرم بازی ہی
ہزار من حسرتون سے یاد کرتا ہون لڑکپن کو

بڑھا ہی گیسوی مشکین فروغ حسن جانان کو
سواد کفر کرتا ہے ہمیشہ نور ایمان کو

تمہاری شان سے نسبت نہین ہی حور و غلمانکو
ملک سجدہ کرین رتبہ ہوا حاصل یہ انسان کو

خضر بھی کب نہان ہوتا ہے حال چشمہ حیوان
ہوا روشن دہن کا حال خط سبز جانان کو

امید جو ہم از اونکو کب ہی باغ عالم مین
بہار وردی سے کچھ مطلب نہین سرو گلستان کو

سر دیوانہ پر رہنا بجا ہے داغ سودا کا
ملی ہے چرخ پر رہنے کو جا مہر درخشان کو

دل پر خون کو کیا حاصل ہو دید روی رنگین سے
نہ دیکھا فصل گل مین سبز ہوتے شاخ مرجان کو

جو بینا ہین انہین اہل بصارت دوست رکھتے ہین
جگہ آغوش مین رہنے کو دی آنکھون نے انسانکو

جو افتادہ ہین وہ ایذا سے موذی کے رہین امن
الجھتے کسنے دیکھا خار سے صحرا کے دامان کو

نہین اوٹھتا ہے پروردون کا بھی عہدہ کبھی ہرگز
جو ہوتے درد پیدا تو اوکھاڑین جڑ سے دندانکو

نمایان کیون نہو خط سیہ اوس روی روشن پر
نہ دیکھا داغ سے خالی کبھی ماہ تابان کو

نہو پوشیدہ راز عشق ہرگز چشم پرنم سے
چھپائی کس طرح سے ابر گریان برق خندان کو

گوارا دشمنون کے ہم تواضع بھی نہین کرتے
کہ رہرو زیر پا آنے نہ دین خار مغیلان کو

نہو کیون عشق مجھکو یار کے روی کتابی سے
مسلمان سب عزیز جان و دل رکھتے ہین قرآن کو

ضرر خالی منش کو پست ہمت سے نہو ہرگز
کہ مطلق سیل چھو سکتا نہین صرصر کے دامانکو

حسینون مین کیا ممتاز تجھکو قد و بالا نے
ملے باغ جہان مین سربلندی سرو بستان کو

جدائی ہو گئی عالم سے دور چشم و لب مین
کہ گردش چرخ کی کر دے جدا افسانہ و افسانکو

دل نساخ بیکش کو ہے یاد روی خوے افشان
کہ ناسخ دوست رکھتا ہے ہر اک میخوار یاران کو

خیال عارض رنگین مین جاؤنگا بیابان کو
کرونگا گل سے رنگین تر سر ہر یک خار مغیلان کو

جو کھینچوں آہ موزون یاد کر کے قد جانان کو — بناؤن پھر قمری دار ہر سرو گلستان کو

نہان ہوتین نہین دم بھر مری آنکھو سے ای مہرو — محبت مجھسے از حد ہی تری شبہای ہجران کو

نکل جاتا ہون جب چشم شکار افگن کے نیچے مین — سمجھتا ہون مین روبہ سے بھی کم شیر نیستان کو

ستارے پھوٹتے ہین جو کفش پا کے ای مہ تابان — حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین مہر تابان کو

دل الماس ٹکڑے ٹکڑے ہے دندان صافی سے — کیا خون پنجہ رنگین نے تیرے شاخ مرجان کو

خجل ہے جلوۂ وادی ایمن اوسنے ای موسی — ید بیضا نہ پہونچے آفتاب داغ ہجران کو

نہ لین جراح کا احسان کبھی ہم اپنے گردن پر — نہین ٹانکون سے کچھ مطلب ہمارے زخم خندان کو

قیامت مین بھی گر دست جنون زور و نہ پر ہچکائے — یقین ہے چاک کر دے صبح محشر کے گریبان کو

جدا ہوتی نہین تلوون سے دم بھر دشت گردی مین
نقش آبلون سے ہو مرے خار مغیلان کو

سرمہ کی حاجت نہین چشم سیاہ یار کو — کام کیا سنگ فسان سے تیغ جوہر دار کو

دلمین بیٹھے وہی جگہہ زلف سیاہ یار کو — بند کرتے ہین پٹارے مین سپیرے مار کو

چشم جانان پر چلی جا ابروے خمدار کو — تیغ زن دیکھا ہے اکثر سان پر تلوار کو

بزم خوبان مین ہے گردش دیدۂ خونخوار کو — معرکہ مین تیغ زن چمکاتے ہین تلوار کو

نیند چشم خشمگین ہے ساتھ سوتے ہین مرے — صلح مین دیکھا ہے اکثر میان مین تلوار کو

تیغ کی برش بڑہی زخم سر سودائی سے — تیز کردیتی ہے گردش سان کی تلوار کو

ہجر مین ہون یاد زلف یار مین مین بیقرار — دن سے بھاری رات ہوتی ہے ہر اک بیمار کو

آہ دل نے ایک پیچ و تاب مین ڈالا مجھے — کوئی غافل پالتا ہے آستین مین مار کو

ڈرتے ہین کوئی نہی عاشق شعلۂ رخسار سے — آگ سے خطرہ نہین ہے مرغ آتشخوار کو

عاقبت مین کام کیا آئیگا زاہد زہد خشک — رتبۂ اعلی نہین دنیا مین حاصل خار کو

نور حاصل ہے جبین ماہ کو خورشید سے — بہرہ ور عالم ہوا پڑھکر مرے اشعار کو

سربلندون سے ضرر افتادہ کو ہوتا نہین — آبلون سے کیا خلش خار سر دیوار کو

پیچ سے مارا دل بیداغ کو اوس زلف نے

دشمنی طاؤس سے نساخ ہووے یار کو

یاد کرتا ہون جو مین موے میان یار کو
سایۂ قد پیمبر کے ہے جسم زار کو

تو نے دکھلایا جو اپنے دیدۂ سرشار کو
دیدۂ عاشق بنایا نرگس بیمار کو

یاد روئے [illegible] جبین آئی ہے وہ زلف پرعرق
پانی پانی کردیا ہے ابر دریا بار کو

ورق [illegible] حال ای افسونگرو
سیہ وہ کالا ہے کہ کردے آب [illegible] مار کو

استخوان [illegible] پشت شانی گر اوٹھاسے
شاخ مرجان سمجھے عالم زاغ کی منقار کو

ایک دن جہانکے جو وہ آئینہ رو نرگس کیطرح
دیدۂ حیران بنائے روزن دیوار کو

وقت گریہ ہے جو اسکے دست رنگین کا خیال
سل کردیتا ہون سنگ آستان یار کو

سلطنت کو ہیچ سمجھے ترے دیوانے مدام
ہے شرف ظل ہما پر سایۂ دیوار کو

آہ سوزان بھی نہین آنکھون مین باقی تام اشک
خشک بجلی نے کیا ہے ابر دریا بار کو

درد کا خوگر لڑکپن سے ہون ای جراح مین
ٹانکے سے مطلب نہین زخم دل افگار کو

کانپتا ہی مرا نساخ ناسخ کی طرح
کھینچتا ہون جب مین نقشے آہ آتشبار کو

جو پڑا ہے غم تنہائی سے پالا مجھکو
سرد مہری صنم نے کیا ٹھنڈا مجھکو

وصل اصنام کی ہوتی نہ تمنا مجھکو
کاش کرتا نہ خدا دہر مین پیدا مجھکو

دور چشمان بتان یاد جو آیا مجھکو
گردش دیدے کے بس چرخ مین لایا مجھکو

گرم رو ہون اور آتش قدم ایسا ہون مین
خشک ہو جائے نکیون دیکھکے کانٹا مجھکو

عشق اصنام دیا دل کی عوض ہای نصیب
کیا اللہ نے دنیا مین جو پیدا مجھکو

داغ سے کم نہین شیشۂ فلک نظرون مین
یاد آتا ہے جو وہ چاند سا مکھڑا مجھکو

دہن تنگ مین پستے نہین داشتہ ای گرو
آیا غنچہ مین نظر عقد ثریا مجھکو

دور گردون سے مین چپک مین رہا کرتا ہون
گر دہن چشم صنم کا ہے جو سودا مجھکو

کیا تعجب ہے کہ شادی مین ہوا اک غم پیدا
وصل مین بھی جو رہا ہجر کا دھڑکا مجھکو

عقد پروین کی ہو زنجیر مرے پاؤن مین
دُردندان صنم کا ہے جو سودا مجھکو

چشم خونریز کرے گی تہ شمشیر دو دم — دار پر کھینچے گی وہ زلف چلیپا مجھکو
پہلوے گل مین جگہہ ملتے مجھے ای گردون — گلشن دہر مین کانٹا ہے بنایا مجھکو
پاون پھیلانے کے جانب کو نہ رکھہ شیخ کہ ہم — سہر کی پگڑی ہی کے اوڑھا نیکا وہ ہر کا مجھکو

ضبط ہر چند کیا اشکون کو لیکن نساخ
دیدۂ تر نے کیا خلق مین رسوا مجھکو

صورت آئینہ حیران بنایا مجھکو — خط حیرت مین لکھا یار نے نامہ مجھکو
عشق پا نے جو کیا بادیہ پیما مجھکو — سر پہ دیتا ہے جگہہ دشت مین کانٹا مجھکو
تاب کیونکر رخ پر نور کی مین لاؤن گا — وصل کی رات بھی دشوار ہے جینا مجھکو
پیچ پر پیچ دیا کرتے ہے آخر اک رات — مار ہی ڈالیگی وہ زلف چلیپا مجھکو
پوچھتا ہے وہ مجھے چھیڑ کے حال اسرار — جان دیوانگی خموشی ہی نے گویا مجھکو
دہن یار کا جس روز سے باندھا ہے خیال — نہین کھلتا گرہ دل کا معما مجھکو
ہوش بلبل کیطرح طوطے اوڑے پاتے ہی — اوسکی انگیا کی نظر آئی جو چڑیا مجھکو
ہوئی قلقل سے مجھے حق حق کی صدا ای ساقی — خلق منصور ہوئی گردن مینا مجھکو
ملک الموت کی بھی ہوگئی بیکار تلاش — کردیا یاد کم نے تری عنقا مجھکو
ہین وہ مجنون ہون کہ ہر دشت مین اپنے تلے — سر پہ چھیرتا ہے لیے خار کف پا مجھکو

قطعہ

جسکے قبضے مین کہ ہے رشتۂ جان نساخ — اوس مسیحا کا پڑا وصف جو لکھنا مجھکو
صوف ہو تار شعاع اور ہو خورشید دوات — چاہیے پھر قلم سوزن عیسے مجھکو

نہین گردش سے فرصت ایکدم چشم پر افسونکو — نہین پایا کبھی چکر سے خالی ہمنے گردون کو
تری آنکھون نے الفت ہے دل شوریدہ مفتونکو — غزالون سے بہت مانوس پایا ہے مجنون کو
رکھا ہے خلد مین مجھکو دو چشم ساقی نے — بٹھایا گنبد دوار نے خم مین فلاطون کو
سجا ہے چشم پر نم مین خیال قامت جانان — لب جو بیشتر دیکھا ہے ہمنے سرو موزون کو

نہیں چلتی ہے مردان خدا کے آگے منعم کی
ملایا خاک میں موسی نے کس ذلت سے قارونکو

ہمیشہ ہو دل معشوق میں گھر عشق صادق کا
کہ رستے تک نہ لیلی نے بھلایا یاد مجنون کو

محبت سے ہو شہرت دہر میں ای غیرت لیلی
کیا ہے عشق نے مشہور عالم نام مجنون کو

ہی قسمت جسکی الٹی کون سیدھی کر سکے اسکو
نہیں ہے گردش گردون سے حاصل بخت وارونکو

بڑہا ہے عشق طفل سادہ رو و انکی تاباقی
ترقی دن بدن ہے حسن ماہ روز افزون کو

نہووے بیخواری جمع زر سے فائدہ حاصل
دبایا خاک میں دولت نے کس ذلت سے قارونکو

عداوت ہی عدو کی کیا ضرر عاشق کو ای لیلی
ملا ہے جام شربت کا بجاے زہر مجنون کو

سکندر چشمۂ حیوان سے ابتشنہ پھرا آخر
ملا خم میں نہ پھر گر قطرہ ہی بھی فلاطون کو

چھپاؤن دل میں ای گلرو جو عشق لعل گلگونکو
بناؤن لعل گون گوہر میں ہر اک قطرۂ خونکو

رولایا موسم گل میں جو مجھکو جوش وحشت نے
بنایا ہے سمند سینے ہر اک کوہ و ہامونکو

گمان ہو صفحۂ قرطاس دیوان پہ بدخشان کا
کرون تحریر اگر لعل لب رنگین کے مضمونکو

گرایا ہاتھون سے جام ہی ہوا بدمست میں ایسا
جو بزم مے میں پینے یاد کی چشمان میگون کو

دیکھنا ممکن نہیں روی بت دلخواہ کو
آنکھ سے دیکھا ہے کسنے جلوۂ اللہ کو

منتقل کیا ہو زمین پر غیر بریون کا مزاج
چرخ گردان دور میں رکھتا ہے مہر و ماہ کو

قائم و مستجاب پر اہل دول کو کیون ہی ناز
اک کفن مرنے پہ ملتا ہے گدا و شاہ کو

روی دلبر سے خجل ہوتے ہیں سارے خوبرو
کیا ید بیضا سے نسبت انجم و مہر و ماہ کو

حسن یوسف کا ہے شہرہ پر نہیں مجکو یقین
جو کہ عاقل ہے کبھی سنتا نہیں افواہ کو

بھیجون سے دشمنی لازم نہیں ای بت تجھے
اپنے بندون سے عداوت کب ہوئی اللہ کو

یاد عاشق کو بتاتا ہے کوچہ معشوق کا
بھولتا ہے کوئی مسکین میکدے کی راہ کو

آہ سوزان سے ہمارے جل گیا جسم نزار
شعلۂ برق شرر افشان جلاوے کاہ کو

عام فیض عشق ہی ہر نسخ ناسخ کا ہے قول

دوست کی یاد نے دشمن کو بھلایا ایسا
مژدہ آہو کی ہے ہر خار مغیلان مجھکو

فی الحقیقت قد جانان کا تصور ہو اگر
وار یہ پہنچیگا ہر سرو گلستان مجھکو

کفش پاؤن مین نہ دستار ہی سر پر میرے
وحشت گردی نے کیا بے سر و سامان مجھکو

جلوۂ یار ہے ہر گل سے عیان ای موسی
وادی طور ہے گویا چمنستان مجھکو

کثرت داغ سے ہی تن پہ لباس گلنار اب
فصل گل رکھتی نہین ہی کبھی عریان مجھکو

قتل کرنا مجھے پوشیدہ کہین اسے قاتل
عشق ہے ابروی خونخوار سے پنہان مجھکو

آمد خط رخ روشن پہ جو یاد آتی ہے
داغ دیتا ہے چراغ تہ دامان مجھکو

خسرو وقت ہے تو یاد ترا اے شیرین
سوختہ گنج ہے داغ دل سوزان مجھکو

نام روشن ہوا ظلمت کدۂ عالم مین
داغ سوزان نے کیا سرو چراغان مجھکو

لب جان بخش صنم کے جو لکھے ہین اوصاف
دیدۂ صاد ہوا چشمۂ حیوان مجھکو

بندۂ بت ہون مین تناسخ بقول ناسخ
شرم آتی ہے جو کہتے ہین مسلمان مجھکو

اوس صنم کا دھیان رہتا ہے دل ناشاد کو
بھولتا ہے کب دل زاہد خدا کی یاد کو

دیدۂ نادان کو کب شرم و حیا کا ہو خیال
فکر کب بلبون کی ہو عور مادر زاد کو

فرق خوبان پہ ملے جا راست بازونکو مدام
زلف تک ہووے رسائی شانۂ شمشاد کو

ظالمونکا ظالمون سے ساتھ ہوتا ہے مدام
رکھتا ہے قاتل کمر مین خنجر فولاد کو

جان سے بھی اپنے شعرونکو رکھین شاعر عزیز
سب سے زائد کرتے ہین انسان پیار اولاد کو

جان دے پروانہ پر شاکی ہو وصلے شمع کا
دھیان کب عاشق کرے معشوق کی بیداد کو

فائدہ نافہم کو کب شعر روشن سے ہوا
شمس سے کیا نفع ہوا اعمای مادر زاد کو

کس طرح دنیا مین دیکھون اوس رخ پرنور کو
کسنے دیکھا عالم فانی مین روے حور کو

میرے آگے حاسد شیطان صفت کیا سر جھکائے
خم نہین دیکھا ہے ہرگز گردن مغرور کو

سو فرو پستونکے پاس ہی ہوتی ہے دولت شمع
اس خرابی مین عسل حاصل ہوا زنبور کو

بار کب قصر بلند یار میں پاتے رقیب
خانۂ افلاک میں کب دخل ہے مزدور کو

ہے میسر عاشقوں میں داغ سے جسم نزار
سربلندی باغ دنیا میں ہے نخل طور کو

چرخ کجرو راست بازونکو ستاتا ہے مدام
حرف حق کہنے سے کھینچا دار پر منصور کو

منعموں کا دل طمع سے بھی کہیں خالی ہوا
ربع مسکوں پر قناعت کب ہوئی فغفور کو

لال ہے دست حنا بستہ کے وصف میں زبان
گنگ کرنیکا اثر حاصل ہوا سیندور کو

خال کا رہنا بجا ہے روی صافی پر ترے
خلق فاضل سے جدا کرتی نہیں کافور کو

کب خزاں سے گلشن حسن بتاں پامال ہو
باد صرصر کب بجھا سکتی ہے شمع طور کو

بیخطر نساخ دور چرخ سے ہیں اہل عیش
ڈر نہیں ہے آسیا سے دانۂ انگور کو

جہاں میں درد و غم صدمہ الم ہوتا ہے پرزر کو
پہونچتے ہیں ہزاروں رنج اے دل مرغ بے پر کو

ہے تیری چشم قہر کا فکا تصور ہر دم اے قاتل
سیاہی کب جدا کرتا ہے دم بھر تیغ و خنجر کو

دل پر سوز کو کیا خوف باد شمع رویاں سے
ضرر کب شعلۂ آتش سے ہو بال سمندر کو

اڑاتے رنگ خوباں جہاں وہ عارض روشن
چھپا دیوے فروغ مہر تاباں ماہ و اختر کو

جو صافی دل ہیں قدر اونکی ہوا کرتی ہے عالم میں
کہ دو کان جہاں میں آبرو حاصل ہے گوہر کو

وہی اندوہ غم سہتا ہے سپر جو نہیں رکھتا
پہونچتا کب ہے صدمہ معرکہ میں جسم بے سر کو

مرے دل کی طرف کیا یاد گلرو جلوہ فرما ہے
کبھی دیکھا نہیں ہے پھولتے پھلتے صنوبر کو

جو ہیں اہل دول ڈرتے ہے وہ دوزخ میں پہونچنے سے
جو کہنہ ہو جلاتیں آگ سے پاپوش پر زر کو

نہ دینا اپنا دل نساخ دلبر کو کبھی ہرگز
حوالہ طفل کے کرتا ہے کوئی مرغ بے پر کو

یاد کرتا ہوں ترے چھوٹے سے رخساروں کو
پھونکدے نالۂ سوزاں مرا گلزاروں کو

گنتے ہیں شام سے تا صبح پڑے تاروں کو
نیند کیا آئے شب ہجر کے بیداروں کو

آہ سوزاں سے مرے خشک ہوا جسم نزار
باد صرصر نے اگر خشک کیا خاروں کو

گرم ہو جوشش وحشت میں اگر ہم ہووین
کاہ کی طرح جلا دیں ابھی کہساروں کو

ہر بزم مین کیون یار نہو چرب زبان کو

نسو ہے یہہ بزم شعرون سے میرے
کہ روشن کرے شمع ہر انجمن کو

ہو پامال برگ خزان ہم صفیرو
پریشان ہوا چھوڑکر مین وطن کو

ولہ

کیا کام کدورت سے دل اہل صفا کو
تر آب سے دیکھا نہین دامان صبا کو

حاجت ہے رہ عشق مین کب خضر کی مجھکو
بتلاے گا کعبہ کوئی کیا قبلہ نما کو

دنیا مین ہے قانع کے لیے رتبہ اعلے
جا ملتی ہے افسر پہ سر بال ہما کو

ولہ

بشاشت نہیں عاشق سے نہو کسطرح قاتل کو
کہ لہو کے ہونے مین خوش دیکھا مرغان بسمل کو

سماعت کب وہ کرتا ہے ہمارے نالۂ دل کو
کہ گوش گل نہین سنتا ہے فریاد عنادل کو

ترے دیدار سے آسودہ کب ہون دیدہ عاشق
کبھی صورت نہو سیری کبھی کشکول سائل کو

ہو آیا سامنے دینار داغ اوسکو دیا تونے
جو ہین اہل کرم محروم کب کرتے ہین سائل کو

ولہ

دنیا مین دیر پا نہین ہوتے ہین تنگ ظرف
اک لمحہ بھی قیام نہین ہے حباب کو

آنکھ دلون کو نور سے بہرہ نہو کبھی
حاصل نہووے روشنی چشم رکاب کو

روشندلون کو چرخ سے فرصت نہین کبھی
دیکھا ہے دور مین فلک ہے آفتاب کو

ہو اضطراب جو دیکھا پینے روی غیرت گل کو
کہ فصل گل مین بیتابی سے ہو جاتی ہے بلبل کو

خضر کسطرح ہو بجھے داغ دلکو گرم آہون سے
بجھاے باد صرصر کب چراغ لالہ و گل کو

جو کج ہین راست اونکو کر نہین سکتا کوئی ہرگز
دکھاے شانہ شمشاد کیونکر پیچ سنبل کو

لگے کیا گلشن جنت مین دل بے یار گلرو کے
خزان مین ہے قفس سے تنگتر گلزار بلبل کو

روٹھکر وصل کی شب مجھسے سنجاؤ آؤ
مثل مردم مری آنکھون مین سماؤ آؤ

دیکھتے ہی تمہین عشق آگیا جاتے ہو کدہر
اپنے عاشق کو ابھی ہوش مین لاؤ آؤ

راہ گھر کی مرے کتراکے جو تم چلتے ہو
دل یہ کہتا ہے کہان جاتے ہو آؤ آؤ

پھرے جاتے ہو عبث عاشق ناکام سے تم
نام محبوبی کا اے جان نہ مٹاؤ آؤ

تنگ چا کون نے کیا ہے اس دل مایوس کو
غم فزون ہو روزن دیوار سے محبوس کو

گر نہ نکلے خط زوال حسن جانا نکا ہو خوف
کرتی ہے گل باد صرصر شمع بے فانوس کو

سر آنکھون پہ جگہہ افتادونکو دیتے ہین روشن دل
کشان ہے اپنے جانب چرخ سے خورشید شبنم کو

طمع ہو سیم و زر کا جسکے دل مین ہو وہ نابینا
سعر انور سے دیکھا ہے بینے چشم خاتم کو

مرے مضمون کو لیکر کسطرح شاعر بنے حاسد
سلیمان دیو بن سکتا نہین ہے لیکے خاتم کو

وحشت تنہائی مین یاد آئے جو اوسکا حسن سبز
ابر مژگان سے مرے خار مغیلان سبز ہو

گریہ بے اختیاری کا اگر مضمون سناؤن
کشت دہقان کی طرح بزم سخندان سبز ہو

دھجیان لپٹے مین ای وحشت جو یاد آئے وہ خط
تار سنبل کی طرح تار گریبان سبز ہو

زمزمہ سنجی مری سن لے جو آئے آئینہ رو
شکل طوطی باغ مین مرغ خوش الحان سبز ہو

یاد دلبر کو پریشانی دل ویران مین ہے
دیکھکر ہر وڑین صحرائے وحشتناک کو

نہین ہے قبر مین دنیا سے مطلب
غرض کیا بزم سے خلوت نشین کو

ہے اپنے چشم تر مین اشک پرخون
رکھین شیشے مین آب آتشین کو

جو افتادہ ہے سہے آرام مین وہ
کہان مثل فلک گردش زمین کو

بڑہائے دل کا رتبہ عشق جانان
شرف ہو نام سے حاصل نگین کو

خوب لوٹا گنج حسن یار جانی رات کو
ہوگیا حل عقدہ راز نہانی رات کو

یاد ان تک کیا تھا منہہ پہنچا تا کوئی مقدور تھا
کرتی تھی خلخال جانان پاسبانی رات کو

کس لب رنگین کا باندھا تھا تصور خواب مین
دیدہ تر تھا جو صرف خونفشانی رات کو

دید روئے یار سے کب دیدہ تر خشک ہو
تابش خورشید سے کیونکر سمندر خشک ہو

آبرو حاصل نہو اوسکو جو آنکھون سے گرا
اشک کا قطرہ بھی کوئی مثل گوہر خشک ہو

یاد آتی ہے کہ ای جان تمہاری رات کو
دن سے ہوتا ہے زیادہ ضعف طاری رات کو

بجلیان سی برق وش دیکھین تمہاری رات کو
کیون نہ بجلی کیطرح ہو بیقراری رات کو

پھر گئین پتھرا گئین اور ہوگئین آنکھین سفید
کھینچی ہے اوس سنگدل کی انتظاری رات کو

تعجب کیا جو ٹپکے دیدۂ تر سے مرے آنسو
چھلکتے میں نے دیکھا ہے سدا جام لبالب کو

ہے عالی حوصلے سے کسکو ایذا
قناعت ہڈیون پر ہے ہما کو

بت کافر کا چہرہ کیا نظر آئے
نہین دیکھا ہے آنکھون سے خدا کو

نہووے سنگدل بھی اوس سے محروم
ہے دانہ دہان آسیا کو

عاشق ہین تیرے سوزش ہجران سے بے خطر
آتش سے کچھ گزند نہ پہونچے خلیل کو

انسان پہ کسطرح سے کھلے کنہ ماہیت
رازون سے تیرے علم نہین جبرئیل کو

روشن ہے دل مست پہ کیفیت عالم
معلوم ہوا حال جہان جام سے جم کو

داغ دل پر سوز ہین نساخ کو پیارے
سب دوست رکھین دہر مین دینار و درم کو

بہتا مری آنکھون کا کسی طرح نہو بند
بھرتے کبھی دیکھا نہین ناسور کہن کو

نساخ پڑھو بزم مین گلرویون کی اشعار
جز نغمہ زنی کام نہین مرغ چمن کو

پروردون سے ثمر نہین ملتا ہے بشر کو
جز سنگ نہو بار سے کچھ نفع شجر کو

نافہم کا دل خوش نہو شعرون سے ہمارے
کیا لطف ملے نغمۂ داؤد سے کر کو

زلفون کو اوس پری نے جو کھولا عجب نہین
صیاد سحر جیسے بچھاتے ہین دام کو

فرقت یار مین ہوتا ہے عجب غم مجھکو
روز رہتا ہے نئے طرح کا ماتم مجھکو

ڈرتا ہے کون صدمۂ آفات دہر سے
خطرہ نہین ہے موج سے ہرگز نہنگ کو

سایہ فگن جو آب مین دندان یار ہو
کیونکر نہ شبہ حباب در شاہوار کو

جو کج ہین رہتے ہین گردش مین ہردم
سدا چکر مین دیکھا آسمان کو

عقدہ یہہ سربلندی گردون سے کھل گیا
دنیا مین سب ہے عروج ہر اک کج نہاد کو

دیدہ ور شعرون سے کب ہو نابینائے علم
خاک ہووے فائدہ سرمہ سے چشم کور کو

غیر جنسون کی کسی ہووے گوارا صحبت
شہر کیا آئے پسند آہوے صحرائی کو

گر رونے سے مجکو منع اے ناصح کہ خالق نے
کیا ہو روکنے کا مانع باران رحمت کو

سرو جہری بتان سے ہوا سوزان دل زار
شمع کافور جلا دیتی ہے پروانے کو

ہو نمرود ابر اسکے ہمسر کسی صورت
شانے سے میرے دل کی گرہ کھل نہیں سکتی
کیا پست فکر خلل کرے میرے شعر میں
ایمن ہے حوادث سے سدا حسن خداداد
گوشمالی چرخ سے عالم نہ گھبرائے کبھی

شرف ہے بادشاہی پر ترے در کے گدائی کو
دیکھا ہے نہیں عقدہ کشا پنجۂ شل کو
پروا ہے سیل کب ہے زمین بلند کو
کب خوف خزان کا ہے گلزار ارم کو
ہوتی ہے دست نوازش گوشمالی ساز کو

ردیف ہاے ہوز

یہ غزل صنعت لزوم میں ہے یعنی لفظ صاف کو ہر شعر میں لازم کیا ہے

دیکھ لے گر خط سبز صاف رخسار آشنا
پرتو افکن ہو جو ہستی میں اگر وہ روی صاف
فیض عکس گوہر دندان صاف پایئے
عاشقوں کی موت کی صورت نظر آتی ہے صاف
زخم تیغ چشم سے وہ جو ایمن ہے مدام
تربیت سے کیوں نہ ہوں دلوں کا دل بھی صاف
دلمیں اوسکے ہے جو کچھ ہمکو نظر آتا ہے صاف
خط سے روے صاف دلبر کو نہیں جلا ملال
خوبان جو ہوے میان سادہ رو کا ہی مدام
ہو نمایان سبزہ خط روی صاف یار پر
روی صاف پر عرق تیرا نظر آئے اگر
شہسوار سادہ رو گذرا ہے جو اس راہ سے
دیدۂ گریان کا ہے عکس پڑ جائے اگر
بے اثر کیوں وار تیغ موج صرصر کا ہو

کیوں نہ ہووے صورت طوطی سے بیزار آئینہ
خانۂ خمار کی بنجائے دیوار آئینہ
ہوگیا ہے معدن لولوے شہوار آئینہ
دست قاتل میں بنی شمشیر خونخوار آئینہ
جسم صاف دلبر سفاک ہے چار آئینہ
کرتے ہیں آئینہ گر تیغ سے تیار آئینہ
ہے گھر اسکا سینۂ شفاف دلدار آئینہ
صورت طوطی سے کب ہوتا ہے بیزار آئینہ
صاف قلب صاف ہے گویا کہ ہو دار آئینہ
کیا تعجب ہے کہ ہے پیدا جو زنگار آئینہ
پانی پانی شرم سے ہو صاف ای یار آئینہ
ہے زمین پر صاف نقش پای رہوار آئینہ
صاف بنجائے ابھی ارکھ بار آئینہ
جسم صاف شمع پر فانوس ہے چار آئینہ

کون سے صاف دلکو دہر مین ایجان فضول
دست اسکندر مین بہی ہووے نہ بیکار آئینہ

عکس ہے خط سبز دلبر پہ دل صافی مرا
ہوگیا طوطی کا دیکھو عاشق زار آئینہ

اپنی آنکھون کیطرح رہتاہے بیدار آئینہ
انتظار یار مین ہے میرا غمخوار آئینہ

دیکھ پاوے گر رخ شفاف دلدار آئینہ
روز و شب حیرانی سے رکہے سروکار آئینہ

جب نمودار اوس رخ شفاف پر سبزہ ہوا
مہر کو کہنے لگا ہر شخص ہو زدار آئینہ

اس قدر جو ہے صفائی حسن سے حیرت زدہ
کیا تعجب ہے سبے گر نقش دیوار آئینہ

کر صفائی قلب حاصل تاکہ ہو ہر دل عزیز
دست خوبان مین رہا کرتا ہے ای یار آئینہ

استخوان کشتۂ آئینہ رویان گر اوٹھاے
کیا تعجب زاغ کی ہوجاے منقار آئینہ

پر تو عکس جمال یار سے محروم ہے
مہر کا ہے گنبد گردون پہ بیکار آئینہ

عکس دندان کام مہر سے کنگہی کا کر گیا
ہوگیا ہے چاک شکل شانہ اے یار آئینہ

تیغ ابروی ہلالی کی اگر دیکھے چمک
ماہ کا بھی ہیسح پر ہوجائے افگار آئینہ

شکل اوس نور مجسم کی نہین دیکھی ہے کیا
عکس پیغمبر نما ایسا ہوا ازار آئینہ

لالہ خونین جگر سے اسے بت شیرین دہن
کوہکن کا حال کر دیتا ہے کہسار آئینہ

دیدۂ جوہر سے کرتا ہے جو نظارہ مدام
خوبرویون کا نگر ہے عاشق زار آئینہ

اوسنے چوبا آئینہ کو اور مین کشتہ ہوا
بنگیا ہے ہاتھ مین قاتل کے تلوار آئینہ

کیون خفا ہے عاشقون کی بات سے ای ساقیو
طوطی کی تقریر سے ہووے نہ بیزار آئینہ

ملک حسن خوبرویان جو مسخر کر لیا
رکہتا ہے شکل سکندر بخت بیدار آئینہ

دیدۂ جوہر رنگ گل ہوای گگرد تمام
عکس چشم خون فشان سے ہوگئی گلزار آئینہ

شکل طوطی ہوگیا حیران تعلی کھل گئے
آگیا جب وقت پیش روے دلدار آئینہ

سبزۂ خط کب عیان ہے عارض شفاف پر
ہے نہان پشت پہ طوطی مین اسے یار آئینہ

صورت نقش قدم حیران ہووی سر بسر
دیکھے اے آئینہ رو تیری جو رفتار آئینہ

اوسکے ہر ہر عضو کا ہے عکس ہر عضو مین
ہے زبس فرط صفا سے پیکر یار آئینہ

طوطی حیران اگر ہنچلے چڑیا کیا عجب — ہے صفائی سینہ سے انگنا کی دیوار آئینہ

منعکس داغ دل ناسخ کہیں ہووے کبھی
شعلہ رو ہو صورت سیماب قرار آئینہ

کیون نہ رکھین بند بیماران چشم یار آنکھ — بیشتر کم کھولتے ہین مردم بیمار آنکھ
ای مسیحا خیر سے جب تو کرے گا چار آنکھ — سوزن غیرت سے پھوڑ لینگے تری بیمار آنکھ
روتے روتے کھوئی بینائی تمہارے ہجر مین — رہ گئی اب دیکھنے ہی کو مرے ای یار آنکھ
دیکھتی ہے عاشقون کو کیا نگاہ تنگ سے — چشم روزن سے نہین کم تیری ای دلدار آنکھ
پڑتے پڑتے کیون نہ اوڑ جائین جگر عشاق کے — تیر مژگان ہے نگہ خنجر ہے اور تلوار آنکھ
سمجھے ہم چشمی کا دعوی کرتے ہین آ چشم یار — نرگس و بادام سے کہدے کہ کرین چار آنکھ
اب بھی تو للہ اپنی صورت زیبا دکھا — حسرت دیدار مین پتھرا گئی اے یار آنکھ
دل سے دل اس کافر بدکیش کا ملتا نہین — گو کہ آنکھون سے ملاتا ہے وہ بی تکرار آنکھ
حشر پر ہے وعدۂ دیدار اوس خوش چشم سے — تا قیامت کھولنے کے ہم نہین زنہار آنکھ

وصل مین ناسخ کو کرنے نہین دیتی ہے بند
ایک لمحہ کے لیے بھی حسرت دیدار آنکھ

قابو سے رات یار جو نکلا چھوڑا کے ہاتھ — گویا شکار چھوٹ گیا میرے آکے ہاتھ
اوسنے جھٹک دیے مرے شب کسمسا کے ہاتھ — کھینچا بغل مین اوسکو جو لینے بڑھا کے ہاتھ
ہاتھون مین آئین اوس بت نا آشنا کے ہاتھ — اللہ سے مانگتا ہون دعا مین اوٹھا کے ہاتھ
عاشق کے رہتے بوالہوسونکو کیا شہید — انصاف ہے مرا تری تیغ جفا کے ہاتھ
ہیرے کی ہین کلائیان بازو بلور کے — ترشے ہوئے ہین لعل کے اوس دلربا کے ہاتھ
پھیلاے پاون چاک گریبان نے سر بسر — پردے ہین جو چھپا لیے تمنے دکھا کے ہاتھ
کھولی شب وصال مین زلفون کی جو گرہ — ناخن سنے ہین شانہ عقدہ کشا کے ہاتھ
آئینے صفائی ہاتھون کی اے دلبر فرنگ — دل ہاتھون ہاتھ لے لیا مجھسے ملا کے ہاتھ
کیونکہ زبان سے اوسکی نزاکت کا ہو بیان — مہندی ملے سے لال ہون جس مہ لقا کے ہاتھ

ردیف یاے حطی

ہجر کی رات کو رلواتی ہے کیا کیا بدلے
بھرتی ہے اشکون سے دامان تمنا بدلے

میگساری کے لیے آئیگا پریون کا ہجوم
کرے میخانے کو اندر کا اکھاڑا بدلی

باغ مین بلبلین خون اپنا کرین گی دم سیر
سرخ پوشاک جو تونے گل رعنا بدلی

بادہ خوارون کو جو ہے صورت مجنون الفت
ساقیا بن گئی ہے گیسوے لیلا بدلی

یاد وندان مین اشارہ ہو اگر انکھون کا
ابھی برسانے لگے عقد ثریا بدلی

کوندتا برق کا ہے نالۂ سوزان مین مرے
اشک باری سے ہوا انکھہ کا پردا بدلی

فصل باران مین کرون قصد جو مینخانیکا
وہ سیہ بخت ہون ہو جائیگی عنقا بدلی

ہجر معشوق مین ہے ساغر عشرت ٹکڑے
دیکھکر خوش ہوا عاشق شیدا بدلی

ہوتی برسات مین جو وصلت ساقی حاصل
میکشی کا مجھے کرتی ہے اشارا بدلی

جو کہ ہین مست مئی شعر و سخن سمجھین گے
بانڈہی ہے حضرت نساخ نے کیا کیا بدلی

دیکھے مہر موسم باران مین تماشا بدلی
سوتون مین اوس سے اپٹکے ہے تنہا بدلی

بھول جائی گی صدا رعد کی ای رشک پری
تیرے دیوانے کا سن لے گی جو نالا بدلی

غیر کو انکھہ اوٹھا کر بھی نہ دیکھا مینے
چھوتون اوس بار جفا کار سے بیجا بدلی

نالہ زن صورت بلبل نہین کوئی عاشق
خط کے آتے ہی ہوا اے گل رعنا بدلی

یاد سے ہے ہجر مین زلف عرق آلودہ کے
چشم و دامن سے خجل ہوتے ہین دریا بدلی

مجھکو تمیز نہین اشک فشانی کے سبب
دیدۂ زار کا پردہ ہے مرے یا بدلی

برق پر عارض روشن کا گمان ہوتا ہے
دیتی ہے زلف سیہ کا مجھے دہوکا بدلی

کوہ و صحرا کو ڈبو دیوے مرا سیل سرشک
آہ سوزان سے مرے خشک ہو دریا بدلی

فصل باران مین ہے سرگرم غنا ہر مینا
گوندکا مجھکو سنانی ہے ترانا بدلی

اشک صافی سے ہمارا دل مجروح مبرا
کاشغر کا ہوئی زخمون کو سفیدا بدلی

چڑھ گیا ہے یہ مرے نالۂ سوزان کا دھوان
اک غزل اور بھی مستانہ سنا دیتا ہون
سر پہ لاتی ہے بلا ہجر مین کیا کیا بدلی
پھر مرے رونے سے ہون داغ دل روشن اکل
دوش صرصر پہ روان ہوتی ہے برساتون مین
سوگ کس کشتۂ گیسوے چلیپا کا رکھا
کام مرہم کا کرے گی مری چشم پرنم
یاد کاکل مین ہے نالان دل پر داغ مرا
کوئی خوش کوئی غمین جھمکڑا دیر مین ہے
ہین ہمیشہ سے یہ ساقی ازل کے باعث
غم ناسخ کا عالم مین اثر پھیلا ہے
غزل مین حکمت چشم بتان کا وصف موزون ہے
پھنسا ہی دام مین پھر کے غزال مست ای ساقی
کرے ہی برق خندہ شعر مین اشعار موزون پر
وہ مہرو میرے گھر تک آ کے شب کو پھر گیا الٹا
وہ لیلی وش نہین جو جلوہ افزا بزم عشرت مین
پریرو جب سے سن پایا ہوا دیوانہ سودائی
خدا کے قہر سے ڈرتے نہین بھولی ہو دولت پر
غضب لہراے ہین چشمۂ خورشید مین کالے
پریرو پھر توڑ کر اٹھی ہان ترے دیوانے زنجیرین
رولایا یاد صحرائی جو اشک سرخ زندان مین
خدایا غصۂ عشاق پر اب کیا بلا آئی
ہوا نکلیں ای ال طالع مین مرے لیجان

نام رندان خرابات نے رکھا بدلی
دیکھیے رنگ نیا لاتی ہے کیا کیا بدلی
یاد دلواتی ہے وہ زلف چلیپا بدلی
ماہ و انجم کو چھپا دیتی ہے کیسا بدلی
کم نہین تخت سلیمان سے ہے اصلا بدلی
کیون یہ پوشاک سیاہی بہت ترسا بدلی
ہو گئی زخم دل افگار کا پھاہا بدلی
مور کو وجد مین لاتی ہی ہمیشا بدلی
برق خندان ہے اگر کرتی ہے گریا بدلی
جام مے شیشہ صراحی خم صہبا بدلی
رعد نالان ہے اگر کرتی ہے گریا بدلی
جو حرف دائرہ وار ہے مین ہمہ خم فلاطون ہے
دل صد چاک کو کب اپنے یاد چشم میگون ہے
مرے دیوان مین کب اضطراب دل کا مضمون ہے
یہ سب کچھ باعث بدقسمتی بخت واژون ہے
مثال نالۂ مجنون صدائے چنگ و قانون ہے
تمہاری نرگس جادو کا افسانہ بھی افسون ہے
تمہارے ہاتھ مین ای منعمو کیا گنج قارون ہے
دل پر داغ کو کب یاد گیسوہاے شبگون ہے
جنون کا جوش ہے زیر قدم پھر کوہ ہامون ہے
مری زنجیر کا ہر خار مثل سوجۂ خون ہے
مسی ہر بان سے موجود ان سامان شبخون ہے
کہون کیا زائچی مین ہر کے قسمت یہ واژون ہے

تصور وہ ہے ہنگام بکا اوس روی رنگین کا
کہ رشک لالۂ حمرا ہماری چشم پرخون ہے

خیال گردش چشم سیاہ مست ساقی سے
سر سودا زدہ کو جو ہے چکر دور گردون ہے

مناسب ہے کہ اوسکو دفن کر دے خاک بابل مین
ترا ناسخ ایجان کشتۂ چشم پرافسون ہے

وہ میرے عشق صادق کے اثر سے ہیر مفتون ہے
جو مجنون تھا وہ لیلی ہے جو لیلی تھا وہ مجنون ہے

جنون کا حالت وحشت مین جو مرغوب مضمون ہے
قلم کو مین سمجھتا ہون کہ شاخ بید مجنون ہے

فسون بیکار ہے پیش زہر ہاز زلف شبگون ہے
یہہ وہ کالا ہے افسون گر جہان بیکار فسون ہے

خرامان جو لب جو باغ مین وہ سرو موزون ہے
نظر مین قمریون کے سرو گویا بید مجنون ہے

مرے دیوان مین موزون وہ صفات انکا جو مضمون ہے
مرا ہر مصرع موزون برنگ سرو موزون ہے

قطعہ

نشان باقی رہا جز نام کسکا دہر فانی مین
الہی دیکھئے کب تک کس قدر یہ دور گردون ہے

بنا آئینہ اسکندری نے جام جم کا ہے
نہ باقی طاق نوشیروان ہی نے قصر فریدون ہے

نہ عذرا ہی وامق ہے اور نہ شیرین ہے نہ ہی لیلی
نہ وامق ہے نہ ہے نل کوہکن ہے اور نہ مجنون ہے

بجھائی پیاس میری شدت ہجران مین ساقی
گلوی خشک اپنا خنجر قاتل کا ممنون ہے

اثر ہے پرتو لعل لب رنگین کا اسے گلرو
پسینے پر ترے سبکو گمان قطرۂ خون ہے

پیالہ تیرے رندون کو ہے جام مئ غزل نغمہ
جو وجد صوفی صافی ہے گویا رقص موزون ہے

رگ سنگ لحد پر ہے زبان مار کا وہ ہو کا
تصور مین جو بعد مرگ اوسکی زلف شبگون ہے

ترے رخسار وگیسو کا اثر پھیلا یہ عالم مین
پریشان کاکل سنبل ہے دل غنچے کا پرخون ہے

جلایا عشق روی شعلہ افشان نے مجھے ایسا
شرر آتش کا ہے تہمین مرے جو قطرۂ خون ہے

یہہ دور دیدۂ تر فراق جانان کا اثر پھیلا
مہ و خور چرخ مین ہین روز و شب گردش مین گردون ہے

بدشواری کسی کے گوشۂ دل پر ہنوز قبضہ
بہت آسان تسخیر بلاد ربع مسکون ہے

ملایا خاک مین دیدۂ جگر تو نے رندون کو
مگر گردش تری آنکھون کے ساقی دور گردون ہے

خیال روی انشا کہ مین رنگ اپنا اور ہے
مگر سیماب کا قطرہ مرا ہر قطرۂ خون ہے

شہادت کا سر سر کے جدا کرنے سے دیتا ہے
مثال چرخ روز و شب جو گردش مین گردون ہے

ہوئی کیفیت اشراق حاصل جی کے پینے سے
ہر اک ہشیش تیرے دور مین ای ساقی فلاطون ہے

دل نساخ کو گندم کیصورت پیس ڈالیگا
مثال آسیا جو روز و شب گردش مین گردون ہے

نہین زینت کی خواہش اوسکو ای لیلی جو مجنون ہے
کہ زیب فرق عاشق داغ سودائی ہمایون ہے

بغیر سنگ کوئی جیب زر سے خاک حاصل ہو
زوال دولت قارون کا باعث گنج قارون ہے

بلا انسان کے سر پہ جوہر ذاتی سے آتی ہے
مقید علم سے اپنے ہوا خم مین فلاطون ہے

تہی حسن طفل سادہ رو کی کیون نہ پہیرم گم
کہ حسن ماہ نو اختر شناسو روز افزون ہے

جو روشن دل ہین روز و شب رہا کرتے ہین گردش مین
دلیل صاف اسپر دور مہر و ماہ گردون ہے

جو ہے کنجوس دولت اوسکی اوسکے ساتھ جاتی ہے
رواں زیر زمین ہمراہ قارون گنج قارون ہے

زبان سے ہے لال اوسکی اس چمن مین جسنے کہینچ لی
تکلم کے سبب غنچہ کا دل گلشن مین پر خون ہے

وطن مین آبرو پایا نہین ہم چشمون مین ارزان
بجا اک مردم آبیکو قدر ذوالنون سے ہے

نہین پہونچیگا صدمہ گوشہ گیرونکو کسی صورت
بلاے آسمانی سے رہا خم مین فلاطون ہے

اک نظر لطف و کرم کی شکل ہو سا چاہیے
عشرت دنیا مجھے نے عیش عقبا چاہیے

ساقی مہوش سے ہے تنہائی سے جام مئی بھی ہے
مجھکو اب ای جان بے آرام اور کیا چاہیے

خط سبز و حسن گندم گون کی ہو رونق بہار
اوڑھنے کو سر پہ اک دھانی دوپٹا چاہیے

چشم حق بین کو نظر آئے گا جلوہ یار کا
آئینہ سے ہو دل صافی مصفا چاہیے

چارہ گر مین تیغ چشم یار کا مجروح ہون
برگ نرگس کا مرے زخمون پہ پہاہا چاہیے

ہاتھ مین پستان سینہ مین آ گئے تھی رات کو
ہو ہتھیلی اپنی روشن مثل بیضا چاہیے

روز و شب ہے دو بادہ مخمور ساقی کا خیال
عمر کا لبریز ہو جائے پیالا چاہیے

وقت ترئین کہہ رہا تھا شانہ گوش یار مین
زلف کے عقدے بہت ہین جسطرح کہولا چاہیے

اک غزل لکھیے بہ تبدیل قوافی اور نئے
زور اپنی فکر صائب کا دکھایا چاہیے

سیمتن کو جالی کی انگیا پہنایا چاہیے
مار ڈالا ہے ترے جوڑے نے جو ای شوخ چشم
چاہیے دلکو تصور چشم فتان کا ترے
مار ڈالا ناصحا تری نصیحت نے مجھے
آ گئے ہیں تو شبکی شب رہنا چاہیے اے ماہرو
دیدہ نرگس کو چھوڑا اور مروڑے لگے کان
مثل شاخ زعفران ہجران میں ہین وہ زرد و زار
شوخیان بلبل سے جو کرتا ہے ای وحشت جنون
زندگی بھر غیر کی ہووے نہ محتاجی نصیب
تا سے پاوں سرو بالا مین جو ہووے ہین لشہ
پر نوا فگن ہر طرف سے جلوہ دیدار ہو
رنگ گل اوڑنے لگے کا ہوش بلبل کی طرح
آفتاب حشر کی گرمی کا صحب کو خوف کب
کشتہ چشم سیہ ہے تربت نساخ پر
نیم بسمل چھوڑنا لازم نہیں نساخ کو
مرقد نساخ پہ لازم ہے جانا سر کشو
ہون سراپا حسن مطلع ایسی نور افشان غزل

دام میں سونکی چڑیا کو پھنسایا چاہیے
ناف آہو میرے مرقد پہ چڑھایا چاہیے
عطر فتنہ سے یہ پیراہن بسایا چاہیے
کوئی تدبیر اوسکے ملنے کی بتایا چاہیے
طالع خوابیدہ کو میرے جگایا چاہیے
سرو کی گردن کو بھی ای گل جھکایا چاہیے
حال پر میرے ہنسے اپنا پرایا چاہیے
دھجیان گل کے گریبان کی اوڑایا چاہیے
بہرہ جاہ ہووے قبول اپنے خدایا چاہیے
عرش اعلی کا بھی اب ہلجائے پایا چاہیے
دلکو اپنے آئینہ خانہ بنایا چاہیے
باغ میں چلکر رخ رنگین دکھایا چاہیے
دست پیغمبر کا ہے سر کو سایا چاہیے
گل کے بدلے دیدہ آہو چڑھایا چاہیے
اور بھی اک ہاتھ اسے قاتل لگایا چاہیے
گل کے بدلے ہتوری بھی توڑ چڑھایا چاہیے
پڑھ کے اس خورشید طلعت کو سنایا چاہیے

ولہ

گل کو ای گل عارض رنگین دکھایا چاہیے
پنجہ گل رنگ ای نگار دکھایا چاہیے
سینہ پہ سیر وریا میں دکھایا چاہیے
گل کے گل اور داغ پر اب داغ کھایا چاہیے
آئینہ رو خود اسینہ اپنا دکھایا چاہیے

چٹکیوں میں عندلیبوں کو اوڑایا چاہیے
شاخ مرجان کے جگر سے خون بہایا چاہیے
عکس رخ سے آگ پانی میں لگایا چاہیے
گلشن فردوس سینے کو بنایا چاہیے
طوطیوں کے ہاتھ کے طوطے اوڑایا چاہیے

روی آتش رنگ کا مضمون سنایا چاہیے / حاسد بدکیش کے دل کو جلایا چاہیے

دونون عالم سا قبا دل سے بھلایا چاہیے / ایسی اک بوتل برانڈی کی پلایا چاہیے

ای جنون پرزے سلاسل کے اوڑایا چاہیے / دشت وحشت کو بھی طاقت آزمایا چاہیے

حال جسم زار کا اپنے سنایا چاہیے / اوس گل رعنا کو خارستان پر بٹھایا چاہیے

مصحف رخسار روشن کو دکھایا چاہیے / گبر مین بگڑے ہوئے ایمان پہ لایا چاہیے

شمع وار اک رات دریا مین نہایا چاہیے / پھسلیون کو مثل پروانہ جلایا چاہیے

خانۂ زنجیر مین وہ غل مچایا چاہیے
آسمان کو سر پہ ای نساخ اوٹھایا چاہیے

جو کہ اوس کافر ظالم پہ فدا ہوتا ہے / مورد رنج و غم و جور و جفا ہوتا ہے

سیر گلگشت جو وہ جلوہ نما ہوتا ہے / باغ مین پیرہن غنچہ قبا ہوتا ہے

جو اسیر خم گیسو سے دوتا ہوتا ہے / دہر کی قید علائق سے رہا ہوتا ہے

دم یہان حضرت عیسی کا فنا ہوتا ہے / لب جان بخش جو اعجاز نما ہوتا ہے

ناوک بے اثری صید سے کر لیتا ہے / جب روان سوی فلک مرغ دعا ہوتا ہے

دم رفتار تری مردہ مین جان آتی ہے / شور خلخال بتان قم کی صدا ہوتا ہے

جان پریشانہ و مشاطہ کے بن جاتی ہے / بل پہ جس وقت وہ گیسوے دوتا ہوتا ہے

اوسکے عارض سے اگر ہے رخ مہتاب کو رشک / داغ سینہ سے خجل شمس ضحی ہوتا ہے

خلق کو نوح کے طوفان کا گمان ہوتا ہے / دیدۂ زار جو مصروف بکا ہوتا ہے

چوم کر اوس لب شیرین کو ہوا مین تو کھلا / سم سے افزون اثر آب بقا ہوتا ہے

دو اودھر چار اِدھر لوٹ گئے بر سر راہ / تیری چالون پہ تو اک حشر بپا ہوتا ہے

ہمسری ناخن پا سے ترے جب کرتا ہے / ماہ نو چرخ پہ انگشت نما ہوتا ہے

کر ہی لیتا ہے گرفتار وہ گل ہاتھون ہاتھ / دل چرا لینے پہ گر دزد حنا ہوتا ہے

خون ہوتا ہے دل پختۂ مرجان یکدست / دست رنگین کے مقابل جو ذرا ہوتا ہے

عمر بھر ہووے نہ آزاد گرفتاری سے / رشتۂ زلف بتان سے جو بندھا ہوتا ہے

مہر سے بھی نہ اوٹھون صورت شبنم ای ماہ / مین ہون وہ اشک جو نظرون سے گرا ہوتا ہے

ہین سفلہ ہے کسی کی بت ترسا واللہ / آئین گر حضرت عیسی بھی تو کیا ہوتا ہے

ہجر ہے وصل سے بہتر ہے ترے عاشق کو / درد بے پیر ترے مریضون کو دوا ہوتا ہے

بیٹھ رہا گھر مین ای نساخ بقول مومن
دربدر ناصیہ فرسائی سے کیا ہوتا ہے

دل کوئی حلقۂ گیسو سے رہا ہوتا ہے / طوق کب گردن قمری سے جدا ہوتا ہے

جان لے لینے کو اک کھیل سمجھتے ہین صنم / کافرون کو بھی کہین خوف خدا ہوتا ہے

حال دل یار کے آگے مین بیان کرتا ہون / پیش گل مرغ چمن نغمہ سرا ہوتا ہے

فیض روشن دلون سے تیرہ درونکو پہنچے / مہر سے نور رخ ماہ سوا ہوتا ہے

نام سے کام نکلتا نہین دنیا مین کبھی / شاہ کہلانے سے کب شاہ گدا ہوتا ہے

خال شانہ نے پھنسایا ہے ترے جوڑے مین / دانہ سے قید قفس مرغ ہوا ہوتا ہے

گردش دیدۂ ساقی نے کیا ہے مدہوش / دور ساغر کا سدا ہوش ربا ہوتا ہے

ننگ پابند کبھی ہمت عالی جو رکھے / کوئی عنقا بھی کہین رشتہ بپا ہوتا ہے

داغ اپنے دل روشن سے نہوے زائل / ماہ سے کب کلف ماہ جدا ہوتا ہے

جسم و زر کیا رکھین معشوق سے عشاق عزیز / جان سے شمع پہ پروانہ فدا ہوتا ہے

کوئی قاتل کا پتا لا سکے عاشق سے ملا / میل رہرو کے لیے راہ نما ہوتا ہے

سجدہ کرتا ہے عبث مٹی کی مورت کو مدام / برہمن بت بھی پرستش سے خدا ہوتا ہے

کام ادنی سے نکلتا نہین اعلے کا کبھی / ناخن پا بھی کہین عقدہ کشا ہوتا ہے

دیکھتی جین جبین اوسکی ہے خط تقدیر / وہی ہوتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے

بام تک اوسکے نہ پہنچے گا کبوتر نساخ
عرش پر کب گزر باد صبا ہوتا ہے

دل پر سوز پہلو مین کہان ہے / مرا سینہ سمندر کا مکان ہے

ہین سنبل زلفین نہ آنکھین ہین نرگس / ہین گل رخسار تو غنچہ دہان ہے

ہوا پابند عقد رشتۂ عمر
کہان ہاتہہ آیا ستہ ہون میان ہے

دہوان سے زلف اور شعلا ہی عارض
ترا قد روان شمع روان ہے

تمہاری مانگ کی لکہی جو تعریف
مرا ہر شعر رشک کہکشان ہے

خیال عارض آتش فشان ہے
دہوان نظرون مین ہر آسمان ہے

دل افگار مین ہے یاد مژگان
فلک پر تیر کا جوزا مکان ہے

روان آنکہون سے ہی اک خون کا دریا
رخ رنگین جو اوس گل کا نہان ہے

توہم کا گذر وہان تک کہان ہے
مکان اوس دلربا کا لامکان ہے

خیال باغ روے دلستان ہے
دل پر داغ باغ بے خزان ہے

ترے دانتون سے رنگ پان عیان ہے
یہ کان لعل مین گوہر نہان ہے

لکہا اوسنے جو حال زار اپنا
تو خامہ رشک شاخ زعفران ہے

دل سوزان مرا ہتلے سے اوسمین
ذقن تیرا سمندر کا مکان ہے

بنا ہے مضمون چشم فتنہ زا کے
زمین شعر گویا آسمان ہے

خط نورس اگر ہین حضرت خضر
لب جانان مسیحا کی زبان ہے

کہا مینے دہن کو جو ہے فرد
کہو اے منطقی حجت کہان ہے

جدا معشوق سے عاشق کو کر دے
مگر دور فلک شور افزان ہے

خیال خال ہے اس چشم نم مین
کہ دلواے ماہ کیوان کا مکان ہے

نمایان کیا دہان یار ہووے
نظر سے چشمۂ حیوان نہان ہے

نہین ہے بات منہ مین اوس صنم کے
کہ نقطہ پارے ہوتہ مین کہان ہے

وہ نور افشان ہین اپنے شعر فیض
منور جنسے بزم دوستان ہے

کس گلبدن پہ کے لپکے وہ ہر دم اس چمن مین ہے
پہولا ہوا خوشی سے جو گل پیرہن مین ہے

فیض چمن خیال رخ گلبدن مین ہے
گویا برنگ درد ہے جو گل بدن مین ہے

کہتے سنے عدو کے کھلی تیغ زن یہ بات
کہتے ہین اوسکو نکتہ موہوم اس لیے
کیا دور آفتاب مین ہو دن کو کیفیت
یاد عذار صاف و لب و زلف مین یہ دل
دکھلائے مجکو جلوہ بت نے خدا کی شان
کیا نکلے منہ سے بات ترے آگے رعب سے
چہو سکتے اپنے ہاتھ نہین اوسکے پاؤن کو
لاکھ آرزو کے خون سے ہے ظالم بھرا ہوا

خنجر کا خاصہ مرے طرز سخن مین ہے
نقطے کی بھی جگہہ نہین تیرے دہن مین ہے
جو لطف شب کو دور شراب کہن مین ہے
گاہے حباب مین گاہ یمن گہہ ختن مین ہے
عالم حرم کا بتکدہ برہمن مین ہے
زندہ جو پیرہن مین ہے مردہ کفن مین ہے
تازہ نیاز وصل مین دولہا دلہن مین ہے
آب بقا کہان ترے چاہ ذقن مین ہے

ناسخ کیون جواب آتش کا مین لکھون
گرمی ہزار رنگ کی میرے سخن مین ہے

اندام نازنین جسم پیرہن مین ہے
بلبل بھی اب تجسس تنگ چمن مین ہے
اے یادرو جلن جو مرے داغ تن مین ہے
مارے ہین آنسووں ہی جو داغ تن مین ہے
بیتاب ہو وی اروشن و رنگین کی یاد مین
مضمون بندھا ہے تحت دل بیقرار کا
اللہ رے صفائی تن نازنین کا رنگ
یہ فیض چشم تر ہے کہ مرنے کے بعد بھی
شہرہ ہوا جو گیسوے مشکین یار کا
نشتر ہرن ہے کاٹتا چشم غزال کا
محضر ہے کشتگان لب لعل یار کا
مارا پڑا ہون طرہ دستار یار سے
چشم بتان نے ہمسر گردون بنا دیا

ہم شاعرون کا قول یہ ہے جان تن مین ہے
کیا ذکر سیب باغ ترے انجمن مین ہے
سوزش کب ایسی مہر کے داغ کہن مین ہے
اب عالم فلاک مرے بیت الحزن مین ہے
پروانہ بزم مین ہے تو بلبل چمن مین ہے
بجلی جبرا او گوش عروس سخن مین ہے
صرف نشان ناک نہین سارے بدن مین ہے
عالم رگ سحاب کا تار کفن مین ہے
بیقدر فیض مشک ختا و ختن مین ہے
شوخی عجیب نرگس محو فتن مین ہے
سرخی سے جو نمود عقیق یمن مین ہے
عالم خط شعاع کا تار کفن مین ہے
سیر مسافرت ہمین مین وطن مین ہے

نساخ نے لکھا ہے جو ناسخ کا یہ جواب
اک شور مرحبا کا اوٹھا انجمن میں ہے

رہ میان میں ہنگام گریہ وہ گل رخسار ہے
اشک کا قطرہ جو ٹپکا عندلیب زار ہے

روز و شب دل کو خیال کاکل خمدار ہے
سانپ کی بانبی سے افزون سینۂ افگار ہے

چاند سا چہرہ دکھایا تو نے جو اے ماہ رو
یہ دل نازک مرا شکل کتان افگار ہے

کب اوسے سیر گل نرگس ہوئی مد نظر
جو تمہاری نرگس بیمار کا بیمار ہے

ہے دہان تنگ گلرو غنچۂ خاطر مرا
اور کمر دلبر کے گویا اپنا جسم زار ہے

ایک دم رکھا تھا جسنے دیدۂ پرنم پہ آہ
آستین سے پانی پانی ابر دریا بار ہے

رنگ کچھ لاتا ہے پھر صحرا نوردی میں مجھے
مژدہ خار دشت پھر وحشت مری غمخوار ہے

عشق بازی میں یہ نوبت ہے نہیں باقی نشان
نام سے آپ ننگ ہے ناموس سے اب عار ہے

زار ایسا کر دیا موسے میان یار نے
رونگٹون کا سایہ بھی اپنے بدن پر بار ہے

صورت سنبل پریشان ہے دل صد چاک یہان
جیسے وان بکھرے ہوے شانے پہ زلف یار ہے

وصل میں آٹھ آٹھ آنسو کیون رلاتے ہو مجھے
بوسۂ رخسار پر پوچھو کیون تکرار ہے

ہے دل پرخون کو لازم نوک مژگان کا خیال
اس چمن میں کونسا گل ہے کہ وہ بیخار ہے

چھا گئی ہے مردنی چہرے پہ پھیلین چھتگین
حال یہ بیمار ہجران کا ترے اے یار ہے

مہر و مہ ہین جام سکان فلک ہین مے پرست
چرخ مینا فام گویا خانۂ خمار ہے

یاد کاکل میں سہنے ہر اک کڑی زندان یار
حلقۂ زنجیر زندان میں وبال مار ہے

رخ کیا جسطرف سر ہونے لگے تن سے جدا
عامل مریخ اے قاتل تری تلوار ہے

بعد مردن بھی بلا عشق صنم کا ہے اثر
جو رگ سنگ لحد ہے رشتۂ زنار ہے

بعد مردن بھی نکلتے ہین شرارے قبر سے
استخوان میرا جو ہے منقار موسیقار ہے

ہے دوا اپنی دل مجروح کی اے چارہ گر
سبزۂ شمشیر گویا مرہم زنگار ہے

کیون نہو معراج اب صل علی کے شور کو
ہان زبان کو ورد نام احمد مختار ہے

ہمسر و اپنا کے غرور ناز معشوقانہ ہے
رخچہ خط سے غزل حسن کا پروانہ ہے

دشت گردی مین خیال نرگس مستانہ ہے
جو مرا نقش قدم ہے صورت پیمانہ ہے

اوس بت لیلی ادا کا دل مرا دیوانہ ہے
وحشت افزا ہے دل مجنون مرا افسانہ ہے

سبزۂ خط سے قرین عارض جانانہ ہے
یا کہ گرد شمع روشن مجمع پروانہ ہے

اوس پری کا دیکھیے جسکو وہی دیوانہ ہے
آئینہ حیران ہے تو دل چاک اوس سے شانہ ہے

جلوہ گر چارون طرف سے جلوۂ جانانہ ہے
سینۂ صافی ہمارا آئینہ کا خانہ ہے

یاد لعل یار نے زندان مین رلوایا ہے خون
دانۂ یاقوت ہے زنجیر کا جو دانہ ہے

طوق ہالے کا پڑا رہتا ہے جو اوسکے گلے
ماہ بھی اوس غیرت خورشید کا دیوانہ ہے

سیکشی کرتے ہین سکان فلک روشن ہے صاف
مہر کا جو ساقی گردون سے لیے پیمانہ ہے

اوسکی تزئین کا جو ہر دم دہیان رہتا ہے مجھے
سینۂ آئینۂ دل صد چاک اپنا شانہ ہے

بسملون کا تیرے اے سفاک عالم وقت ذبح
نالۂ تکبیر اور تڑپنا سجدۂ شکرانہ ہے

مین وہ دیوانہ ہون اس دنیا کو زندانخانہ مین
مردم چشم پری زنجیر کا ہم دانہ ہے

وصف لکھتا ہون جو چشم مست ساقی کا مدام
سیکشو ہر بیت مین کیفیت سیخانہ ہے

دشت وحشت مین خیال چشم مست یار سے
آبلہ اپنی نظر مین صورت پیمانہ ہے

جکڑا رہتا ہے جو زنجیر شعاعی مین مدام
مہر عالمتاب بھی اوس ماہ کا دیوانہ ہے

سنگدل رحمت سے رہتے ہین ہمیشہ نا امید
سنگ کیا باران سے ہو زنجیر کا جو دانہ ہے

ہے صراحی دار گردن آنکھین ہین جام شراب
اوسکی آنکھون مین جو ڈورا ہے خط پیمانہ ہے

زلف خوبان سے جو اوسکے چاک ہوا اسکا جگر
دیکھ لیجیے چاک چاک اے آئینہ رو شانہ ہے

مانگ جو اوسکی نکالے اس دل صد چاک کو
ارہ کے دندان سے کیا کم شانہ کا دندانہ ہے

جسکے دل مین زخم ہے سب ہے اوسکو ورد نام یار
ذکر حق مین روز و شب تسبیح کا ہر دانہ ہے

لکھتے ہین نساخ اک شمع تجلی کی صفت
اب زبان کلک بھی گویا پر پروانہ ہے

داغ دل روشن ہے زائد عارض پر نور سے
مہر و مہ سے دست بیضا سے چراغ طور سے

ہے محبت مجھکو چشم ساقی مخمور سے / لب بلب رہتا ہون ہر دم ساغر معمور سے

شب ملے جو ہاتھ اوسکے عارض پر نور سے / ہے ہتیلی کی چمک بڑھکر چراغ طور سے

وہم مین لڑتے ہین آنکھین ایکبار رشک حور سے / کرتے ہین نظارہ ہم باغ ارم کا دور سے

شعلے جو اوٹھتے ہین میرے زخم کے ناسور سے / سرد وہ ہوتے ہین کوئی مرہم کافور سے

دیکھے اوس برق تجلی طور کا جلوہ اگر / روز روشن بس مشابہ ہو شب دیجور سے

ہجر مین سہہ ہے ہر ان سو مثل گلخن اے جبار / تجھکو کیا سوزش ہین نسبت ہو تن محرور سے

سلک دندان کے جو لکھے مینے مضمون باتہ قلم / شعر ہین اپنے مشابہ سبحۂ بلور سے

ہین انار و سیب سے بہتر وہ پستان ذقن / چشم و لب خوشتر کہین بادام سے انگور سے

ہے کہین نازک کمر اوس نازنین محبوب کی / فکر شاعر سے رگ گل سے میان مور سے

دفن زیبا کہ کچھ میرا لاشہ بعد مرگ / عشق ہے مجھکو کسی کے نرگس مخمور سے

نیستی نقش حجر ہے اور ہستی نقش آب / یہ صدا آتی ہے مجھکو تربت طیمور سے

کر دیا بد مست چشم مست ساقی نے مجھے / مست ہو جاتا ہے عالم بادۂ انگور سے

سانپ کے مانند سمجھو بھی ہے رکھتا منہ مین من / مجھکو یہ روشن ہوا ہے مانگ کی سیندور سے

ناسخ آتش زبان کی گور مین لگ جائے آگ / وصل کی گرمی کا مضمون جب سنے مجھور سے

کشتہ ہوا ہون تیغ نگاہ نگار سے / سنگ فسان بنا مرے سنگ مزار سے

عشاق قتل ہو وین ابروی یار سے / خون مومنون کا ہوویگا اس ذو الفقار سے

شمشاد و سرو گڑ گئے رفتار نگار سے / پامال کیا ہو گئی رفتار یار سے

ہیرا سفید ہے در دندان یار سے / ہے لعل خون بدل لب سرخ نگار سے

جبتی ہی خاکسار ہین ہمسے کدورتین / عالم کو ہے غبار ہمارے غبار سے

پیدا ہو وہ جو ہا ہین یہ کان لعل مین / نسبت گہر کو کیا در دندان یار سے

اس غنچہ گرفتہ دل کو نہ وا کیا / شکوہ مجھے رہیگا نسیم و بہار سے

داغ جگر کو گلشن تصویر کی طرح / کب ہو امید و بیم خزان و بہار سے

طاری یہہ ضعف مردم بیمار پر ہے وان / ہے مضطرب نگاہ بہی سرمہ کے بار سے
جوش جنون مین ہوگیا عریان جو اسے پری / اوجھے کبھی نہ تاتہ گریبان کے تار سے
خورشید میرے نالہ سوزان سے جل بجھے / مہتاب داغ ہووے دل داغدار سے
دامان وجیب گوہر صافی سے بھر دیے / رشتہ مژہ کو ہے رنگ ابر بہار سے
آرایشون سے طفل گل اندام کو غرض / کب گلشن ارم کو ہو مطلب بہار سے
اوترے وہ پیڑنے کو تو مین قتل ہوگیا / دریا کی دہار کم نہین خنجر کی دہار سے
مین بکا ہین دیکہیے کسکی نظر لگے / دریا نہے ہوا گہر آبدار سے
دل یار سادہ رو کا مکدر جو ہوگیا / آئینہ بہی نہ صاف ہو میرے غبار سے
مجھکو یقین ہے نقش یہ وہ آئینگے ضرور / بہتر ہے روز ہجر شب انتظار سے
آیا وہ رشک گل مرے بالین پہ نزع مین / شام خزان بہی کم نہین صبح بہار سے

منہ کی جہڑی لگاے جو ناسخ تا ہجر مین
آب آب ابر ہو مژہ اشکبار سے ۔

خانہ زندان مین یاد روے پُرتنویر ہے / مردم چشم قمر سودا زنجیر ہے
پہڑے پڑے کیون نہ اوڑجائین جگر عشاق کے / چشم خنجر ہے مژگان ہے نگہہ شمشیر ہے
ہے خیال چشم مست شوخ زندان مین مجھے / ساغر صہباے گلگون حلقہ زنجیر ہے
ہین گل تر داغ دل ٹہنڈی ہوا ہے آہ سرد / کشور دل اپنا رشک خطہ کشمیر ہے
چونک اوٹھے خواب عدم سے خفتگان خاک بہی / صور اسرافیل اپنا نالہ شبگیر ہے
ہوگیا یاد کمر مین اس قدر زار و نحیف / طوق جو گردن مین تہا وہ پاؤن کی زنجیر ہے
اوسکے کہلنے کی نہین کوئی بہی صورت اے نسیم / یہہ دل ناشگفتہ اپنا غنچہ تصویر ہے
روز و شب لکہتا ہون اک شیرین شمائل کی صفت / نوک خامہ سے روان دریاے جوے شیر ہے
کاملون سے بہرہ ور ہوتے ہین ناقص بہی مدام / فیض سے خورشید کے مہتاب کی تنویر ہے
کب ہوے پاے نگاہ عاشق شیدا جدا / روزن دیوار گویا حلقہ زنجیر ہے
ان مسی آلودہ ہونٹون نے کیا بند اوسکا دم / دس زبانون سے سدا سوسن کی یہ تقریر ہے

خون سے آلودہ رہتی ہی جو اے قاتل مدام
اک دہان زخم چشم جوہر شمشیر ہے

سرد و گرم دہر سے ہوتا ہے آدم تیز ہوش
آب و آتش ہی سے پیدا برق شمشیر ہے

زار جب نساخ ایسا ہون تو ناسخ کی طرح
کیون نہ سب مجھکو کہین مجنون کی یہ تصویر ہے

ایک شب خواب مین صورت جو دکھائی ہوتی
نیند تا صبح ابد مجھکو نہ آئی ہوتی

جنگ پر اوسکے طبیعت اگر آئی ہوتی
وصل مین بھی تو زبان اوسنے لڑائی ہوتی

شرم اے یار جو اغیار سے آئی ہوتی
صورت آئینہ کو ہرگز نہ دکھائی ہوتی

موسم گل مین جو بلبل کو رہائی ہوتی
دامن باغ مین پھولے نہ سمائی ہوتی

ہاتھ مین کاکل شبرنگ جو آئی ہوتی
اک بلا سر پہ شب وصل مین لائی ہوتی

اے پری بیڑی جو منت کی بڑھائی ہوتی
تیرے دیوانے کو زندان سے رہائی ہوتی

اپنے نالون نے رسائی جو دکھائی ہوتی
آہ و فریاد فرشتون کو سنائی ہوتی

روز محشر شب تاریک جدائی ہوتی
یاد کاکل مین اگر نیند نہ آئی ہوتی

بادہ کش کس لیے منت کش ساقی ہوتے
آنکھہ اگر دیدۂ میگون سے لڑائی ہوتی

کھولتا صورت شانہ دل عاشق کی گرہ
ہاتھہ کو زلف تلک اوسکی جو رسائی ہوتی

روز محشر نہ گنہگار ہو آرام نصیب
نیند کیا مجھکو شب ہجر مین آئی ہوتی

تیغ بسمل کے گلے پڑتے دو چندان احسان
ایک تلوار اگر اور لگائی ہوتی

خاک پاتے مرے مرقد کا نشان صبر و شکیب
مدفن جو تری چاہ چھپائی ہوتی

روز و شب ورد ہے نساخ کو قول ناسخ
تو جو ہوتا تو صنم کب یہ جدائی ہوتی

شعلہ پیرا اس قدر حسن رخ پرنور ہے
روزن دیوار و در مثل چراغ طور ہے

روے رشک نیر اعظم کا ایسا نور ہے
جو چھری سے ہاتھ مین اوسکے وہ نخل طور ہے

اسقدر روشن کف دست بت پرنور ہے
چشم مہتاب فلک بھی اندنون شبکور ہے

مندرج شعرون مین وصف عارض پرنور ہے
لفظ روے حور نقطہ خال چشم حور ہے

سے ہے دل ناسخ مین تاب ورنہ خواب آنکھون مین ہے

اس قدر ای جان تیرا انتظار آنکھون مین ہے
آ رہے ہے مقدم کو تیرے جان زار آنکھون مین ہے

آنکھون مین آیا دل پہلو سے تیری دید کو
تیر مژگان کا کمان ابروشکا آنکھون مین ہے

جل گیا مانند خس جسپر پڑی تیری نظر
یہ نگہ ہے یا کہ برق شعلہ بار آنکھون مین ہے

عکس کو چشمے مین اوترے ہین یہ پر نگہ پرے
سرمہ کب ای غیرت باغ و بہار آنکھون مین ہے

دور چشم مہ وش عیدین سے آیا ہے نظر
رات دن یہان گردش لیل و نہار آنکھون مین ہے

ہین مقید ایک ہی شیشہ مین اب دیو و پری
کب سیاہی اور سفیدی آشکار آنکھون مین ہے

پر نکالے یہ ہوئی طیار اوڑنے کو پڑے
حور وش کب سرمہ و نبالہ دار آنکھون مین ہے

ہے بھرے ناسخ کوزہ مین یہ بحر موجزن
ضبط یا یہ گریہ بے اختیار آنکھون مین ہے

آنکھ اوس ترک سے لڑائی ہے
تیغ پر تیغ ہمکو کھائی ہے

ضعف سا ضعف ہجر فراق مین آہ
ناتوانی سے ناتوانی ہے

ہے زبان زد یہان سدا ارنی
ورد وان اوسکے لن ترانی ہے

ضعف وہ ہے کہ عکس مژگان سے
اپنی آنکھون کو سرگرانی ہے

کار عقبی بھی کچھ کر اے ناسخ
نقش برآب زندگانی ہے

بھرا مین داغ دل آہ دل بیتاب و مضطر سے
نہین بجھتی ہے شمع حسن خوبان باد صرصر سے

نصیحت سے برے صدمہ نہو دلکو مرے ناصح
نہو وے رنج دیوانیکو کچھ لڑکون کے پتھر سے

جو صافی دل ہین اونسے تیرہ دل بھی فیض پاتا ہے
سحاب تشنہ لب سیراب ہوتا ہے سمندر سے

رقیبون کو نہو حاصل دہان یار کا بوسہ
نہو وین دوزخی سیراب ہرگز آب کوثر سے

جو سنگین دل ہین اونکا اتفاق ایجان نہین اچھا
شرار آتشین نکلین ملے آہن جو پتھر سے

نہو کچھ غم فلک کو بیکسون کے حال پہ ہرگز
غم اسپند پہ ٹپکے نہ آنسو چشم مجمر سے

گلا کٹنے پہ بھی سوز غم ہجران نہ زائل ہو

عیاں قاتل کے شمشیر قضا ہے

اوس گیسوے پرخم کا تماشا نہ کرینگے
ہم دل کو گرفتار بلا کا نہ کرینگے

جز رنج و غم و درد و الم کچھ نہین حاصل
واللہ کہ اب عشق بتون کا نہ کرینگے

کعبہ سجدا اگر ہوتا سنگ در ای بت
محبوب سے رہے یاد کہ سجدہ نکرینگے

جب عشق مین رکھین گے قدم حضرت نساخ
ناموس کا بھی پاس وہ اصلا نہ کرین گے

ہے محبت مجھکو ای جان گیسوے خمدار کی
زخم دل سے آتی ہے بو نافہ تاتار کی

سخت دل ہو ہو کے خون آنکھوں نے اپنی سینکے
بوسہ لب پر جو اوس دلدار سے تکرار کی

ہڈیان گر گشتہ لعل لب جانان کی کہائے
سرخ ہو جاتی رنگت زاغ کی منقار کی

شاخ نرگس چاہیے بہر قلم نساخ کو
لکھتی ہے تعریف اوسکی نرگس بیمار کی

بیٹھے ہوئے کس کس کو بھلا یاد کرینگے
ہم قیس کا غم یا غم فرہاد کرین گے

از بسکہ ہے اب اونکو مری یاد فراموش
جب مین نہ ہونگا تو بہت یاد کرین گے

ہے سب پہ عنایت تری اک ہم پہ جفا ہے
ہم کس سے بھلا شکوۂ بیداد کرینگے

خاموش کیا ہے جو تری کم سخنی نے
کس طرح سے ہم نالہ و فریاد کرین گے

جلوہ نہ ترا خواب مین بھی اونکو نظر آئے
ہم کوچۂ اغیار مین فریاد کرین گے

ہو جو ولیون سے سر بلند وہ نکو ہو خطرہ کبھی
آسمان کے آبلے کو ڈر نہین ہے خار سے

اشک سے میرے خط سبز بتان سرسبز ہین
کشت و دہقان سبز ہوتی ہے ابر دربار سے

دل جلاتی ہے تری چال ای بت خورشید رو
خلق مین ہوتی ہے گرمی مہر کی رفتار سے

میرے سوراخ جگر پہ ہے نگاہ لطف یار
چشم خوبان کو ہے الفت روزن دیوار سے

دوستی کیا نساخ سے دیندار کو سمجھے وہ بت
ہووے کافر کو محبت ہمنشین کفار سے

چشم یار و لب جان بخش ہین اشکون سے مجھے / آب حیوان سے نہین چشمہ حیوان خالی
دل عاشق ہون پریرو ترے جوڑ مین مدام / کبھی دیوانون سے رہتا نہین زندان خالی
اشک خونین سے بھرا رہتا ہے پیمانۂ چشم / موسم گل مین نہ گلچین کا ہوا دامان خالی

خون کا نام نہین ہے دل روشن مین مرے
مے سے ہے ساغر خورشید درخشان خالی

جلوہ ہے سحران پر ایسا وہ مرد و دہ ہین / روشنی شمع باہر جاتی ہے فانوس سے
زخمی روز ازل جو ہین منہ ان اپنے کبھی / داغ چھٹ سکتا نہین ہرگز پر طاؤس سے
آئینہ خانے مین دل کے ترا ہنسنا ہے بجا / شمع کی ہوتی ہے زینت شمع و فانوس سے
لوٹتین نالو نہ ہمارے ہین صفیران چمن / وجد مین آئین برہمن نعرۂ ناقوس سے

ہے دل پر نور کو یاد نقاب رُوے یار
پیرہن ہوتا ہے جسم شمع پر فانوس سے

روشن پروانہ سوزان دل مایوس ہے / شمع ہین بازو تمہارے آستین فانوس ہے
ہین ورد زندان جانان گر صحاح جوہری / دیدۂ گریان ہے جو میرا اک قاموس ہے
شب وصال مین کب اسباب جینے کی / اگرچہ بوسے پہ تکرار اوس پری نے کی
سبب مشک سے بھی بو کہو ہوئی عنبر نیازانہ / کلا سے بھی ہے خوشبو ترے پسینے کی
وہ چاک چاک گریبان ہے دست وحشت سے / رفو بھی کر نہ سکی باقی ہے جانہ سینے کی
غرور کس کو ہے طاعت پہ ای غفور رحیم / تمام عمر مین کی ہے جبہ سائی کی
وہ اثر ہین شعلہاے آتش رخسار کے / موہو نے خط شعاعی گیسوے خمدار کے
وصف لکھتا ہون جو چہرہ ابروے خمدار کے / کیون نہ ہون رفتار خامہ مین چلن تلوار کے
وصف مین ورد زبان لبہاے شکر ریز کے / طوطیان ہند شیدا ہین مری گفتار کے
آنکھ عاشق کی لگی رہتی ہے اسی پردہ نشین / دیدۂ حیران سے بنے روزن تری دیوار کے
کیا عجب ہے جو کھلے شانہ زلف یار سے / سر سے مجنون کو اسی جراح تا ٹکو تار سنبل سے
ہین یاد عارض رنگین مین زخم دل داغ سینے سے / ہو بہار ان پر چمن ہے فصل گل مین غنچہ و گل سے

ہے شیوہ راستی جنکا کجو نسو کب اوسکتے ہین
غرض کیا شانہ شمشاد کو گیسوی سنبل سے

جو اہل ورع ہین حالی دماغون کو ندین راحت
کہ عطر ای یار کھینچ سکتا نہین ہے ہاتہ سر کے کلسے

پاور وسے خوسے قشقان مین دل مرا بیتاب ہے
مضطرب اسے نیچر خوبی ما ہے بے آب ہے

پیش روے روشن جانان اوڑا خونکا رنگ
مہر کے آگے کب فروغ گرمک شبتاب ہے

سوزش ہجران مین آنکھون مین نہ ٹھہرینگے سرشک
بار سوزان سے گریزان شعلہ رو سیماب ہے

خوبی قامت بالان ناخ
یک قیامت سرو سر لاتی ہے

سبزہ مہار عارض رنگین اوڑائے گا
صورت خزان مین ہوتی ہے تبدیل بانکی

کمر ہے باوجود کاکل دوتا آئی
تو ادہی شبکو مری سر پر اک بلا آئی

شو ذ فیض تو ای رشک چمن باغ ارم
اگر یہ تربت مشتاق بینوا آئی

تیری انکھونکا کشتہ عاشق مضطر کا لشکر ہے
تیری مژگان کا زخمی تیغ زن لشکر کا لشکر ہے

کیون ہو نہ مجھکو عشق خط سبز رنگ سے
دل کو سرور ہوتا ہے ای جان بنگ سے

دنیائے تنگ سے ہے نکل بھاگنا ضرور
ایذا پہونچتی پانون کو ہے کفش تنگ سے

ہجر کے ہنگامے تیرہ مین مین نالہ کیا کرون
دیکھیے مرقد مین جو مردہ ہے وہ خاموش ہے

ہے داغ دلکے باعث ہو فروغ حسن یار
روشنی مہتاب کی ہو مہر کی تنویر سے

سنگدل ہوتا نہین حاجت روا محتاج کا
نفع کیا ہو گرسنہ کو دانۂ زنجیر سے

دو ہوے رنج سرو وہون سوا انسان کو زمانہ مین
نہ ابھے خار ماہی ہمدم دریا کے دامن سے

نہو وے منزل دنیا مین خطرہ بیسیر پا کو
کہ ہے ریگ روان کا قافلہ بخوف رہزن سے

معدوم ہوا جو کہ پڑا فکر وہین مین
پھرتا ہی نہین جاکے کوئی ملک عدم سے

آہ سرد اپنی جو ہے دود چراغ کشتہ ہے
بود اپنی دہر مین پود چراغ کشتہ ہے

زخم بھرتا نہین سینے کا مرے رونے سے
داغ لالے کا نہو دور کبھی دہونے سے

جہان مین سنگدل سے ہوتی ہے راحت کسی کو حاصل
نہو وے تشنہ لب سیراب ہرگز آب آہن سے

تیری گردن مین جو زنجیر پڑی سونے کی
سیم تن دیکھو لقند پر لڑی سونے کی

چمن پر خون دلکو ہے جو در بدر آوارہ ہے
وحشت در در کو دور ساغر جنبش گہوارہ ہے

نہیں واقف حقیقت سے کوئی گیسوی جاناں کی
کوئی تعبیر کر سکتا نہیں خواب پریشاں کی

آمد گلرو کا ہر دم دل مرا مشتاق ہے
باغ میں غنچہ نسیم صبح کا مشتاق ہے

روز آتا ہے وہ صیاد خبر لینے کو
لاکھ آزادی سے بہتر ہے اسیری میری

کیوں نہ میرے سخن میں اثر آب حیات
رات اوس رشک مسیحا کی زبان چوسی ہے

بخیل مرتے ہیں پر یہ خیال رہتا ہے
کہ ہاتھ آئے گا گنج روان زمین کے تلے

شکل حیرت زدہ رہتے ہیں جو ہیں اہل صفا
بات روشن ہوئی آئینہ کی حیرانی سے

نام سے کام نہو مشہر کہ دنیا میں
غنچہ چوب سے گردن بھی کہیں کٹتی ہے

جہاں میں گوشہ نشین کا بھی دل ہے مضطر
کہ مرغ قبلہ نما بیقرار رہتا ہے

جو طامع ہیں فراغت اونکو دنیا میں نہو حاصل
امیری میں پہونچ سکتا نہیں کوئی گدائی سے

سدا اہل ہوس میں ہو رہا شمع جلو سے کیونکر
نہو آہونکا میری سامنا برق درخشاں سے

جو ہیں کجباز انکو راستی ہرگز نہو حاصل
نہیں ہوتی ہے چرخ پیر کی ہرگز کمر سیدھی

اوٹھا ہے کہیں ناوک کجرو سے نشانہ
ابرو کے تصور میں اثر آہ میں کب ہے

آہ سے دلکو ہوئی ہے شگفتگی
خنداں ہو غنچہ باغ میں فیض نسیم سے

دنیا میں وہی خوش ہیں جو ہیں صاحب ثروت
گلزار میں ہے خندۂ گل زر کے سبب سے

بدی ہو جسکی خلقت میں نہیں جاتی کسی صورت
سیاہی دور ہو سکتی نہیں رخسار زنگی سے

خوف حیرت زدہ کو حادثۂ دہر سے کیا
کیا خطر غنچہ تصویر کو ہو گل چین سے

خموشی سے بچے آفات دہر سے انسان
رہا ہو غنچہ لب بستہ دست گل چین سے

اونکو بھی میری جدائی سے ہو رنج
جان مشکل سے جدا ہو تن سے

تمت

زبس دہد بعصا منصب عملدارے	بہر قلم داد سکہ نقش نگین است
دگر چہ عیسی مریم بر آسمان نازد	بعرش گوشہ نشین شاہ قاب قوسین است
یگانہ شد بہ صفت تو نادر گردون	اگر چہ شان ترا این چنین سخن شین است

اما بعد گلبانگ مژدہ ایست کہ از میمنت ساقش پردہ ساعقہ ساعان رنگین نوائے سخنوری یکسا پردہ رنگین تر از برگ گل شاداب و نیلوفر دلہا ـــــ مستغرقان یک چشمہ کار ہنر پروری یکدہن خندان تر از غنچہ احمر سیراب یعنی در گلشن گشتہ نظمیہ کلکتہ ہزار ادا بلبلی است کہ در پرتو شعلہ طور سخن چون عمرانی ارنے سنج چراغ مست گردیدہ و شیرین نوا طوطی کہ لذتے ستھار از حلاوت شکرین صفیر دلپذیرش در رگ و ریشہ نیشکر دویدہ و نیشکر شکرین رقت خیز را از آہنگ رسائے شکر ریزش شکر آبی و سحر پرگلوے نغمہ سنجان بلاغت را از اشک زمزمہ دلپذیرش چون زلف گرہگیر پیچ و تابی سرشار نوشا نوش نوشین اشرہ شکر خالی مستغرق جوشا جوش خمکدہ رنگین ادائی پردگیان شادروان چارطاق معانی را محرم خاص کنج زخارہ ناآشنات نکات را یگانہ غواص از تازہ طرز بلاغت آرائی تازگی بخش جان ناتوان کالبد الانفس والآفاق و از صریر خامہ معجزہ پیرائی سرگرم نفخ ارواح تقالیب معانی عاشقان بیجان مشتاق بدیہتہ فنون انجم انتظام مبادین تعلقہ پروے درین ہفت گنبد چرخ زن غلغلہ افگن بلبلہ کوکبہ کواکب احتشام معسکر عنبری صف شکن و شاخ مسلسل در عدن است بادہ خم نشین شبستان یونان زمین دانش و بینش + گوہر شب چراغ شبستان روشن دودمان آفرینش شبنم شاداب گلبرگ احمر کہ بہ گردن از نظم تر سیراب اوبرازی پرون این طیلسان اخضر دام رباے رونق از انتظام الفاظ شاداب او سرلادہ گیر رواق آنکاف محدب ثالث عشر علو مرتبت و رفعت منزلت بدون کمند و بااعروہ سرکردہ کوکبہ کواکب احتشام مبادین وسیعہ صفوت و مروت چون ہشیر و گرم روان صفا و مردہ غواص بحار ناپیدا کنار عواطف یزدانی سشناوری آشناسے فنقان غلغلہ شرائف سبحانی سرآمد فنون مریخ چرخی و کہکشان طلیعہ در معسکر وسیعہ مناعت منازل و کشون رفیعہ مرآت دہ عقول اولی منفصل فہمی صورت از ہیولی ـ موجد اشکال براہین ترتیبہ در مساحت آرای [illegible]

غواص قدسیہ منتظم ضروب چہارگانہ اشکال فضائل اربعہ از محاسن نتائج حمیدہ مقسم
نقاط ممتنع التقسیم بامانت تعمیق نظر پسندیدہ مترجح ارایج شرف عرش معالی مناقب
نظارگی غرفہ محدب تاسع عوالی مناصب - بداورنگاہ معدلت حمی مراسم اکاسرہ
بوسادہ آرائی شان و شوکت زندہ کن رسوم قیاصرہ - بیگانہ بیگی جہان ہمہ دانی یکتہ تاز رزمگاہ
نکتہ رانی سحبان بلاغت - حسان ذلاقت - شنجرف حرف - سو جد سنجی شکرف - اعجاز
فن - جادو سخن شہاب حلم خورشید پرچم - مشتری کوکب گردون موکب کواکب کوکبہ
صواعق دبدبہ اکبر اکابر - زبدۃ النتائج پنج و چہار گلگار بہارستان مشکل پسندی
لالہ کار زمین سنگلاخ مجلس عالی مولوی عبدالغفور خان بہادر متخلص بہ نساخ شاخ
قلمش شاخ بر دیوان نازاستیدہ را شاخ شکن - شاہباز فکر بلندپروازش آن طرفہ آشیانہ
ہفت کاخ صید افگن در نہ پرکاسہ گیر زورگیران از سو ن جائے مصادرات مشاعرہ بتکرار بانہ
گیر بشورستان سخنوری از نکتہ ہاں اریکہ مناظرہ کشایش عقدہائے لاینحل بلاغت امروز
در بہا و بلغائے عصر دست از یادبردت شستہ موجہ ریشخند او سیاحی مدن و امصار فصاحت
مخصوص زبان شیرین بیانش رسیاحی بحور و اعشاب بلاغت در سفینہ خامہ گہر افشانش
درینولا با دیوانی بزبان اردو ترتیب فرمودہ من دخدائے من کہ طرفہ کارے دستہ بستہ
نمودہ از بسکہ فطرتش یا دروارا و نقش و سنی پرستیاری روشنان ابداع درین نغارزار
ریختہ چہ مردانہ شبدیز ہمت انگیختہ و یکسر عرق ریزی پیشانی فطرتش از اسپ کاہکشانہ
آسمان آگہی این نیم قطرہ جلوہ تراوش ریختہ ہر ورق دیوانش گوہرین پر نیست پر از دُر
آبدار استعارات شاداب - و لبالب از لآلی منثالی مضامین سیراب پر پردہ و شش عنا
باطورۂ بلاغت و جدیدہ در شافت سرشت فصاحت و براعت تلع ورش زراری پیرایقہ را
در اطلسی طیلسان آسمان بہمین چشم زدن برق چشم می گیرد و مرد ما چیر تبان - نزرف نگاہ
تماشائیش ورتلا کو چشمک زن ہر شمسہ مسلعش چون دیدہ شماسیان در آفتاب محویت
می پذیرد جنذا دیوانی است شگرف کہ از فور رنگینی طرز نگینش شاہے مرنجہ کواعب
شنگرفی پیرہن سخن سواد ہندوستان شبگیرزدہ است و حروف نثرہ نثار اشعار آبدارش

شد طراز تحریر بکاغذ نسرین قماش یافته که در پرنیانے پہنا ور سپیدہ سحری کواکب کہکشان جلوہ ریز شدہ است ہر گوہر پاکیزہ جوہرش در آبداری دریاے نور و ہر لعل شبچراغش را آب لمع کوہ طور ہر صفحہ قطعہ وردی احمر است کہ دران از آبیاری نخلبند خامہ ریحان سرشت طرفہ بہاریست در جوشش و جانفزا خوبی جوششش بہارش بہ نہبارستان ارم و بہشت بہشت نخوت فروش در خیابان صفحات بین السطورش ناظورگان خوش خرام نظارہ گلگشتیان از خندہ زعفران ریز گلہاے معانی سبز و برگ تر و تازہ گلستان گلستان اندوختہ و طاؤسان پری جلوہ گلگشتکدہ جنان از اوراق پارہ طلائی زرفشان کاغذ دیوان مشعلہ داغ حسد چراغان چراغان افروختہ ہر لفظ شیرین از نقاط نقشا دہانش خندہ دندان نما بر غنچہ شبنم زدہ میزند و جوش ریزش ترشحہاے از ابر معانی پردہ سامعہ مسامع انجمن را زعفران کدہ میکند گریبان بیاض صفحہ صفا خیزش را از نور اسپیت لالی شرف افشاے الفاظ ید بیضا در آستین و سطور بر نورش کہ از مطلع یواقیت بر نقطہ مضامین چون شاخسار نخل طور لمعان تجلی بر جبین مضمون نگینش جرعہ طرز روش طراز تازہ پیوستہ سطورش پیرو از فسون ساحری غزلش نسخہ سحر سامری لفظش شیرین حرفش نمکین لطفش تازہ نزاکتش بے اندازہ -

لراقمہ

نساخ کہ رنگ ساحری ریخت
آب از رخ سحر سامری ریخت

سحر است ہمین بیان کلکش
جادو چکد از زبان کلکش

جادو نفسی بجا مہ او
خود نسخہ سحر نامہ او

در رنگ چہ سحر آفرین است
جادوگر کافر و زمین است

کلکش کہ بصفحہ درفشان شد
پرواز طراز کہکشان شد

رنگ سخنش کہ ریخت بلبل
منقار بشد بش چو غنچہ گل

طوطی ز از و ہمین شکر خاست
گلبانگ نوا ہزار آواست

ناسخ بہ ہر و پر باشتی
گر گہ است عدد و تو شیر باشی

از بسکه ابر مطیر فصاحت فیض باران اسحیه بلاغت از عنبرین سواد غزلیات نقش رنگین بارش بجای رحیق ذوقیات فهم معانی در بزم سخنوران ارادت کیش او در نوشانوش نقدهی باده مردافگن داد سخن داده تنها بگلکدهٔ السنه معانی آشنایان برنگ سرجوش در جوشاجوش دریا این همه نوشانوش نوشین دجوشاجوش آن سرجوش لذیذ تراز انگبین نشهٔ شوق انجمن و الایش بدماغ سرشاران دوشاب والایش ده بالا و فوارهٔ قامت بلند اشتیاق نقایش که از حیاض قلوب مشتاقانش سر بمنبر بلند سرش از سرلاد قد این هفت کاخ یک نردبان بالا با بحلداز خاک خطه بنگاله این چنین صاحب جوهری کمتر برخاسته بل هیچکی از از منه نشان نتوان داد و چنانکه او ستانی زنهٔ تنا نام کسی نتوان برد همچنین سهر و رطیق و سخنور دقیق درین سرزمین که قحط الرجال از خاصیات مخصوصهٔ اوست نه و نه زلفی است نه و نه قیع نه بزرگ نه خورد

بیت

کرامیگفت در دل کز زمین انسان شود پیدا | که میگفت از تنور خام این طوفان شود پیدا

هر شعر تر شیریش ابالب از تدبیج متین و صنعت اضداد و تقیص عت منزلت سودا در رو مانش زیر سم گاوزمین در حضیض گرمی آتش برابر و قادت طبع و نفاد شش سر در رنگ بشره امام الشعرا تا شیخ البلغا از طنطنهٔ نساخ زر دنادر نادره کار بود و معتقد بر آنچه از آوان تلمذ التمش تلمذ پذیرفت و زبان نادر که تیغیست آبدار چون نام نساخ گوش کرد گوش گرفت ملتمس که عنان به عنان تازان وادی سخنوری در صف نعال صفه تعلیمش زانوے ادب ته کرده اند و جلو از کف رها کردگان نبرد هنرپروری از اطفال دبستان نشانش سبق برده اند ،

لراقمه

نه آب خضر آب ست از لب سحر بیان او | نفس در زوید ه ابن مریم از شرم زبان او
شعاع و بیش خورشید دمید از و تلاش معنی روشن | بلند آوازگی در نکته سنجی آسمان او
ز کلک خشک او شعر تر رنگین شود پیدا | بهارسے طرفه در جوش است از نخل خزان او
ثریا کردن اندر نظم نثر کهکشان دا نه | نثار در سنه و بر خامه پروین فشان او

برنگ غنچہ منقار طوطی پاشنی بزاست — بشیرینی است رشک نیشکر کلک بنان او
بیجا نسخہ پرداز من با عجاز سخن لیکن — نفس گم کردہ ام پیش زبان نکتہ دان او
ہمیشہ برنگ شمع سے ہمہ باید زبانم را — رگ گردن اگر تادر بنمایم در زبان او

تا ارحام پاکدامنان امہات سفلے از موالید ثلثہ آبستن است و آبادی این ہمہ مخدرۃ الفواد بدامن تربیت آبای علوی از بدو وضع ورد الستن کوکب بوحی برافت سعادت اقبال و زبدۂ ذلاقت طالع واختر خورشید شرافت دولت بے زوال وطنطنۂ طلاقت لا مع باد

تقریظیکہ قلم فصاحت رقم عندلیب گلشن سخن آفرینی و مضمون طرازی بلبل شاخسار نکتہ رانی و دقیقہ پردازی مولوی عبید اللہ متخلص بعبیدی باشندہ میدنی پور مترجم لیجس لیٹو کونسل گورنمنٹ ہند شاگرد مولوی رشید النبی متخلص بہ وحشت تحریر نمود

الحمد للہ الذی انشاء دیوان الاکوان باحسن المطلع
والصلوۃ علے من ہو للنبوۃ الکبری خیر المقطع
وعلے الہ مستنبط ابیات الادیان — واصحابہ مقوم مصارع الایمان

بر دانشمندان واقف غوامض سخندانی — وماہر رموزات شیوا زبانی پوشیدہ نیست کہ حضرت رب الطبائع والاکوان ہر قومے را بلغتے وہر طائفہ را بہ لہجے چنان اختصاص نمودہ است اگرچہ تفوہ و تمنطق باصوات کذائیہ کہ بیان اقوام مختلفہ در معاملات معاشہ ہمدیگر تخاطب دارند وضمائر و سرائر خود بارا وامی نمایند ہمین از رہگذر اقتضاے افتقار طبیعی بنا بر مروے مساعدت مخارج والات نطق ساختہ میشدہ است، و بنا چار از مقولہ صناعیات بیاشد نہ از قبیل طبیعیات - ولیکن معہذا از بدو فطرت تمرن آن صوت کذائی کہ قومے با شخصے بدان از عہد طفولیت متکلم است چنان در نفوس محکم میگردد کہ بانحراف ازان سبب لغتے یا لہجہ دیگر کہ من وجہ ازان لہجہ یا لغت خاص کہ نافش بران زدہ اند مغایرتے داشتہ است

بسزا حرف زدن بغیلے عسیر و دشوار - بل از قبیل محالات و ممتنعات است - پس درین صورت اگر احدے از مساعدت فیضان عالم قدس دستگاہی پیدا کند کہ بلغتے اجنب و حوار بیگانہ یگانہ وار حرف زند یا کتابے تدوین کند نے نے - بل داد فصاحت و شیوا زبانی دردہ ہر آئینہ درخور تحسین و آفرین اہل زمان و زمین خواہد بود - وازین جاست کہ درین زمان نجوست توامان کہ عہد ہبوط بیش ہر گونہ ہنر و کمال ست - ادیب محقق اردو لغات وہندی لہجات فارس میدان سخندانی - فارس بستان شیوا زبانی - دوحہ مبارکۂ حدیقۂ بلاغت - شجرہ مثمرۂ گلزار فصاحت محو آسمان براعت مرکز دائرۂ صنعت سرکردۂ شعرای ہندی زبان درۃ التاج بلغاے شیرین بیان - آنکہ آب زلال سلسبیل فصاحتش آتش دم گرم آتش زبان را سرد کردہ است - و قلم معنے رقم مانی مانندے او بر گفتار شیرین ناسخ ہندی خط نسخ کشیدہ

قطعہ

سرور و سرخیل ہنر پروران | شمع شبستان زبان آوران
شاعر والا گہر نامدار | مانی صورت شدہ معنی نگار
پردہ برانداز رز از سخن | نقش بر انگیز پرند کہن
آن ہنر آمای گرامی نژاد | پاک ہنر پاک سخن پاک زاد
داروی جان لعل روان پرورش | قوت روان حرف نسو گسترش
مایۂ جان است و غذای روان | بہر گہرش مخزن دریا و کان
سر و کت آتش آتش زبان | ناسخ و راسخ ازو شد بیان
ناسخ ازو گشتہ معانی شناس | آتش ازو کردہ ہمین اقتباس

اعنی - شاعر بے نظیر ماحی و ناسخ اسم و رسم ناسخ و دبیر مورد مراحم ایزد غفور خدمت والاے مولوی عبد الغفور خان بہادر متخلص بہ نساخ ڈپٹی مجسٹریٹ و ڈپٹی کلکٹر بہادر کہ سامانا در فن غزل سرائے و انشا پردازی ہندسے و پارسی سیما اردو با وصف آنکہ مثال با کمال وے از خاک بنگالہ برخاستہ جنان داد شیوا زبانی دردادہ

که بها نا شعشعهٔ کلام خورشید پایه اش سر سودائی هر سر سبزه ای قبح السواد در داده است و نفحات
اعجاز کلمات جانفزایش دمی عظم رمیم ناسخ و آتش لا از کور فرسوده نکهتش احیا کرده چنانچه از همین نموذج
کلمات سحر سماتش همین دیوان است که اگر مشکینه حروف هر غزل آنرا بقلم نور بر رخساره
حور نویسند بجا است - و شوارق رشک نور شاهق طور مطالع چامه هاے آنرا بر پیشانی
ناهید و مهر رقم زنند سزا - سر آغاز هر سر وادش را با سر انجام آن ارتباطے است
گزین چنانکه جان را با تن یا روح را با بدن - مبادے ابیات آنرا با خواتم آن التیامے
است مبین چنانکه شراب را با مینا یا صهبا را با دن الفاظش را با معانی آن خویشی بند
است پسندیده چنانکه رنگ را با لعل یا شیرینی را با شکر و معانیش را با الفاظ آن نیکو خویشاوندی
است گزیده چنانکه بو را با گل یا نکهت را با عنبر شیرینی الفاظ شیرینش نوشابه وار
کام جان را شیرین کند - و پاکیزگی نفحات حروف دل گزینش دماغ جان را معطر گرداند
سلاست عبارتش چون چشمهٔ کوثر جان افزا - و رشاقت کلماتش چون سلسبیل بهشت -
دلگشا - تو گوئی هر حرفش با گلشکر آمیخته است - و در هر سطرش مشکینه هاے شهد ناب
ریخته هر چامه اش چامه آموز مرغان آتش زبان گلزار جنان - و هر سر وادش نغمه آموز عندلیبان
بستان سراے مینوی مینوان -

نظم

بنام ایزد چه سرواد و چه نامه | چو زلف دلبران مشکین شمامه
سوادش چیست کحل دیدهٔ حور | بیاضش مطلع نور جلی نور
عباراتش رشیق و جانفزا است | معانیش لطیف و دلربا است
چو انفاس مسیحی هست جانبخش | بجان زار و افسرده توان بخش
غزلهایش که نزهت بخش جان است | غزال مرتع روح روان است
ز آب کوثر جان پروریده | به بستان سخن اندر چریده
خجسته چامه هایش دلفریب است | ز جان عاشقان برده شکیب است
رسد به آسمان چون نغمه زان | خریدارش شود ناهید از جان

بگیر دبا بزان چون بینکی خوش … ابسازو دان لشید ی نغمہ دلکش
سراید چون از ان دستان شیرین … بہ بزم اصل دا ران ھنر از ین
ہمانا زان سماع سحر آسا … برقص و حالت آید ہم مسیحا

از سحر البیانی ہاے خوش دراوراق این خجستہ دیوان – خارق این محال حاوی شدہ توفیق بر بیزن آن قضیہ کلیہ استقرائیہ گشتہ است – ایزد مہربان آن نہال سربلند گلشن فضائل را با این فضل و کمال و ہبی و کسبی تا ابد الاباد برقرار داشتہ از نسایم کلمات اعجاز سماتش مشام بالغ نظران سخن آفرین را معنبر و معطر دارا د –

تاریخ ترتیب این دفتر بے مثال من مصنف

ہے جلوۂ فصل نو بہار سے … حاصل ہے چمن کو آبداری
منہ گل کا دھلا رہی ہے شبنم … رنگ اپنا جما رہی ہے شبنم
ہر در سے ہوا ہے دامن گل … سونے سے بھرا ہے دامن گل
ہے لخت سے سرخ چشم لالہ … گویا کہ شراب کا ہے پیالہ
شہنائی بجا رہا ہے شبو … کیا رنگ دکھا رہا ہے شبو
سوسن بھی چمن میں ملکوتی … دکھلا رہی ہے بہار اپنی
صد برگ میں سو ہزار ہیں رنگ … دکھلاتے عجب بہار ہیں رنگ
ہر نخل کے بر میں سبز جامہ … ہر غنچہ کے سر پہ ہے عمامہ
اک روئے صبح یاسمن ہے … اک عارض حور نسترن ہے
نرگس سے لیے جام کھڑی ہے … اک دھوم بہار کی پڑی ہے
سر سبز ہی اک طرف کو سبزا … خط جس سے خجل ہے خوش خطونکا
ہے سرو چمن کشیدہ قامت … شمشاد و نمونۂ قیامت
منہ سرخ خوشی سے ارغوانکا … دیدار چمن ہے فرحت افزا
سر سبز ہیں سارے نخل گلشن … ہیں جان کو پیارے نخل گلشن

ہیں رشک بہشت باغ و بستان — کیونکر نہ عیاں ہو قلب صنوان
پھولی ہے کسی طرف کو نسرین — پھرتے ہیں کسی طرف کو گلچین
اک سمت ہجوم قمریوں کا — کوکو کی صدا سے حشر برپا
طاؤس کسی طرف کو رقصان — ہے کبک کسی طرف کو خندان
جو مرغ چمن ہے نغمہ زن ہے — کیا کہیے بہار پر چمن ہے
بدمست ہے بلبل غزلخوان — دیکھا ہے جو گل کا روئے خندان
پھولون سے زمیں لدا ہوا ہے — ہر نخل چمن ہرا بھرا ہے
ہے حسن سے جوش جو گلون کو — باقی نہین ہوش بلبلون کو
ہر سمت ہے وہ بہار کا جوش — عالم ہی عیش سے ہے مدہوش
کچھ دھیان نہین ہے کہین کا — دنیا کا خیال ہے نہ دین کا
آغوش مین اک پری سی صورت — ہے زہرہ جبین فرشتہ خصلت
بازار نیاز و ناز ہے گرم — یان دست درازی اور وہان شرم
ہے دور شراب ارغوانی — دشمن کا لہو ہوا ہے پانی
سینے مین بھرا ہے جوش مستی — دن رات ہے شغل مے پرستی
ایسے مین مرے دلکو یہ ہوا دھیان — اب جمع کرون مین اپنا دیوان
ہون والی کشور معانی — ہون بلبل باغ نکتہ دانی
اون ہاتھ مین جس گھڑی مین خامہ — گردن کو جھکاتا ہے ہیولامہ
خوشگو مرے کیون نہووین قائل — تھا معتقد اپنا ابن وائل
کی ہے جو کہین خیال بندی — پستی مین دکھائی ہے بلندی
خون کرکے بہا دیا ہے دل کا — دیوان یہ ہوا ہے تب مرتب
آراستہ دلربا ہے دیوان — پیراستہ دلربا ہے دیوان
مضمون سب اسمین نور کے ہین — شعلے یہ چراغ طور کے ہین
ہے والی ملک نظم مضمون — خسرو بھی جو دیکھے ہووے مفتون

صنعت سے مری غزل بھری ہے — سلمان کی جان کو بکلی ہے
ہیں رشک پروین لفظ سارے — افلاک ورق ہیں حرف تارے
مضمون کی بندشیں ہیں کیا صاف — آئینہ دل کی شکل شفاف
معنی غزلوں کے وہ صفا ہے — آئینہ قدرت خدا ہے
حرفوں کی عیان ہے جو سیاہی — ہے سرمۂ چشم خوش نگاہی
مضمون ہے جو صاف آشکارا — ہے نقطہ و حرف چاند تارا
اشعار جو نعت میں لکھے ہیں — اعدا بھی درود پڑھ رہے ہیں
اصحاب کی جو لکھی ہے توصیف — دشمن کی بھی ہے زبان پہ تعریف
محبوب جہان ہے نظم میری — مطلوب زمان ہے نظم میری
سنتی جو مری غزل بیٹھا — کب شعر جمیل اوسے خوش آتا
لیلی بھی کبھی جو دیکھ پاتے — مجنون کی غزل کو بھول جاتی
غلطی مرے شعر میں جو پائیں — ارباب سخن اوسے چھپائیں
ہو پاک کلام عیب سے کیا — بیداغ مہین ہے مہ کا چہرا
انصاف ہے سیرت بزرگان — انصاف ہے خصلت بزرگان
پہونچیں گے اگر ستارا ہمارا — کوئی بھی جو منصفی کرے گا
ہو جوہری کو قدر گوہر — پہچانیگا غیر خاک پتھر
مضمون جو نظر پڑے ملک — سمجھے اوسے سہو نکتہ پرور
مضمون کی یہان کمی نہیں ہے — افکار کو بر ہے مضمون ہے
کیا کہیے غرض کہ کیا ہے دیوان — معشوقۂ خوش ادا ہے دیوان
تاریخ کی تھی جو انتظار سے — ہاتف نے زراہ دوستداری
مصرع یہ کیا مجھے عنایت — دیوان ہے کہ گنج محبت ۱۲۷۶

ایضاً

[illegible] شاعران نازک طبع — اچھے دن ہیں یہ سال اچھا ہے

کہ مرتب ہوا ادا دیوان
جو کہ اک دلربائے رعنا ہے

دل حاسد کو پھونکے دیتا ہے
شعلہ دیوان سے بھبوکا ہے

شعر فہم زمانہ ہین مجنون
اپنا دیوان رشک لیلی ہے

کیون نہین جانکا بیان لطف جو مہرو کی
ایک مضمون ہاتہ آیا ہے

نظر آیا ہے معنے رنگین
دل کو جب خون کر دکھایا ہے

مردہ دل زندہ ہوتے ہین سنکر
جو غزل ہے مری مسیحا ہے

حرف ہر ایک شعر رنگین
گویا اک مہروش کا چہرا ہے

کیون نہ دیوانہ شعر پر ہو جہان
لفظ ہر ایک پری کا ٹکڑا ہے

لکہا جس شعر مین کہ حال جنون
وحشت انگیز ایک صحرا ہے

وصف چشمان مست ساقی سے
دائرہ دار حرف مینا ہے

حلقۂ دام بنگئے ہین لفظ
جبکہ مضمون زلف باندہا ہے

غزلین مشکل زمینون مین لکہین
فکر کا زور آزمایا ہے

سیدہے سیدہے لکہے ہین شعر و صفا
بانکے ٹیڑہون کا بل نکالا ہے

غزلین ایسی ہستانیہ لکہین
ہوش صائب کو بہی اڑایا ہے

پہلوے انوری دباتی ہے
جو غزل ہے مری قصیدا ہے

ہے عدیم المثال یہ دیوان
نہ کسی نے سنا نہ دیکہا ہے

باغ شداد کی حقیقت کیا
گلشن عدن کا نمونہ ہے

اسکی تاریخ کیجیے موزون
یہی دل کو خیال آتا ہے

بیسوی سال کا جو دہیان آیا
ڈہونڈہ کر فکر نے نکالا ہے

حرف منقوطے کے خامہ نے
نقش تسخیر دست لکہا ہے ١٢٦٠

جو کہ ہے خوش تلاش او طباع
جو کہ فکر بلند رکہتا ہے

دہر مین جو بلند فطرت ہے
جو فصیح و بلیغ و یکتا ہے

جو کہ ہے خوش خیال معنی یاب
جسکو اس فن مین کچہ سلیقہ ہے

بہرہ علم و ہنر سے ہے جسکو — عقل سے جسکو فیض پہونچا ہے
اوس سے ناسخ ہوں میں داد طلب — دل کو میرے یہی تمنا ہے
چشم انصاف سے اسے دیکھیں — بند کوزے میں ایک دریا ہے

ایضاً

مرتب ہوا اب یہ دیوان اپنا — کہ ہے غیرت و رشک داماں گلچین
بھری ہے جو تعریف اصنام ہندو — ہر اک بیت ہے رشک بت خانہ چین
ہیں الفاظ ابیات پرنور سارے — سجا ہے کہوں شعر کو سلک پروین
جو دیوان میں ہے وحشت دل کا مضمون — ہر اک صفحہ ہے دشت تاتار و ماچین
زبس وصف گیسو سے خوشبو ہوا ہے — ہر اک حرف ہے نافہ آہوے چین
ہے جن شعر میں وصل دلبر کا مضمون — وہ کافی ہے ناسخ کو بہر تسکین
لکھے ہیں جو دیوان میں شعر جبکہ — تو ممکن نہیں اوس میں دخل سخن چین
ہوئی سال ہنگام کی جو مجھکو خواہش — لکھا میرے خامہ نے مضمون رنگین ۱۲۶۶
بری نظروں سے دیکھیں گر میرا دیوان — تو ہوں یا خدا کور چشمان بدبین

ایضاً

مرتب اندنوں جو ہو گیا ہے — دلا پر سحر ہے دیوان ناسخ
صفت جادو بیانوں سی جو پوچھی — کہا پر سحر ہے دیوان ناسخ
جو پڑھتا ہے وہ ہو جاتا ہے بس محو — بجا پر سحر ہے دیوان ناسخ
جو پوچھا سال فصلے تو قلم نے — لکھا پر سحر ہے دیوان ناسخ ۱۲۶۷

تاریخ بطرز نو

دیوان کا سال نکتہ سنجو — جس لفظ سے چاہو تم نکالو

اعداد کو اوسکے جمع کر کے	پس چار پہ آپ ضرب کیجے
پھر ایک عدد بڑہا کے اوسپر	دس پر کریں ضرب نکتہ پرور
پھر طرح دین بیس کر کے اوس تیئ	جو کچھ رہے باقی طرح دیجے
جو سٹھ پہ پھر اوسکو ضرب کیجے	کم کیجیے ۴۶ پھر اوس سے
باقی جو بچے وہ ہو مضاعف	پکھ شاہین نکلے سال اشرف ۱۲۷۷

ایضاً

جب مرتب ہو گیا دیوان مرا	سال فصلی کا مجھے دہیان آگیا
لیکے بس اعداد زبر و بینات	گلشن شاداب خامہ نے لکھا ۱۲۷۷
دوسری تاریخ کی جو فکر کی	شعر گلشن طبع رنگین نے کہا ۱۲۷۷

تاریخ ترتیب دیوانم از نتائج افکار اعلم علمائے زمان وافضل فضلائے دوران مولوی نصیر الدین حیدر متخلص بسامی مصنف سلطنت

بیا اے با سخن دمساز ہر دم	برعنائے سخن یکبار ہمدم
ز دیوان ملت آوازہ بشنو	کہ من تا راستشیدی تازہ بشنو
طراز خامہ رنگین بیاسے نے	سخن را پایہ بر گردون رسانے
صعود و مکنت معنے طرازی	سبحہ و آستان عشق بازے
نشئے از مہر رویان سرشتہ	دلے بر آتشش از حسن برشتہ
بود او نام مشہورش تخلص	ہنر در صول و مجہولش تخلص
ہر جہ آورد بہر ازو صل تریاق	باعجاز قلم در سطر اوراق
بہم پیچیدہ دیوانے نشان داد	سواد آب حیوانی نشان داد
زمین شوخی کہ در وے چیدہ باہم	غزلہا چون غزال آمادہ رم
اگر تنجیم خطا در پا بدیدے	ز دام لفظ مضمونش پریدے

ا مصنف دیوان [illegible]

فسون شیوهٔ جادو ویش سخن گوئیش — سخن از فیض او تشریف نو پوشش

سخن را روز خاموشی بسر آمد — که آب رفته اش در جو در آمد

بیاز و تا درا شد گرم بازار — سخن گو را سخن آمد خریدار

نگیرش سهل اگر او دو نوشته — پی هندی بتان جادو نوشته

نوشتم سال از ایمای فکرت — ور شادابی از ادای فکرت ۱۲۷۶

دواوین دگر دیوانه اش باد — خراب جلوهٔ مستانه اش باد

ایضاً

شاخ سخنور مثل بید — گز نظم کشد رشته پروین

دیوان عجیب داد ترتیب — هم طرح نگارخانهٔ چین

بکشاد طلسم گنج معنی — در کشور لفظ بست آئین

من بودم و جست جوی سالش — ناگاه زبان شکر رنگین

در صوری و معنوی بهم گفت — الف و مائتین ست و سبعین ۱۲۷۶

قطعهٔ تاریخ ترتیب دیوانم از نتائج افکار نبض شناس قلم و مزاجدان سخن خواجه عبدالرحیم متخلص به صبا یکی از نامی رئیسان شهر ڈهاکه

آن پیکر فضل و جان معنی — آن شاخ تجسم بلاغت

نقاد عیار خانهٔ نظم — گنجور خزینهٔ فضیلت

از بسکه بلند او سخن را — افزایش پایگاه رفعت

بستند دهان حرف گیران — شیرین سخنانش از حلاوت

گشتند چه چین خوان معنی — آن سعدی و خسروان بلاغت

چیدند تمام نکته چینان — زان مائده ریزهٔ افادت

گنجینهٔ صد چگونه علمی — هر شعر پر است از لطافت

در سال ہلکو چو داد ترتیب	دیوان خودش سپہر افاضت
شوریست بخشش جہت کہ دیگر	پیدا شدہ معدن ملاحت
ہاتف بصبا ز سال ترتیب	فرمود کہ مخزن فصاحت ۱۲۷۹

من عبد الوہاب متخلص بہ رحمتی باشندہ ہوگلی

این یک نقد باشد از شعر	جز پند نباشدش مصارف
من حکمتہا تو ضعت زاک	نستقا منہا کذی المعارف
این تحفہ ز بحر بوستان است	منظور ز صاحب مشارف
در جلوہ چو شد عروس ادراک	روشن شد از ان نگاہ عارف
دیباچہ معرفت چو باشد	ان حرت سطالعا لتعارف
میزان عشق است و تعریف	ہل انت للفظہا تصارف
تاریخ مرختم آن سے است	گلزار حقیقت معارف ۱۲۷۶

از مولوی عصمت اللہ متخلص بہ النسخ باشندہ پنڈوہ شاگرد مصنف

کیوں نہووین نکتہ سنجان زمانہ خوش بھلا	حضرت نساخ کا دیوان مرتب ہو گیا
طرز اونکے شعر گوئی کی ہے سہل الممتنع	صاف عالم ہے کلام سعدی شیراز کا
دل سے خاقانی ظہیری کو بھلا دیوین ابھی	نکتہ فہمان زمان گر غور سے دیکھیں ذرا
پاتے ہیں اس صفائی سے وہ بنہا مضامین	شکل مضمون مثل آئینہ نظر آئے صفا
اونکا طوطی بولتا ہے شاعروں کی بزم میں	رنگ ہے آئینہ حیران کی صورت بزم کا
وہ غزل پڑھتے ہیں موتی رولتے ہیں یا معبر	شعر ہیں سلک گہر الفاظ ہیں بے بہا
نغمہ سنجی زمزمہ پردازی اونکی کیا کہوں	طوطی شیرین زبان ہیں عندلیب خوشنوا
اپنی غزلیں پڑھتے ہیں جس دم وہ بزم شعر میں	ہر طرف سے ہیں بجا ہوتا ہے شور مرحبا
دیکھ اونکے گل اشعار کا جو رنگ شوخ	بلبل شیراز کی بھی روح ہو جائے فدا

طوطیان ہند کا دم بند ہو جاتے وہین ۔ بلبل خامہ ہوا اونکا جس گھڑی نغمہ سرا
غیرت چرخ برین سارے زمین شعر ہے ۔ عدن ہے ہر بیت اونکی ہر لفظ ماہ لقا
زلف پرپیچ پریرویان کا جو لکھا ہے حال ۔ دائرہ ہر حرف کا ہے حلقۂ دام بلا
بادشاہ حسن کے گیسو کی لکھی ہے صفت ۔ مصرعون پر شعر کے ہے عالم بال ہما
زلف و رخ ماہ رویان کا ہے مضمون شعر و ۔ ہے سفیدی اور سیاہی شعر کی صبح و مسا
دور چشم یار کے مضمون سے چکر مین ہین ۔ مشتری و زہرہ و کیوان و خورشید و سہا
لعل جانبخش پریرویون کی وہ لکھی صفت ۔ جسکو سنکر حضرت عیسی کا بہی دم ہو فنا
خال مشکین بتان ہند کا لکھا جو وصف ۔ حرف کے نقطے ہین گویا دانہ مشک ختا
اپنے قلب صاف کا مضمون لکھا جس شعر مین ۔ بیگمان اوس بیت پر ہے عالم عرش علا
بالیقین ہین جس شعر مین مضمون بیتابی دلی ۔ اضطراب اوسمین سے شکل طائر قبلہ نما
وصل کا مضمون وہ چپان ہے کہ جسکے وصف مین ۔ حرف ہوتا ہے یقین ہے ہر سے خالی سے جدا
الغرض دیوان ہے اونکا غیرت باغ جنان ۔ غیر رضوان کون کرسکتا ہی وصف اوسکے ادا
دیکھہ آنسخ سے یہ نے کیا تاریخ جادو کی کہی ۔ آج مملو سحر سے دیوان ہے نساخ کا

۱۲۷۴

ایضاً

شکر کہ دیوان سے استاد کا ۔ آج اپنے مجبور مرتب ہوا
خسرو اقلیم صنائع ہین وہ ۔ بادشہ ملک بدایع ہین وہ
ہین وہ عجب شاعر نازک مزاج ۔ جنکا کہ ہم سر نہین دنیا مین آج
اونکے جو شاگرد ہین استاد ہین ۔ فکر رسا سے سخن ایجاد ہین
شعر مین باندھے ہین جو معنی بلند ۔ ساکن افلاک کے ہین دل پسند
صاف جو ہیرے سے ہے بندش ہوا ۔ بیان سے ہے گوہر صافی فدا
لفظ جو ہین باغ فصاحت کے پہول ۔ حرف ہین گلزار بلاغت کے پہول
یہہ جو مرتب ہوا دیوان ہے ۔ سچ تو یہ ہے شاعرون کی جان ہے
دلکو ہمارے ہوئی از حد خوشی ۔ فکر یہین پڑ گئے تاریخ کی

بس سن فصلی کا جو بیان کیا	گو ہر منظوم قلم نے لکھا ۱۲۷۴	

از منشی عبد الرحمن باشندۂ شہر کلکتہ متخلص بہ مواج نائب محافظ بزرگ داوری گاہ ہائی کورٹ کلکتہ شاگرد مصنف

ہوا ہے اب مرتب حضرت استاد کا دیوان
کہ ہر ہر شعر اوسکا غیرت گلزار جنت ہے

غزل ہر ایک ہے اوسکے رشک دامان جواہر ہے
اگر مفلس بھی ہے کوئی سخن فہم اوسکو دولت ہے

مرقع مانی و بہزاد کا خجلت سے ہے پنہان
کھنچی ہر شعر مین اوسکے پریرونکی صورت ہے

جو حرف دائرہ دار اوسمین ہے ہی عارض روشن
جو مصرع ہے وہ گویا اک پری پیکر کا قامت ہے

کیا معنی کو جو آراستہ الفاظ روشن سے
تن مضمون کو گویا نور کا پہنایا خلعت ہے

گھٹا خط کی سیاہی برق تابان معنی روشن
جو نقطہ حرف پر ہے قطرۂ باران رحمت ہے

سٹے ہین لفظ سارے وصل کا مضمون جو لکھا ہے
جدا ہین حرف سب جس شعر مین مضمون فرقت ہے

نہایت شعر مین ترکیب اچھی چست ہے بندش
اگر الفاظ رنگین ہین تو مضمون خوبصورت ہے

ہوئی مواج جو خواہش مجھے تاریخ کی ناگہ
کہا یہ فکر رنگین نے گلستان مسرت ہے ۱۲۷۴

از سید محمد علی باشندہ کلکتہ نواسہ میر شیر علی افسوس متخلص بہ سرور شاگرد مصنف

اب ہو گیا دیوان مرتب حضرت استاد کا
پہلو ہین ہر شعر کے جسکے نہان ہی گلستان

مضمون عالی و بلند ایسے ہین باندہے شعر مین
گویا بنایا ہے زمین شعر کو اب آسمان

جسطرح پردے مین نہان ہو شاہد زیبا کوئی
ہر شعر مین مضمون رنگین اسطرح سے ہے نہان

ہر لفظ ہے عقد ثریا حرف مہر و ماہ ہین
ہر صفحۂ دیوان فلک ہر سطر رشک کہکشان

ہر شعر سے اونکے ہوئی ہے فصاحت موجزن
حیرت زدہ ہو دیکھکر سحبان وائل بیگمان

مضمون جو ہر شعر کا ہے صاف شکل آئینہ
طوطی کی صورت ہو گئی حیران بزم شاعران

کچھ کم نہین تلوار کی بندش سے بندش شعر کی
سن سن کو حاسد کٹتے ہین اعجاز ہے اس سے عیان

ہر مو بھی تن کا ہو زبان گر ہر بن مو ہو دہن
تعریف اس دیوان کی ممکن نہین ہووے بیان

تاریخ کی جستجو دل مسرور کو خواہش ہوئی	آئی ندا یہ غیب سے دیوان غیر در فشاں ۱۲۷۶

از مولوی واحد علی متخلص بہ مخمور خلف الرشید مولوی عبد العلی نامی زمیندار ڈھاکہ شاگرد مصنف

ہوا جمع دیوان استاد کا	کہ دیوان ہے وہ عجیب و غریب
ہوا ہے مرتب یہ دیوان جواب	سخن فہم کے لڑ گئے ہیں نصیب
ہے جس شعر میں درج مضمون وصل	وہ الفت کے بیمار کا ہے طبیب
زمانے نے ایسا نہ دیکھا کبھی	غرض سنئے یہ دیوان ہے عجیب
ہوا سال ترتیب کا جو خیال	کہا دل نے ہے نغمہ عندلیب ۱۲۷۶

ایضاً

جو مرتب حضرت نساخ کا دیوان ہوا	دل میں اپنے جوش آئی مخمور پایا شامل ہی [?]
فکر تھی تاریخ کی آئے صدا یہ غیب سے	دفتر اشعار زیبا کہہ یہی تاریخ ہے ۱۲۷۶

از میاں محمد حسین متخلص بہ مشہور باشندہ شہر کلکتہ شاگرد مصنف

مرتب اب ہوا دیوان حضرت استاد	کہ اوس میں مصرعہ موزوں جو ہے قیامت ہے
لکھے ہیں جو رنز [?] اون کے وصف دیوان میں	جو بیت اوس میں ہے گویا کہ باغ جنت ہے
لکھا جو آئینہ رویوں کے انتظار کا حال	تو دائرہ جو ہے حرفوں کا چشم حیرت ہے
ہر اک مصرعہ موزوں کے وصف کیا کیجے	کہ جس سے سدرہ و طوبی کو بھی خجالت ہے
خیال آیا جو تاریخ کا مجھے مشہور	مرے قلم نے لکھا گلستان حکمت ہے ۱۲۷۶

از خواجہ نبی بخش جیو کشمیری متخلص بہ محور [?] شاگرد مصنف

مرتب اب ہوا دیوان مولوی نساخ	کہ جس میں شعر ہے روشن ہر ایک صورت ماہ

لکھا ہے کوئی تیا لکھا جو وصف دیوان میں — ہے لفظ شعر یہ ابرو سے کمان ہیت اللہ
لکھا ہے شعر میں جو وصف بازی طفلان — تو صاف ہوتا ہے او سپہر کمان بازی گاہ
لکھا جو عارض پر نور خوشخطان کا وصف — تو حرف جتنے ہیں شعر و سخن سب ہیں صورتگاہ
خیال مجھکو جو تاریخ کا ہوا محرر — ندا سروش سے یہ دی خیال خوب ہو واہ
۱۲۷۷

از منشی سید اسد عرف علیجان باشندہ ضلع ہوگلی متخلص بہ مخمور شاگرد مصنف

اسکے ترتیب جسکا ہے دیوان — میرے استاد کا بزرگ گہر
ہیں وہ خورشید برج فضل و کمال — در شاداب درج علم و ہنر
ہیں وہ جمشید کشور معنے — اور مالک سخن کے اسکندر
عشق شیرین خوش خیالی میں — خسرو و کوہکن سے ہیں بڑھکر
ہو گیا صید طائر مضمون — خامہ اونکا ہے باز کا شہپر
جو لکھا وصف ناوک مژگان — سرگزون پر ہے عالم نشتر
وصف گلرو کا حال لکھکے کیا — صفحہ ہر ایک پھول کا دفتر
جبین لکہا ہے قلب صاف کا حال — صاف وہ بیت ہو خدا اونکا گھر
کیا تجلی کو دام لفظوں میں بند — جو لکھا حال خاطر مضطر
وصف چشمان مست سنکر ہو — شعر مضمون کی فکر کو چکر
کٹنے لگی ہیں حاسد کمبخت — تیغ خامہ دکھائے جب جوہر
خم ہی وصف چشم میں ہی شعر — لفظ ہر اک شراب کا ساغر
اونکا مضمون جو دیکھی روشن و صاف — شرم سے ہو سفید روی قمر
نخل فردوس شعر مصرع شاخ — پھول نقطے ہیں اور حرف ثمر
بندش صاف صورت الماس — شاہد شعر کے لیے زیور
اونکا دیوان ابر نیسان ہے — شعر تر ہے ہر ایک گوہر تر
کہی تاریخ سنے اسے مخمور — ہے یہ دیوان عشق کا دفتر
۱۲۷۹

ایضاً در دائرہ موتلفہ کہ بسبہ بحر رجز و ہزج و رمل مثمن سالم خواندہ میشود

اوستاد کا دیوان ۞ مرتب جو ہوا ہے ۞ شاعرو ۔ کہیں انکا گر داماں ۞ اسے کہیے سجا ہے ۞ واہ وا

تاریخ کا مصرع ۞ کہا منورنے یہ ۞ یک بیک ۔ استاد کا دیوان ۞ مرتب ہو گیا ہے + واہ وا

از منشی صمصام حیدر باشندہ ہوگلی متخلص نور شاگرد مصنف

مرتب ہو گیا ہے حضرت ناسخ کا دیوان ۔ کہ جسکے دیدنے مجھکو بہار تازہ دکھلائی

لکھا ہے جہاں تکنے کا خال جو پردہ نشینونکی ۔ تو نقطے حرف کے ہیں مردم چشم تماشائی

پئے تاریخ جو اسے نور بیٹھے فکر کی ناگہ ۔ بنا باغ گل معنی صدا یہ غیب سے آئی

از میرزا محبوب علی لکھنوی متخلص بہ قوس مقیم کلکتہ شاگرد مصنف

مرتب اب ہوا اوستاد کامرے دیوان ۔ کہ جسکو دیکھکے حیران ہر سخندان ہے

گمان ہے قطعہ گلزار کا جو صفحے پر ۔ تو رشک ابر بہاران سجا یہ دیوان ہے

ہر ایک صفحہ دیوان ہے رشک باغ بہشت ۔ جو خط ہے اوسکا وہ گویا کہ خط خوبان ہے

لکھا جو شعر میں وصف نقاب روے نگار ۔ یقین ہوتا ہے اک شمع زیر داماں ہے

زبسکہ وصف سہی قامتوں کا لکھا ہے ۔ الف جو شعر میں اوسکے ہے سرو بستان ہے

لکھا ہے شعر جو تعریف چشم مستان مین ۔ برای اہل نظر سرمہ صفاہان ہے

تبسم بت غنچہ دہن سے وصفوں مین ۔ ہر ایک معنی گلرنگ روے خندان ہے

لکھی ہے حور وشونکی جو شعر مین تعریف ۔ تو رشک و غیرت باغ بہشت دیوان ہے

بھری ہے آنکھونکی تعریف سے غزلکی غزل ۔ ہر ایک شعر بھی مانند نرگستان ہے

ہے شعر مین صفت انتظار آئینہ رو ۔ جو حرف اوسمین ہے گویا کہ چشم حیران ہے

ہے وصف داغ میں روشن وہ شعر جو تحریر ۔ کہ چاک جس سے ہوا صبح کا گریبان ہے

رقم کیا ہے جو حال اپنے جوش سودا کا ۔ جو حرف شعر مین ہے چاک اوسکا داماں ہے

سنا ہے نغمہ سرائی کا اوسکے جو شہرہ — چمن میں بندہ دم بلبل غزلخوان ہے
زبان غنچہ سے پوچھا جو میں نے سال اوسکا — کہا یہ ہنسکے کہ یک بہتران گلستان ہے
۱۲۷۶

از منشی وارث علی متخلص بہ ضیا باشندہ ڈھاکہ شاگرد مصنف

شکر صد شکر حضرت ناسخ کا — اندنون دیوان مرتب ہو گیا
عرش سے تا فرش ساری خلق نے — دی صدا نے مرحبا صد مرحبا
واہ وا کیا خوب یہ دیوان ہے — جیسے دل خوبون کا بھی مائل ہوا
مطلع اوسکا مطلع خورشید ہے — حسن مطلع جلوہ صبح عید کا
بیت ابرو سے عیان بیت الغزل — یا کہ بیت اللہ ہے نام خدا
وصف قامت مین جو موزون ہے سخن — سرو ہے وہ گلشن فردوس کا
سنتے ہی مضمون زلف گلرخان — ہوش اوڑتا ہے نسیم خلد کا
وصف روے صاف صاف آئینہ ہے — صورت معنی ہے جسمین رونما
مہر اعدا جوہر شمشیر ہے — ابروے پرخم کی تحریر ثنا
تختہ نرگس کا عالم ہے عیان — جس جگہہ ہے چشم کا مضمون لکھا
خال رخ کا ہے یہ مضمون پر اثر — جب سنا ہندو مسلمان ہو گیا
ہے وہ مضمون دہان تنگ تنگ — غیر کو جسمین نہین رہنے کی جا
خامہ اوسکا یا کلید گنج نطق — یا ہے حاسد سے موسی کا عصا
عرش پر ہے شعر فہمونکا دماغ — اسقدر عالی ہے مضمون شعر کا
دیکھا اس دیوان کو جو بے لغزش — شاہد غیبی نے مجھسے یہ کہا
فکر ہرگز تو نکر تاریخ کی — شاہد مضمون یہ ہے سن اے ضیا
۱۲۷۶

از منشی لاچی رام باشندہ جلالآباد ضلع امرتسر متخلص بطالب شاگرد مصنف

طالبان ناسخ کا دیوان مرتب جو ہوا — حال عالم اونکے شعر سنے سے ہوا جلوہ نما

سال کا مصرع کلک گوہر افشاں نے لکھا — گلشن جمشید ہے دیوان ناسخ کا ۱۲۹۱

از محب ولی حکیم اشرف علی متخلص بہ مست شاگرد رشید حافظ اکرام احمد ضیغم

مرتب ہو گیا ناسخ کا دیوان — نہیں دیوان وہ گنجینہ بلاغت ہے

سن فصلی میں یہ تاریخ لکھی ہے — در شاداب عمان فصاحت ہے ۱۲۹۱

از سالک مسالک طریقت فارس مضمار حقیقت پیر محمد واجد متخلص بہ پریشان باشندۂ دانا پور شاگرد مولوی ذاکر علی ذاکر متخلص

ناسخ کا جو دیوان اب چھپ گیا مرتب — ہے گلدستۂ باغ معانی تو بجا ہے

تاریخ ای پریشان رضوان فلک سے لا — نزہت وہ ارم ہے یہ مخزن فصاحت ۱۲۹۰ ۱۲۹۱

از مولوی احمد علی متخلص احمد صاحب مؤید برہان باشندۂ ڈھاکہ مدرس سوم فارسی مدرسہ عالیہ کلکتہ شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم رحمۃ اللہ علیہ

مولوی عبد الغفور نکتہ دان — آنکہ برد از شاعران گوی سخن

طرز نساخ را ز سر تجدید کرد — در مثل ہندیست یکتای زمن

مشتہر چون شمس در اقصای دہر — شاعر شیرین زبان دانای فن

داد چون ترتیب دیوان خویش — او بعون کردگار ذو المنن

نظم ناسخ یکقلم منسوخ شد — شعر او در دو زبان مرد و زن

گرمی بازار آتش سرد شد — سوخت از اشعار گرمش در کفن

قلزم معنے است با دیوان او — بلکہ آن درج پر از درّ عدن

سال تاریخش چہ گویم احمدا — دفتر بے مثل باشد بے سخن ۱۲۹۱

الحمد للہ کہ دیوان بلاغت و فصاحت عنوان تصنیف لطیف شاعر جادو زبان مولوی عبد الغفور خان بہادر نساخ بمطبع نامی گرامی منشی نولکشور مقام لکھنؤ ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۷۴ع مطابق ماہ رمضان ۱۲۹۱ ہجری میں طبع ہوا